بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعلیم الایمان

اسلامی طریقۂ زندگی

کے چند گوشے

تصنیف

عبداللہ صدیقی

ریسرچ اسکالر آف ایمانیات

زیر سرپرستی

مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری

(استاذ حدیث وفقہ دار العلوم سبیل السلام حیدر آباد)

ناشر

عظیم بکڈپو، جامع مسجد، دیوبند، یوپی

حق طباعت غیر محفوظ
بغیر کسی تبدیلی کے چھپوانے کی عام اجازت ہے۔

نام کتاب:۔ اسلامی طریقہ زندگی کے چند گوشے

تصنیف:۔ عبداللہ صدیقی

زیر سرپرستی:۔ مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری

سنہ طباعت:۔ ۲۰۱۲ء

تعداد:۔ ۵۰۰

کمپیوٹر کتابت:۔ مولوی محمد نصیر الدین خیرؔی

این جے گرافکس:9985526522

ناشر:۔ عظیم بکڈپو، جامع مسجد دیوبند، یوپی۔

حیدرآباد میں ملنے کے پتے

☆ Officemate. Beside Gangajamuna Hotel, Opp Mahdi Function Hall, Lakdikapul, Hyd. Cell: 9391399079, 9966992308.

☆ Maktaba Kaleemiya, Rahman Complex, Yosufian cross road, Nampally Hyderabad. A.P. Cell: 9885675624

☆ Hindustan Paper Emporium, Machlikaman, beside Shahran Hotel, Charminar, Hyd. A.P,

☆ Huda Book Distributer, Hyderabad-

نوٹ:۔ ان کے علاوہ کشمیر، گجرات، مہاراشٹرا، بہار، کرناٹک کی کئی مکتبوں پر دستیاب ہے۔

روزانہ اس کتاب کے چند صفحات خود بھی پڑھئے
اور بچوں کو بھی پڑھ کر سنائیے

سلسلہ	عنوانات	صفحہ نمبر
1	طہارت ونظافت کے آداب	4
2	لباس کی حقیقت اوراسکے آداب	25
3	اسلام میں پردے کی اہمیت	38
4	والدین کے ساتھ حسن سلوک	43
5	مجلس کے آداب	59
6	میزبانی کے آداب	71
7	مہمان کے آداب	86
8	اسلام میں ہدیہ اورتحفہ کی اہمیت	95
9	امانت میں خیانت کرنا	101
10	وعدہ پورانہ کرنا منافق کی علامت	115
11	گداگری اور بھیک مانگنے کاپیشہ	127
12	پڑوسیوں کے حقوق	140
13	گالی دینامنافق کی علامت ہے	150

انشاء اللہ حصہ دوم میں مزید مضامین پرتفصیل کے ساتھ سلسلہ جاری رہے گا۔دعافرمائیے کہ اللہ تعالیٰ زندگی میں برکت عطافرمائےتوبہت جلد حصہ دوم بھی آپ کی خدمت میں پیش کیاجائے گا۔تعلیم الایمان کے تمام حصوں کوانشاء اللہ تعالیٰ اردوکے علاوہ انگریزی،ہندی،تلگو اوردوسری زبانوں میں بھی شائع کیاجائے گا۔ایمان کے ساتھ ساتھ اعمال کی بہت سخت ضررت ہے اوراعمال ایمان کاعکس،سایہ اورپروڈکشن ہیں اسی سے ایمان کی پہچان ہوتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طہارت ونظافت کے آداب

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْن (التوبه.١٠٨)

اللہ تعالیٰ پاک وصاف رہنے والے بندوں سے محبت کرتا ہے۔

اَلطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِيْمَان (بخاری ومسلم) پاکی آدھا ایمان ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں اسلام کے ذریعے پاکی اختیار کرنے کی تعلیم دی، اسلام کے علاوہ کسی بھی دوسرے مذاہب میں پاکی کی اتنی عمدہ اور اعلیٰ تعلیم نہیں ملتی، دوسری قومیں بظاہر صاف ستھری رہتی ہیں مگر اندرونی اعضاء میں گندگی لئے پھرتی ہیں۔

۞ صحیحین یعنی بخاری ومسلم کی حدیث ہے کہ حضرت ابو مالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پاکی آدھا ایمان ہے۔

۞ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ اپنے اُن بندوں کو پسند کرتا ہے، جو ظاہر و باطن میں پاکی کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں، پاکی کا تعلق انسان کے اندرون وبیرون سے ہے، اسلام نے انسانوں کو اندرونی وبیرونی دونوں کی پاکی اختیار کرنے کی مکمل تعلیم دی ہے، جو انسان پیغمبر محمد ﷺ کو نہیں مانتا یا پیغمبر کی تعلیمات سے دور ہوتا ہے اور ایمان سے خالی ہوتا ہے، وہ اندرونی وبیرونی دونوں طرح کی گندگی اور ناپاکی میں مبتلا رہتا ہے، وہ بظاہر نہانے دھونے، صاف ستھرے اور عمدہ کپڑے پہننے کے باوجود نہ اندرونی پاکی حاصل کرسکتا ہے اور نہ بیرونی پاکی سے واقف ہوتا ہے۔

۞ اندرونی گندگی اور ناپاکی یہ ہے کہ انسان ایمان سے خالی رہے، یا ناقص ایمان رکھے، یا شرک کے ساتھ ایمان رکھے، تو وہ دل ودماغ میں گندے عقائد، گندے

خیالات اور غلط افکار وتصورات رکھتے ہوئے شرک، کفر، دہریت، منافقت اور فسق وفجور میں مبتلا رہتا ہے؛ چنانچہ اگر انسان صحیح اور خالص ایمان قبول کرتا ہے اور شعوری ایمان حاصل کرتا ہے، تو وہ اندرونی پاکی حاصل کرسکتا ہے اور پھر ایمان قبول کرنے کے بعد اندرون کو کفر وشرک سے پاک کرکے ظاہر یعنی بیرون میں پاکی وطہارت کے ذریعے آدھا ایمان حاصل کرسکتا ہے۔

۞ بیرونی پاکی یہ ہے کہ انسان اپنے جسم، کپڑے، رہنے کی جگہ اور استعمال کی چیزوں کو پاک وصاف رکھے، تو اس کو بیرونی پاکی وطہارت حاصل ہوگی اور اس کی روح کو سکون نصیب ہوگا، ہم یہاں اندرونی پاکی پر بات نہیں کریں گے؛ بلکہ بیرونی پاکی پر کچھ تفصیل سمجھائیں گے، اس لئے کہ بیان کردہ حدیث میں بیرونی پاکی اختیار کرنے کی ہی تعلیم دی جارہی ہے۔

۞ انسان کی یہ عادت ہے کہ جب وہ بول وبراز اور جماع کی حالت سے فراغت کے بعد صحیح طریقے سے پاکی وصفائی حاصل نہیں کرتا اور اس کے جسم اور سر میں میل کچیل باقی رہے جیسے، دانتوں کی صفائی، ناک کی صفائی، ناخنوں کا میل، بغل اور ناف کے بالوں کی صفائی نہیں کرتا، کنگھی چوٹی نہیں کرتا اور ڈاڑھی کو صحیح نہیں سنوارتا اور کپڑے گندے رکھتا، صاف ستھرے نہیں رکھتا اور اپنے اطراف کی جگہ میں کچرا، بدبو، ناپاکی محسوس کرتا اور استعمال کی چیزیں جوتا، چپل، گاڑی، اور میز کرسی گندی رکھتا ہے، تو وہ اپنے نفس اور طبیعت پر بہت بار اور بوجھ محسوس کرتا اور اس کی روح بے چینی وبے سکونی کی کیفیت میں مبتلا رہتی ہے۔

۞ اگر وہ بول وبراز اور جماع کی حالت سے فارغ ہونے کے بعد صحیح طریقے سے صاف ستھرا رہے اور جسم کو میل کچیل سے صاف ستھرا رکھے، بالوں اور ڈاڑھی کو سنوارے، کپڑے صاف ستھرا پہنے، ناف اور بغل کے بال نیز ناخن اور ناک صاف رکھے، جوتا، چپل اور استعمال کی چیزیں صاف ستھری رکھے، عطر، خوشبو کا استعمال کرے تو

وہ اپنے نفس اور طبیعت میں سکون وراحت محسوس کرے گا اور اسکی روح کو سکون وچین نصیب ہوگا، پھر اس کے بعد وہ اپنے آپکو فرشتوں جیسی طبیعت اور پاکیزگی میں پاتا ہے، ان دونوں حالتوں اور کیفیتوں کو ہر عام وخاص آدمی آسانی سے محسوس کرسکتا اور سمجھ سکتا ہے

۞ جب انسان پر پاکی اور طہارت کی یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے اور ہوگی، تو وہ اپنے مالک وآقا سے صحیح طور پر دل لگائے گا، اور خشوع وخضوع سے اس کی یاد میں مگن رہے گا، اور اگر وہ پاکی وطہارت حاصل نہ کرے اور گندگی میں مبتلا رہے، تو اپنے اوپر شیطان کا غلبہ زیادہ پائے گا اور اپنے مالک سے صحیح طریقے سے رجوع بھی نہیں ہوسکے گا، ایمان والے بول وبراز سے پاک رہ کر چوبیس گھنٹے اپنے مالک سے لَو لگا سکتے ہیں، بیرونی طہارت سے ان کی روح کو سکون ملتا ہے، یہ نعمت صرف ایمان والوں کو حاصل ہوسکتی ہے، جو لوگ بیرونی طہارت حاصل نہیں کرتے وہ بے چین اور بے سکون رہتے ہیں، ان کی روح بے قرار رہتی ہے، جیسے مچھلی پانی کے باہر تڑپتی ہے، اسلئے ایمان والے بندوں کو ہر وقت بیرونی طہارت وپاکی کا بھی بھرپور خیال رکھنا ہوگا۔

۞ غیر مسلم، ایمان سے دور اور کمزور ایمان والے اپنے جسموں، کپڑوں، ناک، بغل، ناخن اور ناف کے نیچے کے بالوں کی صفائی نہیں کرتے اور رہنے کی جگہوں کو پاک صاف نہیں رکھ سکتے، گھروں کے اندر کتے بھی پھرتے ہیں، ننگی تصویریں، بتوں کی یا انسانوں کی یا فلم ایکٹروں کی لگاتے ہیں، وہ غسل کرنے اور پیشاب کرنے کے باوجود اپنے جسم اور کپڑوں کو بول وبراز سے بچا نہیں سکتے، ان کے جسموں اور کپڑوں میں پیشاب لگا ہوتا ہے۔ پیروں پر پیشاب کے چھینٹے پڑتے ہیں، وہ پاخانے کو تو صاف کرلیتے ہیں اور کہیں پر سردی زیادہ ہونے یا پانی کے نہ ہونے کی وجہ سے پاخانے کو کاغذ سے پوچھ لیتے ہیں، مگر عمدہ لباس پہن کر، کپڑوں کو سینٹ لگا کر، چہرے کو بناؤ سنگار کرکے بھی وہ پیشاب یا پاخانہ کپڑوں کو لگائے پھرتے ہیں، وہ بے طہارت پھرتے ہیں، وہ بغل اور ناف کے بال کاٹنے کے عادی نہیں ہوتے اور مونچھ کے بال پالتے، جس کی وجہ سے بال

منہ کے اندر جاتے ہیں، اور پانی پیتے وقت پانی میں ڈوبتے ہیں، بالوں کی نوک سے ایک زہریلا مادہ پانی میں مل جاتا ہے، اسی طرح بے ختنہ رہ کر میل کچیل لئے پھرتے ہیں۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں اشرف واعلی بنایا اور اس کو پیغمبروں کے ذریعے سب سے اونچی تہذیب وتمدن دیا، مگر انسان اپنی تہذیب وتمدن کو چھوڑ کر اپنے سے چھوٹی مخلوق، جانوروں کے کلچر اور تہذیب کو اپناتا ہے اور کھڑے کھڑے جانوروں کی طرح بول وبراز کر کے ناپاک رہتا اور جسم اور کپڑوں کو گندگی لگائے پھرتا ہے، شیطان گندہ ہے اور وہ انسانوں کو گندہ اور ناپاک رہنے کے طریقے سکھاتا ہے۔

مسلمان اپنے پیغمبر کی ہدایت کے مطابق بیٹھ کر پیشاب کرتے اور جس طرح وہ پاخانے کو دھوتے ہیں، اسی طرح پیشاب کے عضو کو بھی دھوتے ہیں، اپنے کپڑوں، پیروں اور جسم کو پیشاب لگنے سے بچاتے ہیں اور بے طہارت رہنے کو برداشت نہیں کرتے، پیشاب کو مٹی، ڈھیلا یا کاغذ میں سکھا لیتے ہیں اور اپنے جسم کو پیشاب لگنے سے بچاتے ہیں۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا تھا، حضور ﷺ نے مجھے دیکھ لیا، پس فرمایا: عمر کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا کرو! اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔ (ترمذی)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جو شخص یہ بیان کرے کہ حضور ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے، اس کی بات کو سچا تسلیم نہ کرو، رسول اللہ ﷺ ہمیشہ بیٹھ کر پیشاب کیا کرتے تھے۔ (ترمذی)

البتہ آپ ﷺ نے زندگی میں ایک مرتبہ جگہ خراب ہونے کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کیا، اس لئے بیماری یا آپریشن یا کوئی اور مجبوری کی حالت پر یا جگہ کی گندگی کی وجہ سے کھڑے ہو کر پیشاب کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالی نے دنیا میں مختلف مخلوقات پیدا فرمایا اور ہر ایک کا کلچر الگ الگ رکھا انسان کو اس نے سب سے اعلیٰ مخلوق بنایا اور اسکو زندگی گذارنے کا سب سے اعلیٰ، عمدہ کلچر

سکھایا، مگر انسان اعلیٰ مخلوق ہونے کے باوجود اپنے سے ادنیٰ مخلوق، یعنی جانوروں کے طریقہ پر زندگی گذارتا ہے اور بہت سے کام انہی کی طرح کرتا ہے؛ چنانچہ جانور کھڑے کھڑے پیشاب پاخانہ کرتے ہیں اور بغیر طہارت لئے پھرتے ہیں، ان کے پیروں پر پیشاب کے چھینٹے پڑتے ہیں، انسانوں میں بہت سے انسان جو پیغمبر سے دور ہوتے ہیں، جانوروں کی طرح کھڑے کھڑے بول و براز کرتے، کپڑوں، پیروں اور جسم کو پیشاب لگائے پھرتے ہیں، جانوروں کی طرح بے طہارت رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ پاک ہے اور اپنے پاکیزہ بندوں اور بندیوں کو پسند کرتا ہے۔ شیطان ناپاک ہے اور وہ انسانوں کو خدا سے دور رکھنے اور ان کے ظاہر و باطن کو ناپاک رکھنے کی محنت کرتا ہے۔

۞ ذرا غور کیجئے! کتا اور بلی بھی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت اور فطرت پر عام طور سے گڑھا کھود کر بول و براز کرتے اور مٹی سے ڈھانک دیتے ہیں، پرندوں کے بچے گھونسلے کے منہ کی طرف آ کر لید کرتے ہیں جو گھونسلے سے باہر گرتی ہے، مگر انسان ان سے بھی گیا گزرا بن گیا کہ جسم کو گندگی لگائے پھرتا ہے۔

۞ صحیحین یعنی بخاری و مسلم کی روایت میں حضور ﷺ نے ایمان والے بندوں کو پیشاب کی گندگی سے احتیاط نہ کرنے پر قبر میں عذاب کے دیئے جانے کی اطلاع دی ہے اور آپ نے ایک قبر پر ایک ہری ڈالی لگائی؛ تا کہ شاید عذاب قبر رُک جائے، یا اس میں کچھ تخفیف ہو جائے، (حاکم) اس کے باوجود غیر مسلم تو غیر مسلم بہت سے بے شعور مسلمان کھڑے کھڑے جانوروں کی طرح پیشاب کرتے اور بغیر طہارت لئے کپڑوں اور جسم کو پیشاب لگائے پھرتے ہیں، بنیادی طور پر اگر روحانیت حاصل کرنا ہو، تو سب سے پہلے طہارت کے ساتھ رہنا ہوگا، بغیر طہارت کے روحانیت حاصل نہیں ہوتی، بیرونی طہارت سے روح کو سکون نصیب ہوتا ہے، ورنہ روح بے چین و بے قرار رہتی ہے۔

۞ اگر طہارت راستہ یا سفر میں محسوس ہو اور پانی نہ ملے تو مٹی یا اینٹ کا ڈھیلہ یا جاذب کاغذ وغیرہ سے جسم کے حصے کو خشک کر کے کپڑوں اور جسم کو پیشاب کے لگنے سے بچایا

جائے، پھر جب پانی مل جائے، تو فوراً پانی سے طہارت حاصل کرلی جائے، تاکہ قلبی وروحانی سکون حاصل رہے۔

۞ طہارت لینے سے پہلے ایک مرتبہ کھڑے ہوکر کھانسنے یابایاں ہاتھ سے عضوکو کھینچنے یا پیروں کو دبانے سے پیشاب کی نالی کے قطرے باہر نکل جاتے ہیں، پھر بیٹھ کر پانی سے طہارت لینے سے، اعلیٰ قسم کی طہارت حاصل ہوگی، جس کو اسلام نے پسند کیا ہے۔ ورنہ بیٹھے بیٹھے پیشاب کرنے سے کبھی کبھی پیشاب کی نالی میں چند قطرے رہ جاتے ہیں جو، کھڑے ہونے یا چلتے وقت نکل سکتے ہیں، جس کی وجہ سے طہارت صحیح نہیں ہوپاتی، جب طہارت ہی صحیح نہیں ہوگی اور گندگی صاف ہونے کی حد کو تجاوز کرجائے گی، تو وضو ہی خراب ہو جائے گا۔ اور اگر وضو خراب ہوجائے تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

۞ اللہ کے رسول ﷺ کی سنت یہ ہے کہ بیٹھ کر پیشاب پاخانہ کیا جائے، البتہ جگہ بیٹھنے کے لائق نہ ہو، دبنے کا اندیشہ ہو، یا اطراف میں گندگی زیادہ ہو، یا کوئی حادثہ یا بیماری کی وجہ سے مجبوری ہو، تو کھڑے کھڑے بول وبراز کرسکتے ہیں۔

۞ اللہ کے رسول ﷺ نے ایمان والوں کو عام راستوں میں، سایہ دار درختوں کے نیچے، جہاں لوگ بیٹھتے اور آرام کرتے ہوں، یا چمن اور باغات میں، تالابوں، نہروں، یا پینے کے پانی کے ذخائر کے پاس، یا سوراخوں میں بول وبراز کرنے سے سختی سے منع کیا ہے۔ (مسلم وابوداؤد) مسلمانوں کو اس میں خاص خیال رکھنا چاہئے۔

۞ حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: تم لعنت کے اسباب سے بچو، یعنی تین چیزیں ہیں، جن کی وجہ سے گزرنے والے لعنت کرتے ہیں، وہاں استنجا اور بول وبراز مت کرو، دریا کے کنارے جو مقام نہانے کے لئے ہو، راستے میں اور سائے دار درخت کے نیچے (ابوداؤد، ابن ماجہ) ایسی جگہ بول وبراز کرنے سے لوگ بھی لعنت وملامت کرتے ہیں، برا کہتے ہیں، میوے کے درختوں کے نیچے بول وبراز نہ کریں، اس لئے کہ اوپر سے دن رات پھل گرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت خراب ہوسکتی ہے، نجاست

لگ جائے تو ضائع ہو جائے گی۔

حضورﷺ نے سراخوں میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔(ابوداؤد)

سوراخوں میں پیشاب کرنے سے حشرات الارض کو تکلیف ہو گی یا کوئی زہریلا جانور سانپ اور بچھو نکل کر کاٹ سکتا ہے۔

بعض بے وقوف اور بے شعور لوگ پیشاب کرتے وقت اپنی شرم گاہ کو نہیں چھپاتے اور شرم گاہ کو چھپائے بغیر پیشاب کرتے ہیں یا ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ کر پیشاب پاخانہ کرتے ہیں۔جس کو لوگ بس یا ریل کے سفر میں دیکھتے ہیں۔

اللہ کے رسولﷺ نے مرد کو مرد کی اور عورت کو عورت کی شرم گاہ تک دیکھنے سے منع فرمایا(مشکوٰۃ)

اللہ کے رسول اللہﷺ نے ایمان والوں کو بول و براز کرتے وقت پردہ اختیار کرنے کی سختی سے تعلیم دی۔(بخاری)

بخاری ہی کی ایک اور روایت ہے کہ اللہ کے رسولﷺ نے پیشاب کرتے وقت پردہ اختیار نہ کرنے پر عذاب کی اطلاع دی ہے۔

سخت پتھریلی زمین پر جہاں چھینٹے پڑنے کا خطرہ ہو اور غسل خانوں میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔غسل خانے میں پیشاب کرنے سے اکثر وسوسے پیدا ہوتے ہیں ترمذی

بچوں کے کھیل کود کے میدانوں میں بھی بول و براز کرنے سے دور رہیں۔

موجودہ زمانے میں لوگ حمام اور بیت الخلا یعنی پاخانہ گھر ملا کر بنا رہے ہیں اس سے نہاتے وقت بڑی کراہیت ہوتی ہے اور طبیعت پر گراں گزرتا ہے اور مزاج میں پاکیزگی پیدا نہیں ہوتی، ایسی جگہوں پر خاص طور سے بیت الخلا اور نہانے کے مقام کے درمیان چھوٹی سی دیوار اٹھا دی جائے تو بہتر ہے، ورنہ یہ غیر مسلموں کا طریقہ ہوگا کہ بیت الخلا میں غسل کیا جا رہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مفضلؓ روایت کرتے ہیں کہ رسولﷺ نے فرمایا: غسل

خانہ یعنی نہانے کی جگہ میں پیشاب نہ کرو۔حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ کا مقصد یہ تھا کہ عقل سے یہ بات بعید ہے کہ نہانے کی جگہ پیشاب کرے پھر وہیں غسل کرے یا وضو کرے۔(ابوداؤد،ترمذی)

۞ اکثر لوگ جہالت، بے دینی، بے شعوری، بے حیائی و بے شرمی اور مزاج میں پاکی کی طبیعت نہ ہونے کی وجہ سے گھروں کے اطراف اور راستوں میں یا سڑک کے کناروں پر بچوں کو بول و براز کرانے کے عادی ہوتے ہیں،اس سے محلے کی پوری فضا اور خود ان کے گھر کے اطراف گندگی پیدا ہو جاتی ہے،گندگی کی وجہ سے سوروں کی کثرت ہو کر گھروں کے اطراف پھرتی رہتی ہے اور مچھروں اور مکھیوں کی کثرت ہو جاتی ہے، پاخانے کی بدبو خود ان کے گھر میں رہتی ہے، اس سے بیماریوں کے پھیلنے، مکھیوں کے پھیلنے اور لوگوں کو تکلیف پہونچانے کے حالات پیدا ہو جاتے ہیں، یاد رکھئے! صرف نماز ادا کرنے کا نام اسلام نہیں؛ بلکہ نماز کے ساتھ ساتھ خود کو، اپنے کپڑوں کو اولاد کو اپنے گھر اور گھر کے اطراف کے ماحول کو بھی مسلمان بنائے رکھنا ضروری ہے، تب ہی ہمیں دوسری قوموں کو اسلام سمجھانا آسان ہو جائے گا۔

۞ بے شعور مسلمانوں کے نزدیک دین داری کا محدود تصور جب قائم ہو جاتا ہے، تو وہ ان تمام چیزوں کی طرف توجہ نہیں دیتے، بھلا سوچئے! اگر آپ کے گھر کے اطراف گندگی ہو اور آپ کی عورتیں دن بھر وہاں رہتی ہوں، تو ان کے مزاج اور طبیعت میں کیسے پاکیزگی پیدا ہوگی، وہ دن بھر گندے اور بدبودار فضا میں سانس لے کر کیسے اپنی طبیعت اور مزاج کو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت کے لئے تیار کرسکیں گی؟ گھروں میں عود اور اگربتی کا دھواں دے کر خوشبو پیدا کیجئے۔

۞ گھر کی صفائی کے بعد کوڑے کرکٹ کو گھروں کے باہر مت پھینکئے؛ بلکہ کسی تھیلے یا بکیٹ میں ڈال کر کچرے کو اس کے خاص مقام پر ڈال کر آیئے، ہر گھر میں کچرے کا ایک ڈبّا یا بکیٹ ہونی چاہئے اور گھر کے تمام افراد کو گھر میں نکلنے والے کچرے کو اسی بکیٹ

میں ڈالنے کی تاکید کیجئے، گھر میں کچرا، کاغذ یا پھل پھلاری کے چھلکے نظر آئیں تو فوراً بچوں سے اٹھا کر کچرے کی بکیٹ میں ڈالنے کی تربیت بچپن سے کرائیے، اس سے وہ کچرا اس کے مقام پر ڈالنے کے عادی بنیں گے اور صفائی کی عادت پڑے گی، گھروں کو ہمیشہ صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کیجئے، اس سے خود آپ کو سکون ملے گا۔

۞ گھروں میں چھوٹے بچے بول و براز کر دیتے ہیں اور عورتیں کاہلی کی وجہ سے بہت دیر تک بچے کو صاف نہیں کرتیں، جس کی وجہ سے مکھیاں بول و براز پر بیٹھ کر گھر میں گندگی پھیلاتی ہیں، اس کی وجہ سے ہیضہ اور دوسری بیماریاں، پھیلنے کا اندیشہ پیدا ہوجاتا ہے، اس لئے ماں کا کام ہے کہ بچہ کے پاخانہ یا پیشاب کرتے ہی اس جگہ کو جلدی سے صاف کرے اور بچے کو دھلایا جائے اور بول و براز کو اٹھالیا جائے یا اس جگہ کو فینیل (phenyl) وغیرہ سے اچھی طرح صاف کرلیا جائے۔

۞ ہر روز بچے کو بول و براز کرنے کی جگہ بتاتے رہئے اس سے وہ گھر میں ہر طرف بول و براز نہیں کرے گا؛ بلکہ ضرورت محسوس ہوتے ہی وہ اس مقام پر چلا جائے گا۔

۞ بچوں میں پاکی اور طہارت کا مزاج پیدا کرنے کے لئے ان کو زیادہ ننگا رہنے نہ دیا جائے، کپڑے گندے یا میلے کرتے ہی فوراً صاف ستھرے کپڑے پہنا کر پاوڈر لگا کر، جوتا یا چپل پہننے کا عادی بچپن ہی سے بنایا جائے، اس سے وہ پاکی اور طہارت کا مزاج اپنے اندر پیدا کریں گے۔

۞ بچے کو زیادہ دیر تک ننگا اور گندہ رکھنے سے، اس کے مزاج اور طبیعت میں پاکی اور طہارت پیدا نہیں ہوتی، وہ بے حیا بن جاتا ہے اور اس کی طبیعت اسی طرف مائل ہوجاتی ہے۔

۞ نیند سے بیدار ہوتے ہی سب سے پہلے اپنے ہاتھوں کو پانی سے صاف کیجیے۔ پانی سے دھوئے بغیر گلاس، صراحی، یا کسی برتن کو ہاتھ نہ لگائیے، اس لئے کہ حالت نیند میں انسان اپنے ہاتھوں کو جسم کھجانے کے لئے مختلف جگہ استعمال کرتا ہے، عورتیں بچوں کے

پیشاب پاخانے کے کپڑے رات کے وقت تبدیل کرتیں ہیں، بچوں کے بیدار ہوتے ہی عورتیں ان کے ہاتھوں میں دودھ کی بوتل یا بسکیٹ تھمادیتی ہیں یا پانی کا گلاس یا کھانے کی کوئی اور چیز دے دیتی ہیں؛ حالانکہ چھوٹے بچے سوتے سوتے عام طور پر بستر میں اور کپڑوں میں پیشاب کر کے لوٹتے ہیں، ان کے ہاتھ پیر گندے ہوتے ہیں، چھوٹے بچوں کو بھی صبح نیند سے بیدار ہوتے ہی پہلے ہاتھ دھونے کا عادی بنائیے، انسان کو پاک صاف رہنے کے لئے مزاج اور طبیعت میں پاکیزگی پیدا کرنا بہت ضروری ہے اور یہ مزاج بچپن ہی سے پیدا کیا جائے۔

۞ عورتیں بچوں کا پاخانہ صاف کرنے کے بعد اپنے ہاتھوں کو صرف پانی سے دھولیتی ہیں اور اسی سے باورچی خانہ میں کھانا، سالن، ترکاریاں کاٹتی ہیں اور پانی کا گلاس پکڑتیں ہیں، پاخانہ دھونے سے ہاتھوں میں اس کی بدبو رہ جاتی ہے، اس لئے بیت الخلا سے نکلنے یا بچوں کو دھلانے کے بعد، ہاتھوں کو صابن سے یا مٹی سے رگڑ کر دھویا جائے۔

۞ ابوداؤد کی روایت میں حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے استنجا کرنے کے بعد ہاتھ کو زمین کی مٹی پر مل کر دھونے کا ذکر کیا ہے۔

۞ مسلم کی ایک روایت میں حضرت سلمان فارسیؓ نے یہ بھی فرمایا کہ حضور ﷺ نے ہمیں سیدھے ہاتھ سے استنجا کرنے اور شرمگاہ کو سیدھے ہاتھ سے چھونے سے منع فرمایا، اس لئے ناک صاف کرنے یا استنجا کرنے کے لئے بائیں ہاتھ کا استعمال کیا جائے اور بائیں ہاتھ ہی سے گندگی صاف کی جائے، بچوں کی غلاظت بھی بائیں ہاتھ ہی سے کپڑے یا کاغذ کے ذریعے اٹھائی جائے۔ کھانا کھانے اور وضو کرنے کے لئے سیدھا ہاتھ اور استنجاء کرنے اور ناک صاف کرنے کے لئے بایاں ہاتھ استعمال کریں۔

۞ عورتیں اکثر ناک ساڑی اور ڈوپٹے کے پلو سے صاف کرتی ہیں یا منہ دھو کر دوپٹہ اور ساڑی سے پوچھ لیتی ہیں یا چھوٹے بچوں کا منہ اور ناک دوپٹہ سے صاف کر دیتی ہیں۔ یہ سب گندگی اور ناپاکی کی حالت پیدا کرتی ہیں اور بے ڈھنگا پن اور جنگلی پن ہے،

اس سے طبیعت میں نفاست پیدا نہیں ہوتی، ناک صاف کرنے یا منہ وغیرہ صاف کرنے کے لئے علحدہ ایک چھوٹا سا رومال یا تولیہ رکھا جائے، اس سے بچوں میں بھی سلیقہ اور طریقہ پیدا ہوگا اور وہ بھی پاک وصاف رہنے کی عادت اپنے اندر پیدا کریں گے، کوئی چیز نہ ملے تو وہ دروازے کے پردوں سے ناک منہ صاف کرتے ہیں۔ چھوٹے بچے جو اپنا پاخانہ خود دھو لیتے ہیں ان کو بھی بچپن ہی سے صابن یا مٹی سے ہاتھ دھونے کا عادی بنایا جائے۔

۞ بچوں کو گھر سے باہر ننگے پیر اور ننگے بدن کے ساتھ نکلنے نہ دیجئے۔

۞ بخاری، ابن ماجہ اور دارمی میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم قضائے حاجت کے لئے نہ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھو اور نہ پیٹھ۔ اس لئے ایمان والے کو قبلہ کا ہر حال میں احترام کرنا ہوگا۔ ایمان والے بول وبراز کے وقت نہ قبلہ کی طرف پیٹھ کریں اور نہ چہرہ کر کے بیٹھیں، عورتیں بچوں کو بول وبراز کے لئے بٹھاتے وقت اس کا خاص خیال رکھیں اور اسی طرح قبلے کی طرف تھوکنے سے بھی احتیاط کریں، یہ بھی قبلہ کا احترام ہے، مسلمان جس طرف نماز میں اپنا رخ کرتا ہے، اس طرف تھوکتا نہیں۔

۞ حضور ﷺ نے فرمایا: جب پیشاب کرنے کا ارادہ کرو تو اس کے لئے مناسب جگہ تلاش کرو (ابوداؤ) یعنی پردہ ہو اور ہوا کا رخ مخالف نہ ہو، ورنہ پیشاب ہوا کی وجہ سے چہرے اور کپڑوں پر اڑے گا۔

۞ حضور ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ (بخاری)

اس سے سڑان اور بدبو پیدا ہوگی پانی خراب ہوجائیگا۔ جانور اکثر گڑھوں کا پانی پیتے ہیں، حوض اور تالاب میں پیشاب نہ کریں۔

۞ اللہ کے رسول ﷺ نے پاخانہ میں داخل ہونے سے پہلے دعا پڑھنے سے پہلے باہر بسم اللہ کہنے کی تعلیم دی اور یہ فرمایا کہ شیطان اور انسان کے درمیان بسم اللہ پڑھنے سے پردہ حائل ہوجاتا ہے اور وہ شرمگاہ کو نہیں دیکھ سکتا۔ (ترمذی)

۞ جس جگہ بچے کو استنجا کرنے کیلئے کرسی رکھی جاتی ہے یا اسے بیٹھایا جاتا ہے،

اس جگہ کوفینیل (Phenyl) سے صاف کی جائے ورنہ مکھیاں آسکتی ہیں اور پاخانے کی بدبو پھیل سکتی ہے۔

۞ بچے کو استنجا کے لئے سب کے سامنے بیٹھنے کا عادی مت بنائیے اور نہ سب کے سامنے کپڑے اتارنے کا عادی بنائیے، لوگوں کی نگاہوں سے ہٹ کر استنجا کرنے کا عادی بنائیے اور علحدگی میں کپڑے بدلنے کا عادی بنائیے، اس سے بچے میں بچپن ہی سے شرم وحیا پیدا ہوگی، شرم وحیا کی وجہ سے ایمان کو بہت قوت ملتی ہے۔

۞ بیت الخلا جاتے وقت جوتا اور چپل پہن کر جانا پاکی کے مزاج کو پیدا کرتا ہے اور سر کو ڈھانک کر جانا اور جاتے وقت بایاں پیر پہلے ڈالنا اور نکلتے وقت سیدھے پیر سے نکلنا اسلامی آداب ہیں، عورتیں دوپٹے کو اوڑھ لیا کریں، مرد حضرات ایک ٹوپی بیت الخلاء کے قریب لٹکائے رکھیں۔

۞ بول وبراز کرتے وقت آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا کر نہ دیکھیں، یہ آداب کے خلاف ہے۔

۞ بول وبراز کرتے وقت قرآن مجید کی آیات نہ پڑھیں اور نہ کسی کے سلام کا جواب دیں اور سلام بھی نہ کریں۔

۞ بیت الخلا میں جانے کے بعد اندر جا کر کوئی دعا نہ پڑھیں؛ بلکہ جانے سے پہلے بیت الخلا کے باہر ہی یہ دعا پڑھ کر جائیں۔ (**اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ** (بخاری ومسلم) اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں مذکر اور مؤنث شیطانوں سے، بول وبراز کھلی جگہ پر کریں، تو سترِ عورت کھولنے سے پہلے مذکورہ دعا پڑھیں۔

۞ غلاظت اور شیطانوں سے اللہ کی پناہ مانگنا ضروری ہے، ناپاک اور نجس مقامات پر شیطان رہتے ہیں، دعا کے پڑھنے اور بسم اللہ کہنے سے شیطان آپ کو دیکھ نہیں سکتا۔

۞ حضور ﷺ نے فرمایا بیت الخلا میں بیٹھ کر لوگوں سے باتیں نہ کریں۔ (مسند احمد) نہ ناول پڑھیں اور نہ پاخانے کو دیکھیں، اس سے نسیان اور بھولنے کی بیماری پیدا

ہوسکتی ہے اور طبیعت میں پاکی اور لطافت پیدا نہیں ہوتی۔

بول و براز کے بعد ہاتھ کو مٹی یا صابن سے رگڑ کر دھولیا جائے اور پاؤں بھی دھولیا جائے، بول وبراز کے بعد اگر وضو کرلیا جائے تو بہت عمدہ بات ہے،

وضو کرنے سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہہ کر وضو کیجئے! اور وضو کے بعد یہ دعا پڑھئے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ؛ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِىْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِىْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (ترمذی)

میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا اور تنہا ہے، اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کے محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اے اللہ مجھے ان لوگوں میں شامل فرما جو بہت زیادہ توبہ کرنے والے اور بہت زیادہ پاک وصاف رہنے والے ہیں

ہمیشہ باوضو رہنے کی عادت ڈالئے اور مسواک کرنے کی بھی عادت ڈالئے ،مسواک کرنے سے مرنے کے وقت کلمہ نصیب ہوتا ہے۔

بعض لوگ بیت الخلا میں اخبار، ناول ساتھ لے جاتے، سگریٹ کے کش مارتے اور گھنٹوں بیٹھے رہتے ہیں، یہ بہت گندی عادت اور اسلامی تہذیب کے خلاف ہے، بیت الخلا گندی اور ناپاک جگہ ہے، ضرورت سے فارغ ہوکر جلد نکلنے کی عادت ڈالئے۔

موجودہ زمانے میں بیت الخلا میں کموٹ اور ڈبلوسی زیادہ لگائی جارہی ہے، اس میں بول وبراز کرنے سے بول وبراز کے ترشے سے وہ گندے ہوجاتے ہیں، اس لئے ہفتہ پندرہ دن میں ایک مرتبہ عورتیں یا مرد نہانے سے پہلے خاص طور پر برش سے ایسیڈ (Acid) کا استعمال کر کے صاف کیا کریں، عام طور پر مدارس کے پیشاب خانے اور مسجدوں کے طہارت خانے بہت گندے ہوجاتے ہیں، کوئی اس کی طرف توجہ نہیں دیتا، اس سے مسلمانوں کی بدنامی ہوتی ہے اور مزاجوں میں پاکی وطہارت پیدا نہیں ہوتی، پیشاب پاخانے کی گندگی

سے بچنے کے لئے اس کے اطراف کی جگہ کو بھی صاف ستھری رکھی جائے۔

۞ عورتیں اپنے ایام حیض کی نجاست کے گندے کپڑے پھینکنے کے لئے بیت الخلا جاتے وقت ساتھ کاغذ کا لفافہ یا پالی تھن لے جا کر اسی وقت سب کی نگاہوں سے بچا کر کچرے میں لا کر پھینک دیں، بیت الخلا میں جمع نہ کریں اس سے گھر کے دوسرے افراد کو عورتوں کی اندرونی حالت کا اندازہ ہوجائے گا، یہ بے شرمی کی بات ہے، بعض تو کھلے عام حیض کے کپڑوں کو کچرے میں پھینکتی ہیں۔ یہ بے حیائی و بے شرمی کی بات ہے، بعض بزرگوں نے یہ تعلیم دی کہ نجاست کی حالت میں نماز کے اوقات میں وضو کر کے کچھ دیر جائے نماز بچھا کر بیٹھا کرے اور روزے کی حالت میں حیض آجائے تو سب کے ساتھ بیٹھ کر افطار و سحر کرتی رہے اور سب کی نگاہوں سے بچ کر کھانے کا اہتمام کرے، اس سے کسی کو ناپاکی کی اطلاع نہ ہوگی۔

۞ جو بیت الخلا عوام الناس کے لئے بنائے جاتے ہیں، وہاں بول و براز سے پہلے کچھ پانی سے صاف کرلیا جائے تاکہ دوسروں کے جراثیم آپ پر حملہ نہ کرسکیں۔

۞ عوام الناس کے بیت الخلاء میں خود جا کر گندگی اور فضلہ بہائے بغیر آجانا انتہائی گری ہوئی بداخلاقی اور بدتمیزی اور دوسروں کو تکلیف دینے کا طریقہ ہے۔

۞ بہت سے لوگ بیت الخلا میں پیشاب کرنے کے بجائے راستوں اور گلیوں میں پیشاب کر کے راستے خراب کردیتے ہیں، یہ بھی حضور ﷺ کی تاکید کے خلاف ہے۔

۞ پان کھانے والے دیواروں پر تھوکتے اور دیواروں کو گندہ کرتے ہیں، حالانکہ بعض جگہوں پر تھوکنے کے لئے مٹی کے کنڈے رکھے جاتے ہیں، وہیں تھوکئے اور منہ میں پان کا لعاب و پیسٹ بھر کر بات مت کیجئے، یہ بھی بداخلاقی اور بری بات ہے، گھروں اور بیت الخلا کی دیواروں پر مت تھوکئے۔

۞ بعض لوگ بلغم اور تھوک آنے پر یا چھینک سے ناک کی غلاظت نکلنے پر دستی اور رومال میں لے کر مل لیتے ہیں، یہ بھی بہت گندگی کی بات ہے، اس سے مزاج اور طبیعت کی گندگی ظاہر ہوتی ہے، پاک رہنے کے لئے مزاج اور طبیعت میں پاکیزگی پیدا کرنی ہوگی

۔مجبوری ہوتو الگ بات ہے۔

۞ بول و براز کا جسم سے باہر نکلنا، خدا کی بہت بڑی مہربانی ہے، اگر باہر نہ نکلے تو انسان کا سکون برباد ہو جاتا ہے، جسم میں بیماریاں پیدا ہو سکتی ہیں، جب فارغ ہو جائیں تو بیت الخلا سے باہر آ کر یہ دعا پڑھیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِی (نسائی، ابن ماجہ)

اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے مجھ سے تکلیف دور فرمائی اور عافیت بخشی۔

۞ ہارون رشید کے دربار میں ایک عالم صاحب نے دریافت کیا کہ اگر ایک گلاس پانی جو آپ نے پیا ہے وہ باہر نہ نکلے تو آپ کیا کریں گے؟ تو انہوں نے کہا آدھی سلطنت دے دونگا، اس پانی کو نکالنے کے لئے اسلئے پیشاب کا خارج ہونا بھی ہمارے لئے بہت بڑی راحت ہے۔

۞ بیت الخلاء جانے سے پہلے جوتا، چپل پہنئے، ننگے پیر جائیے نہ ننگے سر جائیے عورتیں اپنا دوپٹہ یا پلو اوڑھ لیا کریں۔

۞ نماز پڑھنے سے پہلے یا کھانا کھانے سے پہلے اگر پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہو تو پہلے پیشاب پاخانہ سے فارغ ہونا چاہئے اور کھانا کھانے کے بعد عبادت کا اہتمام کیجئے اس سے سکون کے ساتھ عبادت ہو سکے گی۔ حضور ﷺ نے بول و براز کو روک کر نماز پڑھنے کو ناپسند فرمایا۔ (مشکوٰۃ)

۞ بیت الخلا میں بیٹھنے سے پہلے کپڑے نہ اٹھائے جائیں؛ بلکہ بیٹھتے وقت کپڑے اور لنگی اٹھائیں۔

۞ کسی بھی دوسرے انسان سے بول و براز یا ہوا خارج ہو جائے تو انجان بن جائیے، اُس کی اس حالت پر ہنسنا، بدتمیزی و بداخلاقی ہے اور اس کو تکلیف دے کر شرمندہ کرنا ہے، انسانوں کو تکلیف دینا حرام ہے۔

۞ لوگوں کے درمیان بیٹھ کر زور زور سے دستی اور رومال میں ناک صاف مت کیجئے! یہ اسلامی اخلاقیات کے خلاف ہے؛ بلکہ علحدہ جا کر بائیں ہاتھ سے ناک صاف کیجئے۔

۞ پان کھانے والے خاص طور پر اپنے دانتوں کی صفائی بار بار کرتے رہیں، منہ میں پان رکھ کر منہ پھلا کر بات کرنا بے ادب اور جاہل لوگوں کے اخلاق ہیں۔

۞ رات میں سونے سے پہلے دانتوں کو اچھی طرح صاف کر کے سوئیے، خاص طور پر دودھ پینے والے اور پان کھانے والے دانتوں کو صاف کر کے سوئیں، دودھ پینے سے ایک قسم کی چکنائی دانتوں پر جمع ہو جاتی ہے، جو نقصان دیتی ہے۔

۞ لوگوں کے درمیان بیٹھ کر زور زور سے ڈکاریں مت لیجئے اور منہ پھاڑ کر جمائی نہ لیں، یہ بھی بدتمیزی کی بات ہے، اس سے منہ کی بدبو دوسروں کو تکلیف دیتی ہے، جمائی آنے پر منہ پر ہاتھ رکھنا اچھے آداب کی علامت ہے۔

۞ کم سے کم ہر دس دن میں ایک مرتبہ ناف اور بغل کے بال صاف کیجئے، ورنہ بدبو پیدا ہونے کی وجہ سے نماز کے مکروہ ہونے کا بھی خطرہ ہے۔

۞ ہر جمعرات یعنی جمعہ سے پہلے ناخن کاٹنے کے عادی بنئے اور گھر کے تمام افراد کے ناخن بھی کاٹنے کی کوشش گھر کے بڑے لوگوں کو کرنا چاہئے، بعض لڑکیاں ناخن کو نیل پینٹ، پالش لگاتی ہیں اور بعض بالوں کو کالا کلر لگاتی ہیں، اس سے غسل اور وضو نہیں ہوتا بعض لڑکیاں کتوں کی طرح بڑے بڑے ناخن پالتی ہیں، یہ بھی آوارہ اور فاحشہ عورتوں کا طریقۂ کار اور اسلامی کلچر کے خلاف بات ہے۔

۞ پیروں کے میل کو نہاتے وقت خاص طور پر صاف کیا جائے یا کچھ دن موزے پہننے سے پیروں کا میل دور ہو جاتا ہے، چپل جوتا کو بھی صاف ستھرا رکھئے۔

۞ بعض لوگ بات کرتے کرتے سینے پر سے میل نکال نکال کر لوگوں کے سامنے پھینکتے رہتے ہیں، یہ بھی گندگی، کراہت اور اسلامی اخلاق کے خلاف بات ہے۔

۞ لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر محفل میں بار بار ناک میں انگلی ڈال کر میل نکالنا بھی اخلاقیات کے خلاف ہے، ناک کے بال بھی ہفتے میں ایک مرتبہ کاٹتے رہئے، ناک سے باہر آنے نہ دیا جائے۔

۞ مونچھ کو بھی چھوٹی رکھئے! پانی میں ڈوبنے سے بچایئے ورنہ مونچھ کی گندگی اور زہریلے مادے بالوں کے ذریعہ پیٹ میں چلے جاتے ہیں۔

۞ بہت سے لوگ ایسا کنگھا رکھتے ہیں، جس میں میل جمی ہوئی ہوتی ہے، اس طرح موٹر سیکل، جسکو وہ استعمال کرتے ہیں اور اپنی چپل گندگی رکھتے ہیں، اس سے انسان کی کاہلی اور مزاج کی گندگی ظاہر ہوتی ہے، مومن پاکی کا مزاج رکھتا ہے۔

۞ بعض لوگ دیندار ہوتے ہیں، مگر ٹوپی کا استعمال مسلسل کرنے سے وہ گندی اور میلی ہو جاتی ہے اور وہی میلی ٹوپی پہنے پھرتے ہیں، ٹوپی گندی اور میلی رہنے سے لباس کی پاکی نظر نہیں آتی اس لئے ہر دو چار روز میں ٹوپی کو دھو کر استعمال کیجئے۔

۞ لڑکیاں اور عورتیں نماز کے لئے دوپٹا یا اسکارف استعمال کرتی ہیں، مختلف رنگوں کا دوپٹا اتنا صاف نظر نہیں آتا، جتنا سفید یا کسی ایک رنگ کا صاف نظر آتا ہے، گھر میں آنے والے جیسے ہی گھر میں آتے ہیں، آپ کے دوپٹے اور اسکارف پر سب سے پہلے ان کی نظر پڑتی ہے، اگر وہ صاف ستھرا نظر نہ آئے، تو آپ کی دینداری میں پاکی نظر نہیں آتی، اس لئے دوپٹے کو صاف ستھرا رکھیے۔

۞ لڑکیاں اور عورتیں برقع کا استعمال کرتی ہیں، جو ہر روز استعمال کرنے سے میلا اور خراب ہو جاتا ہے، اندر صاف ستھرے کپڑے پہننے کے باوجود میلا اور پھٹا برقع نظر آنے سے بھی لوگوں پر خراب اثر پڑتا ہے، وہ آپ کو جنگلی اور گندے سمجھتے ہیں، اس لئے ہمیشہ دو جوڑے برقع رکھئے اور ہر روز کے استعمال کے برقع کو ہفتے پندرہ دن میں ایک مرتبہ دھولیا کیجئے اور استری (پریس) وغیرہ کر کے استعمال کیجئے، تا کہ دیکھنے والوں کو پاکی اور صفائی کا سبق ملے، خاص محفلوں، دعوتوں اور دروس کی محفلوں میں جانے کا برقع علحدہ رکھئے۔

۞ ہر دو تین دن میں کم سے کم ایک مرتبہ غسل کی عادت ڈالئے اور جمعہ کے دن خاص طور پر غسل جمعہ کا اہتمام کیجئے، اگر غسل کی ضرورت ہو تو حالت جنابت میں مسجد میں نہ جائیں اور مسجد سے نہ گزریں، اس کے علاوہ اگر کوئی راستہ نہیں ہے، تو مجبوری کی صورت

میں تیمّم کرکے جائیے۔

۞ صحبت کرنے کے بعد بہتر ہے کہ پیشاب وغیرہ سے فارغ ہو کر جسم پر سے غلاظت کو صاف کیجئے! اگر فوراً غسل نہیں کرسکتے تو وضو کی حالت میں سوئیے۔

۞ غسل میں زیادہ پانی پھینکنا اسراف ہے، اس کا بھی جواب دینا پڑے گا، بعض لوگ تو گھنٹہ گھنٹہ غسل کرتے ہیں، انہیں یہ رویہ بدلنا چاہئے۔ غسل ایسی جگہ کیجئے! جہاں لوگ نہ دیکھ رہے ہوں، اگر راستوں میں غسل کیا جارہا ہے، یا کھلے میدانوں میں یاندی، دریا یا سمندر کے پاس غسل کیا جارہا ہے، تو ستر کا خیال رکھیں اور باریک کپڑا استعمال نہ کریں، ایسا بھی نہ کریں کہ کپڑا جسم کو چمٹ جائے اور جسم کے ابھار نظر آئیں۔

۞ وضو کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھ کر وضو شروع کریں، مسواک کا استعمال کریں، وضو میں وضو کے اعضاء پر ہاتھوں سے اچھی طرح رگڑ کر دھوئیں، کم سے کم پانی میں وضو کریں۔

۞ ہمیشہ عطر اور خوشبو کا استعمال کیجئے! اس سے دماغ سکون میں رہتا ہے، پراگندہ نہیں ہوتا اور خشوع وخضوع کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

۞ نماز ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے نماز کے لئے زینت اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے، اس لئے عمدہ اور پاک صاف بھاری لباس میں نماز کا اہتمام کیجئے۔

۞ اسی طرح ایمان والوں کو چاہئے کہ ہمیشہ اپنے جسم کے ساتھ ساتھ گھروں کو بھی صاف ستھرا رکھیں، گھروں میں ضرورت کی حد تک ہی سامان رکھئے! ضرورت سے زیادہ سامان رکھنے سے صفائی کرنا بہت مشکل ہوجاتا ہے، زیادہ سامان رکھنے سے گندگی نظر آتی ہے، ہر پندرہ دن یا مہینے میں ایک مرتبہ تمام کمروں کی صفائی کریں، گھر کی دیواروں اور چھتوں پر سے گرد اور مکڑی کے جالے وغیرہ صاف کریں، سامان پر سے گرد وغبار کو بھی صاف کریں، محرابوں میں کتابوں پر گرد جم جائے، تو انہیں بھی جھٹک کر صاف کرتے رہیں، یہ سب بھی طہارت اور پاکیزگی میں شامل ہے اور اس سے طبیعت میں پاکیزگی کا مزاج بنے

گا اور گھروں میں رہنے والوں اور گھروں میں مہمان آنے والوں کو مسلمانوں کا گھر دیکھ کر یا ان کا سامان دیکھ کر وحشت نہ ہوگی، دینداری صرف نماز پڑھنے اور برقع پہننے کا نام نہیں؛ بلکہ کپڑوں کو، سامان کو، بدن کو اور جگہوں کو ہر چیز کو صاف ستھرا رکھنے کا نام ہے، مسجدوں اور مدرسوں کو بھی مہینہ پندرہ دن میں ایک مرتبہ پانی سے دھوکر گرد وغبار دور کریں اور جالے وغیرہ صاف کر کے مصلیوں کے لئے خشوع وخضوع اور دلجمعی کے ساتھ نماز پڑھنے کی جگہ بنائیے، جتنی زیادہ صفائی ہوگی، اتنی ہی زیادہ آدمی دل لگا کر نماز ادا کرے گا۔

۞ ایک شخص جو عیسائی تھا، اس نے اسلام قبول کیا اور اب وہ مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آتا ہے اور دیکھتا ہے کہ وضو کی جگہ سے پانی بہنے کے بجائے جمع ہو رہا ہے، اس نے لوگوں سے کہا کہ اس کے بہنے کا راستہ کیوں نہیں بنا دیا جاتا؟ اس سے یہاں گندگی ہو رہی ہے، تو بیوقوف لوگوں نے اس کے مشورہ پر عمل کرنے کے بجائے اس سے کہا: کہ ابھی تمہارے دماغ سے عیسائیت کی چھاپ نہیں گئی ہے۔ اس نے کہا اس سے عیسائیت کا نہیں اسلام کا تعلق ہے۔ یاد رکھئے! خدا ان لوگوں کو اپنا محبوب بناتا ہے، جو بہت زیادہ پاک وصاف رہتے ہیں۔ (التوبہ ۱۰۸)

۞ ڈاڑھی کے بالوں کو ایک مشت ہونے کے بعد سنوارتے رہئے اور بے ڈھنگے بالوں کو تراشئے، ڈاڑھی رکھ کر وحشی کی شکل اختیار نہ کیجئے، ڈاڑھی رکھنے سے چہرے پر رونق اور کشش پیدا ہوتی ہے، اور نورانیت بڑھتی ہے۔

۞ اللہ کے رسول ﷺ جب لوگوں کو بغیر کنگھی، میلے کپڑوں اور ڈاڑھی کو بے ڈھنگی دیکھتے تو دریافت کرتے کہ کیا ان کے پاس کنگھا اور صابن نہیں، جس سے وہ صفائی حاصل کریں اور چہرے کو سدھاریں۔

۞ چھینک آنے پر اَلْحَمْدُلِلّٰه کہئے! سننے والا یَرْحَمُكَ الله (خدا آپ پر رحم کرے) جواب دے۔ پھر چھینکنے والا یَهْدِیْكُمُ اللّٰه وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ کہئے۔

۞ اگر ہو سکے تو گھروں کو سال میں ایک مرتبہ چونا کروائیے اس کی وجہ سے گھر

صاف ستھرے نظر آئیں گے۔

۞ گھروں کے سامنے کوڑا کرکٹ جمع کرنا ، گندی ذہنیت کی علامت ہے، اپنے گھروں کی مٹی گھر کے باہر یا سڑک پر پھینک کر لوگوں کے لئے تکلیف پیدا کرنا غیر اسلامی حرکت ہے۔ اللہ کے رسول نے تو ایمان کا آخری درجہ یہ بتلایا کہ راستے کی تکلیف دہ چیز ہٹایا کرو۔

۞ مسلمانوں کی اکثر بستیوں میں اسی لئے گندگی نظر آتی ہے یا تو وہ گھروں کا کچڑا گھر کے باہر جمع کرتے یا حکومت کی طرف سے صفائی کا انتظام نہ ہو، تو ہر طرف جہاں چاہے کچرا پھینکتے ہیں، موریاں بند ہو جائیں تو مہینوں گندگی گلی اور سڑک پر بہتی رہتی ہے۔ گھروں کے سامنے گڑھے پڑ جائیں تو ان کو بند کرنے کا کچھ بھی احساس نہیں ہوتا، گلیوں میں مختلف رکاوٹیں کھڑی کرتے، برساتی پانی کو بہانے کے لئے مین ہول کے ڈھکن نکال کر اسے کھلا چھوڑ دیتے ہیں، جس سے عوام الناس کو بڑی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اسی طرح گھر آگے بڑھا کر تعمیر کر کے گلیوں ہی کو تنگ کر دیتے ہیں، یا مسلم قبرستانوں کی زمین پر قبضہ کر کے ڈبے دکانیں بناتے ہیں، یہ مسلمانوں کا کیا ریکٹر (اخلاق) نہیں ہے۔

۞ بعض لوگ جہاں جہاں پیشاب کرنا منع ہے لکھا ہوتا ہے، وہیں پر خاص طور سے پیشاب کرتے، یہ انتہائی کمینہ پن ہے، پان کھانے والے دواخانوں یا عام مقامات پر دیواروں پر تھوک کر گندہ کرتے ہیں، یہ بھی بداخلاقی کی بات ہے، گھروں کی موریاں سڑک اور گلی میں نکال کر گھر کا خراب اور بول و براز کا پانی یا تو راستوں پر بہاتے یا برساتی نالوں میں ملا کر پورے محلے کی فضا خراب کر دیتے ہیں، اس سے مسلم معاشرہ بدنام ہو رہا ہے کہ مسلمانوں کو صاف صفائی، پاکی وطہارت کا دور تک بھی خیال ہی نہیں، وہ اپنے اطراف گندگی کو پسند کرتے اور گندی آب وہوا میں رہتے اور راستہ چلنے والوں کو تکلیف دیتے اور خود بھی ناپاک رہتے ہیں اسلام خاص طور پر پاک صاف رہنے کی تعلیم دیتا ہے، صرف طہارت ہی سے رہنا پاکی نہیں۔

۞ ڈاڑھی رکھنے والے حضرات باہر نکلنے کی وجہ سے ڈاڑھی پر گرد وغبار اور میل جمع

ہو کر گندی اور میلی نظر آتی ہے، اس کو ہر روز صابن سے دھویا جائے اور کنگھی کیا جائے، باہر نکلتے وقت سلیقہ اور طریقہ سے نکلئے تا کہ اسلام کی اور مومن کی پوری شان نظر آئے۔

۞ ایک حدیث کا مفہوم ہے اللہ کے رسول ﷺ نے تاکید فرمائی کہ مرد مرد کے سامنے ستر نہ کھولیں، عورت، عورت کے سامنے بھی نیم برہنہ نہ ہوں، یہاں تک کہ زندہ یا مردہ انسان کی ران تک دیکھنے سے منع فرمایا۔ (مشکوٰۃ، ابوداؤد، ابن ماجہ)

۞ مومن نہ صرف جسم کو پاک صاف رکھتا اور گندگی سے بچاتا ہے؛ بلکہ نگاہوں کو پاک رکھنے کے لئے نامحرموں کو نہیں گھورتا، زبان کو پاک رکھنے کیلئے گندی باتیں نہیں کرتا، کانوں کو پاک رکھنے کے لئے فحش کلام نہیں سنتا اور دل و دماغ کو پاک رکھنے کیلئے گندے خیالات اور گندی باتیں ذہن میں آنے نہیں دیتا، وہ اپنے جسم کے رونگٹے رونگٹے میں طہارت اور پاکی پیدا کرنے کیلئے زبان اور دل و دماغ کو ہمیشہ اللہ کی یاد اور ذکر میں رکھتا ہے۔

۞۞۞۞۞۞

اللہ سے محبت بڑھانے کا طریقہ

ایک بہت اہم کتاب ہے کائنات میں اللہ کی
رحمتیں احسانات، انعامات پر غور فکر کر کے اپنے اندر اللہ کی محبت بڑھایئے
جب اللہ کی محبت بڑھے گی تو ہم رسول ﷺ کی اتباع کر سکے گیں، رسول
اللہ ﷺ کی اتباع کیلئے اللہ سے شدید محبت ہونا بہت ضروری ہے۔ اسے تحفہ
دیکر دوسروں میں اللہ کی محبت بڑھایئے۔

لباس کی حقیقت اوراس کے آداب

يَا بَنِيٓ آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاساً يُوَارِيْ سَوْءٰتِكُمْ وَرِيْشاً

(الاعراف:۲۶)

۞ اے آدم کی اولاد ہم نے تم پرلباس نازل کیا ہے، تاکہ تمہارے جسم کے قابل شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے لئے زینت وحفاظت کا ذریعہ بھی ہو۔

۞ حضورﷺ کونبوت ملتے ہی کچھ وقفہ کے بعد سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے اورلباس اورکپڑوں کوپاک رکھنے کاحکم دیا گیا۔

۞ اللہ تعالی رب ہے، رب ہونے کے ناتے انسانوں کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے لباس نازل فرمایا اورلباس کے ذریعہ انسانوں کی پرورش میں شرم، حیا، خوبصورتی، سکون وراحت پیدا کردی، لباس انسانوں میں شرم وحیا پیدا کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ لباس کے ذریعہ انسانوں میں شرم وحیا کا بہت زیادہ مزاج بنتا ہے، حضورﷺ نے ارشادفرمایا بلاشبہ حیااورایمان دونوں ساتھی ہیں، پس جب ان دونوں میں سے ایک کو اٹھالیا جاتا ہےتو دوسرا بھی اٹھ جاتا ہے۔(مشکوٰۃ)

حیاانسان کی میراث ہےانسان کا بہت بڑا اشرف ہے، انسانوں اور جانوروں میں کئی قسم کا فرق ہے، اس میں حیااورشرم بہت بڑا ہے، جولوگ ایمان سے خالی ہوتے ہیں،

ان میں حیا بالکل نہیں ہوتی وہ نیم برہنہ کپڑے پہنتے یا جسم کی نمائش کے شوقین بن کر برائے نام کپڑا استعمال کرتے ہیں، اگر اللہ تعالی لباس نازل نہ کرتا تو انسانوں میں شرم وحیا کا احساس ہی نہ ہوتا اور بھائی، بہن، ماں، باپ، میاں بیوی، تمام انسان سب کے سب ننگے ہوتے، حجاب اور پردے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا، ایک دوسرے کی شرمگاہیں سب کے سامنے کھلی رہتیں، نہ بول وبراز چھپ کر کیا جاتا، نہ نفسانی ضرورت چھپ کر پوری کرتے، جس میں شہوت زور پکڑے وہ گائے بیل بھینس کی طرح ایک دوسرے سے استفادہ کر لیتے، انسانی کلچر اور جانوروں کے کلچر میں کوئی فرق نہ ہوتا؛ چنانچہ اس کی مثال مغربی تہذیب میں نظر آتی ہے، اللہ نے لباس نازل کر کے انسانوں پر بہت بڑا انعام کیا ہے، ایمان رکھنے والے جب حیا سے دور ہوجاتے اور مغربی قوموں کی نقالی کرتے ہیں، تو وہ بھی اپنے ایمان کی روش کو چھوڑ کر گمراہ، بے دین لوگوں کے کلچر کو پسند کر کے اپنے آپ کو اللہ کا باغی بنائے پھرتے اور پورے معاشرے کو بے حیا و بے شرم بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایمان کی کمزوری کی وجہ سے مسلمان بھی مغربی معاشرہ کو دیکھ کر منہ سے رال ٹپکاتا ہے۔

❁ جسم اور لباس کی پاکیزگی سے روح کو سکون ملتا ہے اور روحانیت نصیب ہوتی ہے، ایک پاکیزہ روح، گندے جسم اور ناپاک لباس میں رہنے سے بےچین و بے قرار رہتی اور تڑپتی رہتی ہے، اس لئے لباس اللہ کی زبردست نعمت ہے، جب بھی لباس تبدیل کیجئے اللہ کا شکر ادا کرتے رہئے۔

❁ مشرکین نہ صرف عقائد واعمال کی نجاست میں گندے ہوتے ہیں؛ بلکہ جسم اور کپڑوں کی نجاست میں بھی مبتلا رہتے ہیں، وہ بول وبراز کر کے اپنے جسم اور کپڑوں کو پاک صاف نہیں رکھ سکتے، ان کی آنکھ، کان، زبان دل ودماغ سب کچھ گندگی میں مبتلا ہوتے ہیں

❁ لباس پہن کر وہ لباس کی اخلاقی خرابیوں میں بھی مبتلا ہوجاتے ہیں؛ چنانچہ وہ لباس استعمال کر کے فخر، غرور، دکھاوا، ٹھاٹھ باٹھ اور شان وشوکت جیسے اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہوجاتے ہیں، لباس کے ذریعے دوسروں کو گرا ہوا اور غریب سمجھتے ہیں اور لباس کا

دکھاوا کر کے اکڑتے اور تکبر کرتے ہیں، یا فیشن کا لباس پہن کر ننگے رہتے ہیں اس سے لباس کے نازل ہونے کا مقصد فوت ہوگیا۔

۞ شیطان نے حضرت آدم وحوعلیہما الصلوٰۃ والسلام کو جنت میں بھٹکایا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سب سے پہلے ان کے جسم سے لباس کو اتروادیا۔ گویا کہ اس نے انسان کو سب سے پہلے بے حیا و بے شرم بنانا چاہا۔ حضرت آدم وحوّا نے جیسے ہی دیکھا کہ جسم پر سے لباس اتر گیا فوراً بڑے بڑے پتوں سے جسم کو ڈھانک لیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انسانوں کے لئے لباس کی نعمت کو نازل کر کے سب سے پہلے اس میں اس کے قابل شرم حصوں کو چھپا کر شرم وحیا اختیار کرنے کا ذریعہ بنایا۔

۞ چنانچہ لباس دراصل انسانوں میں شرم گاہوں کو چھپا کر شرم وحیا اختیار کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، اسلام نے شرم وحیا کو ایمان کا ایک حصہ بتلایا، اگر کسی انسان میں شرم وحیا نہ ہو تو اس کے صاف معنی ہے کہ وہ آدھے ایمان سے دور ہو رہا ہے۔

۞ تمام مخلوقات میں انسان ہی ایک ایسی مخلوقات ہے، جس کو لباس عطا کیا گیا اور لباس کے ذریعہ جسم کو چھپانے، شرم وحیا اختیار کرنے اور زینت اختیار کرنے اور تہذیب و تمدن کی اعلیٰ ترین زندگی گذارنے کے قابل بنایا گیا۔

۞ اگر انسان لباس تو استعمال کرے لیکن لباس کے ذریعہ اپنی شرم گاہوں اور جسم کے ابھار کو نہ چھپائے اور جسم کی نمائش کرے اور لباس پہن کر بھی ننگا رہے، تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر نہیں کر رہا ہے اور نعمت کا غلط استعمال کر رہا ہے اور اپنے آپ کو جانوروں کے کلچر میں ڈھال رہا ہے۔

۞ دنیا کی دوسری مخلوقات کو یا تو پر دیئے گئے یا بال دیئے گئے یا صرف چمڑا اور کھال دی گئی، ذرا سوچئے! اللہ تعالیٰ انسانوں کو اگر صرف ریچھ کی طرح بڑے بڑے بال دیتا، تو وہ بالکل بن مانوس کی طرح نظر آتا اور اس کو دیکھ کر وحشت ہوتی، انسان بدصورت نظر آتا، اگر انسان کو لباس نہ ملتا، تو دنیا میں بے حیائی ہی بے حیائی ہوتی، شرم وحیا کا تصور ہی

نہ ہوتا۔ باپ، بیٹا، بھائی، بہن، بیوی اور شوہر سب ننگے ہی ننگے رہتے اور یہ زندگی تہذیب وتمدن کی اعلیٰ ترین زندگی نہیں کہلاتی، یہ تو جانوروں کے معاشرے سے کچھ کم نہ ہوتا اور ان میں شرم وحیا کی اعلیٰ ترین خصلت پیدا نہ ہوتی۔

۞ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کسی دوسری مخلوق کو گرما میں ٹھنڈا اور سرما میں گرم لباس استعمال کرنے کی صلاحیت نہیں رکھی، اس نے صرف انسان کو ہر طریقے سے لباس استعمال کرنے کی اجازت دی ہے، اللہ کی یہ اجازت انسانوں کے لئے ایک بہت بڑی نعمت ہے، اگر انسان اس نعمت کے ملنے کے بعد لباس کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق اور احکام کے مطابق استعمال نہ کرے، تو وہ گویا اللہ تعالیٰ کی ناشکری کر رہا ہے اور ناشکری کر کے اپنے آپ کو جہنم کے لئے تیار کر رہا ہے۔

۞ اس لئے انسان کو لباس کے استعمال میں بھی شکر گزاری کرنا چاہئے اور شکر گزاری کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جس طرح لباس استعمال کرنے کی تعلیم دی، اس طرح استعمال کر کے جنت والی زندگی دنیا میں بھی گزارے اور لباس استعمال کر کے بے حیا و بے شرمی کی زندگی سے محفوظ رہے۔

۞ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو کوئی خاص قسم کے لباس کا پابند نہیں بنایا، اسلام نے یہ تعلیم دی کہ مرد ناف سے گھٹنے تک اپنے جسم کو چھپائے، یہ مرد کی ستر ہے اور عورت اپنے پورے جسم کو چھپائے، چہرہ اور ہتھیلی کھلی رکھے، جب کہ فتنہ نہ ہو، یہ عورت کی ستر ہے اور اس کے ساتھ یہ تعلیم دی کہ اللہ کے بندے دنیا کے مختلف ملکوں میں رہتے ہیں، ہر جگہ ان کے کھانے پینے، پہننے اور رہنے سہنے کے مزاج الگ الگ ہیں، اس لئے دینداری اور خدا ترسی کا لباس یہ مناسب ہے کہ جس ملک اور جس علاقے میں اللہ والے لوگ جس لباس کو تقوی و پرہیز گاری کے لئے استعمال کریں، وہی لباس شرعی لباس اور دینداری کا لباس کہلائے گا۔

۞ لباس ڈھیلا ڈھالا ہو، جسمانی اعضاء اور ابھار کو ظاہر کرنے والا نہ ہو، اتنا باریک یا تنگ نہ ہو کہ جسم یا اندر کے کپڑے نظر آئیں، اور غیر مسلموں کی مشابہت بھی نہ ہو۔

۞ انسانی فطرت میں لباس وہ اولین چیز ہے، جو انسان کی شخصیت کا تعارف دیتا ہے، انسان جس قسم کا لباس پہنے گا، وہ لباس اس کی ذہنیت، اس کے افکار وخیالات، اس کے مزاج، اس کی دین پسندی اور دین بیزاری کو ظاہر کرتا ہے اور پہلی ہی نگاہ میں لوگ اندازہ کر لیتے ہیں کہ اس انسان میں سنجیدگی اور شرافت ہے یا آوارہ پن اور بے حیائی کتنی ہے اور یہ کس قسم کا انسان ہے، چھچھورا، کم ظرف اور آوارہ انسان ہے، یا خدا ترس، شرم وحیا اور سنجیدہ انسان ہے، اس سے صاف ظاہر ہوا کہ لباس انسانوں کے مزاج کی زبردست عکاسی اور نمائندگی کرتا ہے، اسی لئے پیغمبر کو حکم دیا گیا تھا کہ اللہ تعالی کی طرف بلانے والے کے اخلاق وکردار تمام معاشرے میں سب سے اونچے الگ اور بلند ہوتے ہیں، اس لئے ان کا لباس بھی ایسا ہونا چاہئے، جسے دیکھ کر ہر شخص یہ محسوس کرے، کہ یہ ایک شریف سنجیدہ اور شائستہ انسان ہے، اس کو دیکھنے ہی سے خدا یاد آجائے، یہ شخص نفس کی برائی میں مبتلا نہیں ہے، یہ ایک الگ بات ہے کہ موجودہ زمانے میں بہت سارے لوگ بزرگ جیسا لباس اور حلیہ اختیار کر کے اندر سے شیطان اور باہر سے انسان نظر آتے ہیں، انسان ایسے بدمعاشوں کو سمجھ سکتا ہے، شرط یہ ہے کہ وہ قرآن سے قریب ہو اور قرآن سے واقفیت ہو، ایسا لباس بھی نہ استعمال کیجئے جو لوگوں کی ہنسی کا ذریعہ اور لوگوں میں نمونہ نظر آئے۔

۞ لباس کے نازل کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ انسان موسمی اثرات سے لباس کے ذریعے اپنے آپ کو بچائے اور انسان کی فطرت بھی یہ ہے کہ وہ گرما میں ٹھنڈا اور سرما میں گرم لباس استعمال کرتا ہے، مگر انسان کی نافرمانی اور شیطان کی چال میں پھنسنے کی وجہ سے دنیا کے وہ علاقے جو سرد ممالک ہیں، جہاں برف گرتی ہے، وہاں عورتوں کو نیم برہنہ لباس پہننے کا فیشن سکھایا گیا اور عورتیں سخت سردی میں بھی نیم برہنہ اور گھٹنوں تک اور بغل تک ہی لباس استعمال کرتی ہیں اور تکلیف سہتے ہوئے جسم کی نمائش کرتی ہیں، گویا وہ آخرت میں تو عذاب میں مبتلا ہوں گی، دنیا میں بھی اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا رکھتی ہیں، وہ دنیا میں بے حیائی وبے شرمی پھیلاتی ہیں اور شیطان کی مدد کرتی ہیں، مگر ان کے ضمیر مسلم

عورتوں کے لباس کو دیکھ کر ترستے ہیں۔

❁ لباس اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، جب آپ کو نیا لباس ملے تو پہنتے وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے اور دعا کیجئے کہ اللہ نے جن مقاصد کے تحت لباس دنیا میں نازل کیا ہے، ان ہی مقاصد کے ساتھ لباس کو استعمال کرنے والا ہمیں بنائے اور لباس کے ذریعہ بھی تقویٰ اختیار کرنے والا بنائے، نیا کپڑا پہننے سے پہلے یہ دعا پڑھئے۔اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْہِ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِہٖ وَخَیْرِ مَا صُنِعَ لَہٗ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّمَا صُنِعَ لَہٗ (ترمذی)

ترجمہ: اے اللہ تیرے ہی لئے تعریف ہے تو نے مجھے یہ لباس پہنایا، میں تجھ سے اس کی بھلائی چاہتا ہوں اور میں اپنے آپ کو تیری پناہ میں دیتا ہوں اس لباس کی برائی سے اور اس کے مقصد کے اس برے پہلو سے۔

❁ مولانا قاری طیب صاحب قاسمیؒ اپنے خطبات میں بیان کیا کہ کپڑا جب تک پاک وصاف ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور اس کی تسبیح بیان کرتا ہے اور جب میلا ہو جاتا ہے تو ذکر بند کر دیتا ہے۔

❁ اللہ تعالیٰ نے سورہ اعراف آیت ۳۰ میں اپنے بندوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ یٰـبَنِیْ آدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا

اے بنی آدم ہر عبادت کے وقت اپنی زینت سے آراستہ رہو اور کھاؤ پیو اور حد سے آگے نہ بڑھو یعنی عبادت میں عمدہ لباس استعمال کرو۔

اللہ تعالیٰ کے دربار میں نماز کے وقت عمدہ، اور صاف ستھرے، لباس کے ساتھ جا کر نمازیں ادا کیجئے! حضرت اورنگ زیب نے اپنے بیٹے کو یہ تاکید کی تھی کہ وہ حالتِ نماز میں سب سے بھاری اور عمدہ لباس استعمال کیا کریں۔ بہت سے لوگ اللہ کے سامنے ٹھرنے، لنگی بنیان پہن کر گھروں میں نماز ادا کرتے، مساجد میں بھی عجیب عجیب قسم کے کپڑے پہن کر آتے، جبکہ دنیا میں کسی بادشاہ یا وزیر اعظم یا صدر کے پاس پورے بن سنور کر جاتے، مگر خدا کے دربار میں آنے کا اہتمام نہیں کرتے۔

۞ لباس میں تقویٰ یہ ہے کہ انسان لباس پہن کر لباس کی اخلاقی خرابیوں سے دور رہے، غرور، تکبر اور دکھاوے کی صورت اختیار نہ کرے، ایمان والوں کو لباس اختیار کر کے لباس کی ان اخلاقی برائیوں سے محفوظ رہنے کی تعلیم دی گئی، لباس کے ذریعہ غریبوں کو نیچا دکھانے کی نیت کی جاتی ہے، عورتیں لباس استعمال کر کے دکھاوا بہت کرتی ہیں اور دوسری عورتوں سے مقابلہ بازی کرتی ہیں، یہ گناہ ہے۔

۞ حضور ﷺ نے نام ونمود کے لئے لباس پہننے والوں کے تعلق سے فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ذلت کا لباس پہنائے گا۔ (رواہ احمد، ابن ماجہ)

۞ اسلام نے مردوں کو عورتوں جیسا لباس اختیار کرنے اور عورتوں جیسی ہیئت اختیار کرنے سے منع فرمایا اور لعنت فرمائی، اسی طرح عورتوں کو مردوں جیسا لباس پہننے اور مردوں کی ہیئت اختیار کرنے سے منع فرمایا اور لعنت فرمائی۔ (صحیح بخاری)

۞ موجودہ زمانے میں مسلمانوں کی تربیت نہ ہونے اور ان کے ایمان کے کمزور ہونے کی وجہ سے وہ دوسری قوموں یا فلم ایکٹروں جیسا لباس پہننے کو عزت، اعلیٰ تمدن اور اچھا کلچر سمجھتے ہیں اور زیادہ تر بے حیائی و بے شرمی اور ننگے پن والا لباس یا باریک لباس اور چست لباس پہنتے اور جسم کے ابھار دکھانے کو اعلیٰ تہذیب اور پڑھے لکھے لوگوں کا طریقہ سمجھتے ہیں، یہ تہذیب اور اس طرح کا کلچر جنتی تہذیب وکلچر نہیں؛ بلکہ جہنمی کلچر اور جہنمی تہذیب ہے، جو انسان کو جہنم میں لے جائے گی، دنیا جنت وجہنم کے سامان خریدنے کا بازار ہے، عورتوں کو باریک لباس پہننے اور عورتوں اور مردوں کو دوسری قوموں کی ہیئت وشباہت اختیار کرنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔

۞ اسلام نے لباس کو نازل کر کے انسان کو اپنے جسم کے عیبوں کو چھپانے کا موقع عطا فرمایا اور لباس کے ذریعہ زینت دی، جس کی وجہ سے عورتیں مختلف رنگوں کا لباس استعمال کر کے بنتی سنورتی ہیں، مگر ان کی یہ سب زینت اسلامی حدود میں ہونا ضروری ہے، ورنہ وہ لباس پہن کر لباس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عبدیت وبندگی نہیں کر سکتیں، لباس پہن کر

بھی عبادت کرنے کا مزاج بنایئے۔

۞ بہت سی عورتیں ساڑی، بلاؤز کا استعمال فاحشہ عورتوں کی طرح کرتی ہیں، مسلمان ہوتے ہوئے غیر مسلموں اور فاحشہ عورتوں کی طرح اپنے سینے، پیٹ، پیٹھ اور کمر کا دکھاوا کرتی رہتی ہیں اور ساڑی کو ناف سے نیچے باندھ کر یا باریک لباس یا برائے نام لباس پہن کر ننگی رہتی ہیں۔

۞ اکثر مرد لنگی ناف سے نیچے یا پھر صرف چڈی گھٹنوں سے اوپر پہن کر بھائی بہنوں کے سامنے گھر میں پھرتے رہتے ہیں، اگر کوئی ناف سے نیچے کپڑا باندھے، یا گھٹنوں سے اوپر کپڑا رکھے، یا ساڑھی ناف سے نیچے رکھے، تو دیکھنے والوں کا کام ہے کہ انھیں ستر کی حفاظت کا احساس دلائیں۔ یہ بھی ننگا پن اور بے حیائی کی علامت ہے، اس سے لعنت برستی اور گناہ ہوتا ہے اور یہ اسلامی معاشرے کی علامت نہیں، اکثر لوگ اپنی لڑکیوں اور بیوی، بہنوں کے سامنے ایسا پھرنے کو برا نہیں سمجھتے۔

۞ بعض لوگ لنگی اور بنیائن پہن کر موٹر سیکل چلاتے ہوئے، یا گھر سے باہر نکل کر بازار میں خرید وفروخت کرنے کے لئے نکل آتے ہیں، یا دوکانوں پر لنگی پہنے بیٹھے رہتے ہیں یہ بے شعوری کی زندگی ہے، اس سے مسلمانوں کا امیج دوسری قوموں میں خراب ہوجاتا ہے اور دوسری قومیں مسلمانوں کو ان پڑھ جاہل گنوار سمجھتی ہیں، اس لئے خدا کے واسطے اسلام کی اور مسلمانوں کی تہذیب کو اعلی اور عمدہ ظاہر کرنے کے لئے لنگی اور بنیائن کا استعمال گھر کے دروازے تک ہی کیجئے اور بازار میں، گلی میں، سنجیدہ اور مہذب انسان بن کر نکلئے؛ تا کہ اسلام کے اعلی تمدن اور کلچر کو دوسری قومیں سمجھ سکیں، ہماری اس بے شعوری کی وجہ سے دوسری قومیں اسلام کو سمجھ نہیں پا رہی ہیں، وہ قرآن مجید کو پڑھنے سے پہلے ہمیں پڑھتی ہیں اور ہمیں دیکھتی ہیں کہ ہم کس طور طریقہ سے زندگی گزارتے ہیں، آپ جب بھی گھر سے باہر نکلیں، تو اللہ والے نظر آئیں، لنگی کے ساتھ کرتے اور ٹوپی کا استعمال کیجئے۔

۞ اسلام نے ایمان والوں کو ہر اچھا کام سیدھے ہاتھ سے کرنے کی تعلیم دی

(صحیح مسلم)، چنانچہ کپڑے پہننا اچھا کام ہے اس لئے کرتا یا پاجامہ پہنتے وقت سیدھا ہاتھ اور سیدھے پیر میں پہلے ڈالنا سنت ہے، کپڑے اتارنا بری بات ہے، اس لئے کرتا یا پاجامہ بائیں ہاتھ اور بائیں پیر سے پہلے اتاریں۔ بیت الخلا جانا بری بات ہے، اس لئے بائیں پیر ڈال کر جائیں اور بیت الخلا سے نکلنا اچھی بات ہے، اس لئے سیدھا پیر ڈال کر نکلنا سنت ہے، مسجد میں جانا اچھا کام ہے، اس لئے سیدھا پیر ڈال کر جانا سنت ہے اور مسجد سے باہر نکلنا بازار جانا بری بات ہے، اس لئے بائیں پیر ڈال کر مسجد سے باہر نکلنا سنت ہے۔

۞ اسلام نے مردوں کو ریشمی لباس اور سونا پہننے سے منع کیا ہے اور عورتوں کے لئے ریشمی لباس اور سونے کو حلال کیا ہے۔ (سنن ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

۞ حکما نے لکھا ہے کہ اگر مرد سونا پہنے تو اس میں زنانہ پن پیدا ہوتا ہے۔

۞ پہنتے وقت کپڑوں کو جوتوں کو اور موزوں کو جھٹک کر اور جھاڑ کر پہنا سنت ہے، ورنہ جوتوں اور موزوں میں کوئی موذی جانور یا کیڑا ہو تو نقصان پہونچا سکتا ہے۔

۞ کپڑوں کو صاف ستھرا رکھنے کے لئے عورتوں اور مردوں کو رات کے وقت زیادہ تر اپنا دن کا لباس تبدیل کر کے سونا چاہئے۔ عام طور پر لوگ گندے اور میلے لباس میں اس لئے نظر آتے ہیں کہ وہ ایک ہی لباس میں سوتے اور اسی لباس میں بیت الخلا جاتے، اسی لباس میں نماز ادا کرتے اور اسی لباس میں دن بھر رہتے ہیں، عورتیں اسی لباس میں باورچی خانہ کا کام کرتی ہیں، جس کی وجہ سے لباس میں پاکیزگی باقی نہیں رہتی، اس لئے عورتوں کو رات میں سوتے وقت میکسی اور پاجامہ اور مردوں کو لنگی اور بنیائن استعمال کرتے رہنا چاہئے، اس سے دن کا لباس اچھا صاف ستھرا رہتا ہے۔

۞ باورچی خانہ میں پکوان کے دوران سینہ اور پیٹ پر کپڑا باندھنے سے لباس خراب نہیں ہوتا، اس لئے لباس کو پاک صاف رکھنے کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار کیجئے، اللہ تعالی پاک ہے اور وہ اپنے بندوں اور بندیوں کو بھی پاکی کی حالت میں دیکھنا چاہتا ہے، یاد رکھئے! اسلام صرف نماز پڑھنے کو عبادت نہیں کہتا؛ بلکہ اسلام چاہتا ہے کہ مسلمان

زندگی کے تمام شعبوں میں اسلام کا مظاہرہ کریں اور اللہ کی عبدیت و بندگی اختیار کریں۔

۞ اگر ہم نماز کی پابندی تو کریں، مگر گھر کو، باورچی خانے کو، برتنوں کو، کپڑوں کو اور اپنے کمروں کو گندہ اور ناپاک رکھیں گے، تو پھر ہم میں پاکیزگی کا مزاج کیسے پیدا ہوگا؟ اور ہم اپنے اطراف پاکیزگی اور صفائی نہیں رکھیں گے تو شیطان سے کیسے محفوظ رہیں گے؟ شیطان تو چاہتا ہی یہ ہے کہ اولادِ آدم دل و دماغ سے بھی گندے اور ناپاک رہیں اور اپنے بدن، کپڑے اور رہنے سہنے کے مقامات سے بھی گندے اور ناپاک رہیں تاکہ وہ اللہ کی طرف دھیان نہ دے سکیں، اللہ سے غافل رہیں اور انسان پر شیطان کا غلبہ رہے، گندگی و ناپاکی میں شیطان غلبہ حاصل کرتا ہے۔

۞ اللہ کے رسول ﷺ سفید لباس کو بہت پسند کرتے اور زیادہ تر سفید لباس ہی پہنا کرتے تھے اور مردوں کو سفید لباس استعمال کرنے کی تعلیم بھی دی، آپ ﷺ نے مُردوں کو سفید کفن میں دفن کرنے کی تعلیم دی۔ (سنن نسائی، مستدرک، حاکم، ترمذی، احمد، ابن ماجہ)

۞ حضور ﷺ نے ٹخنوں سے اوپر پاجامہ اور لنگی پہننے کی تعلیم دی تاکہ راستے کی غلاظت اور گندگیوں سے انسان محفوظ رہے، ٹخنوں سے نیچے کپڑا رکھنا دوزخ میں لے جائے گا۔ (ابوداؤد) انسان ٹخنوں سے نیچے کپڑے استعمال کرنے پر غرور و تکبر میں مبتلا ہوسکتا ہے، عورتیں اپنا برقعہ ایسا نہ سلائیں کے وہ جسم کے لباس سے لمبا ہو اور سڑک پر لت پت ہوتا رہے، مگر اکثر عورتیں اس کا خیال نہیں رکھتیں، جو انسان کپڑے کو غرور اور تکبر کے لئے، یا جوتے سے نیچا رکھ کر گھسیٹتا ہوا رہے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف رحمت کی نظر سے نہ دیکھے گا۔ (ابوداؤد)

۞ اسلام عورتوں کو دوپٹا اور اوڑھنی کے استعمال کی تعلیم دیتا ہے اور اپنے سر اور سینے کو ان سے چھپائے رکھنے کی تربیت کرتا ہے؛ مگر آج کل مسلمان لڑکیاں ایمان کی کمزوری اور بے حیائی کو پسند کرنے کی وجہ سے برائے نام دوپٹا کا استعمال کرتی ہیں، جس سے نہ سر چھپتا ہے اور نہ سینہ ڈھکتا ہے، اور زیادہ تر سینے کے ابھار دکھانا چاہتی

ہیں، ڈوپٹے کو گلے میں برائے نام رکھتی یا پھر پائنٹ وجرسی پہنتی ہیں۔

بہت سی عورتیں نمائش اور دکھاوے کے لئے اپنی حیثیت سے زیادہ لباس خرید کر صرف دکھاوا کرتی ہیں، یہ فضول خرچی اور گناہ ہے۔

بعض لوگ عمدہ اور اچھا لباس پہننے، صاف ستھرے رہنے اور جوتا وغیرہ کا استعمال کرنے کو دنیا داری سمجھتے ہیں اور خود مال و دولت رکھتے ہوئے معمولی کپڑوں اور پھٹی پرانی چپل پہن کر پھرتے ہیں اور اسے دینداری سمجھتے ہیں۔

بہت سے لوگ تو مال و دولت والے پیر و مرشد ہوتے ہیں، مگر خاص طور پر پیوند لگے کپڑے پہننے کو سنت سمجھتے ہیں، یہ سب ان کو شیطان کا بہکاوا ہے، دینداری پھٹے پرانے کپڑے پہننے کا نام نہیں اور نہ لوگوں کو اپنے آپ کو مفلس ومحتاج بنانے کا نام ہے؛ بلکہ اعتدال اور توازن کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت میں زندگی گزارنے کا نام ہے، انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ کی دی ہوئی نعمت کا بھی اظہار کرے اور عمدہ لباس پہن کر شکر گزاری، عاجزی وانکساری کے ساتھ زندگی گزارے، ناداروں اور فقیروں کی طرح حالت اختیار کرنے کے بجائے عمدہ اور اعلیٰ لباس استعمال کیجئے اور غریبوں کو گلے لگائیے اور ان کے سامنے غرور و تکبر نہ کیجئے۔ ان کو اپنے برابر کا درجہ دیجئے، ان کو عزت دیجئے، غرض مال و دولت رکھتے ہوئے ان کا آداب واحترام کیجئے اور ان سے محبت کیجئے۔

حضور ﷺ کے پاس ایک صحابی کے والد تشریف لائے، اس وقت ان کے جسم پر معمولی کپڑے تھے، تو حضور ﷺ نے سوال کیا کہ: کیا تمہارے پاس مال و دولت ہے؟ تو انھوں نے کہا: جی ہاں دریافت فرمایا: کس طرح کا مال ہے؟ تو انہوں نے کہا: اللہ نے مجھے ہر قسم کا مال دے رکھا ہے، اونٹ بھی ہیں، گائیں بھی ہیں، بکریاں بھی ہیں، گھوڑے بھی ہیں اور غلام بھی ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا: جب اللہ نے تمہیں مال و دولت سے نواز رکھا ہے، تو اس کے فضل واحسان کا اثر تمہارے جسم پر ظاہر ہونا چاہئے۔ (مشکوۃ)

نفیس اور عمدہ کپڑے پہننا غرور و تکبر کی علامت نہیں، اللہ تعالیٰ صاحب جمال ہے

اور وہ اپنے بندے کو بھی جمال میں دیکھنا چاہتا ہے۔(مسلم) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے رسول اللہ سے دریافت کیا یا رسول اللہ! کیا نفیس اور عمدہ کپڑے پہننا تکبر اور غرور ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ یہ تو خوبصورتی ہے اور اللہ اس خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے (ابن ماجہ)

۞ لوگ اگر حضور ﷺ کے سامنے میلے کپڑوں سے آجاتے تو حضور ﷺ پوچھتے: کیا اس انسان کے پاس کوئی چیز نہیں جس سے یہ اپنے کپڑے دھولیا کرے؟

۞ اکثر گھروں میں عورتیں جو لباس اپنے کپڑوں کے اندر پہنتی ہیں، ان کو بالکونیوں اور کھلے مقامات پر سوکھنے کے لئے ڈالتی ہیں، یہ بھی ایک قسم کی بے حیائی ہے، برقع ایسا پہنئے کہ اندر کا لباس بھی مردوں کو نظر نہ آئے۔ آج کل تو برقعوں پر نقش ونگار کر کے مردوں کو راغب کیا جارہا ہے اور برقع کا مقصد ہی ختم کر دیا گیا۔

۞ بعض لوگ اپنی لڑکیوں کو بڑی عمر تک چڈی اور جھانگیہ پہناتے ہیں، جس کی وجہ سے لڑکیوں میں آہستہ آہستہ شرم وحیا ختم ہونا شروع ہو جاتی ہے، اگر آپ اپنی اولاد کو بے حیائی اور بے شرمی سے بچانا چاہتے ہوں اور ان کی طبیعت ومزاج میں شرم وحیا پیدا کرنا چاہتے ہیں، تو ان کو ننگے رہنے نہ دیجئے اور ننگے ہونے پر شرم وحیا کا احساس دلا کر جلدی سے جسم ڈھانکنے اور کپڑے پہننے کا عادی بنایئے۔

۞ بعض لوگ اپنی اولاد کے سامنے نیم برہنہ لباس سے پھرتے ہیں، اس سے اولاد بھی اسی طرح بے حیائی کا لباس پہننے کی عادی بن جاتی ہے۔

۞ نئے کپڑے پہننے کے بعد اگر استطاعت ہو تو پرانے کپڑے کسی غریب انسان کو دے دیں اور نئے کپڑے پہنتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی کَسَانِی مَااُوَارِیَ بِهِ عَوْرَتِی وَاَتَجَمَّلُ بِهِ فِی حَیَاتِی

ساری تعریف اور حمد اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے یہ کپڑے پہنائے، جس سے میں اپنی ستر پوشی کرتا ہوں اور جو اس زندگی میں میرے لئے حسن وجمال کا بھی ذریعہ ہے، جب انسان یہ دعا پڑھے گا اور پرانا کپڑا صدقہ کر دیگا اللہ تعالی اس کو زندگی میں بھی اور موت

کے بعد بھی اپنی حفاظت ونگرانی میں رکھے گا۔ (ترمذی:۳۵٦۰)

❁ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے مردوں کوسونا پہننے اور عورتوں جیسا بناؤ سنگار کرنے اور ریشمی کپڑے پہننے سے منع فرمایا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ریشمی لباس نہ پہنو جو بھی اس کو دنیا میں پہنے گا وہ آخرت میں اس کو نہ پہن سکے گا۔ (بخاری ومسلم ترمذی)

❁ حضور ﷺ نے مسلمان مردوں کو عورتوں جیسا لباس اور بناؤ سنگار کرنے سے منع فرمایا، آپ ﷺ نے اس مرد پر لعنت فرمائی جو عورتوں کا سا لباس پہنے اور اس عورت پر لعنت فرمائی جو مرد کا سا لباس پہنے۔ (ابوداؤد، بخاری)۔

❁ اللہ کے رسول ﷺ نے امت کے مردوں کو سرخ اور شوخ رنگ کے رنگین کپڑے پہننے سے منع فرمایا اور لباس میں سادگی کو ایمان کی علامت بتایا۔ (ابوداؤد)

❁ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہمارے اور مشرکوں کے درمیان ٹوپیوں اور پگڑیوں کا فرق ہے۔ (ترمذی) جنگ بدر میں فرشتے شملہ باندھے ہوئے تھے۔

❁ حضور ﷺ نے فرمایا: خبردار تم میں سے جو عورت دکھاوے کے لئے سونے کا زیور پہنے گی تو اس کی وجہ سے اسے عذاب دیا جائے گا، (ابوداؤد) اس حدیث کی روشنی میں عورتوں کو اپنا جائزہ لینا چاہئے وہ زیور پہن کر ایک دوسرے سے بازی لے جانا چاہتی ہیں، مقابلہ آرائی کرتی ہیں۔

❁ حضور ﷺ نے فرمایا: جو عورتیں کپڑے پہنتے ہوئے بھی ننگی ہوں گی (غیر مردوں کو اپنی طرف) مائل کرنے والی ہوں گی اور خود مائل ہونے والی ہوں گی ان کے سر ایسے (پھولے ہوئے) ہوں گے جیسے اونٹوں کے کوہان ہوتے ہیں یہ عورتیں جنت میں داخل نہ ہوں گی جنت کی خوشبو نہ سونگھیں گی۔ (مشکوٰۃ)

❁ حدیث میں ہے لباس میں سادگی ایمان کی علامتوں میں سے ہے۔ (ابوداؤد)

❁❁❁❁❁

اسلام میں پردے کی اہمیت

۞ پردہ بھی لباس کا ایک حصہ ہے اور لباس میں داخل ہے، جس طرح انسان صحیح لباس نہ پہنے تو شہوت زور پکڑتی ہے اور بے حیائی وبے شرمی عام ہوتی ہے اور انسان ننگا نظر آتا ہے اسی طرح عورت اگر پردہ صحیح نہ کرے تو بے حیائی و بے شرمی عام ہوکر شہوت کا بازار گرم ہوتا ہے۔ پردہ بھی عورت کیلئے ایک لباس ہی ہے اگر عورت بے پردہ رہے تو وہ بھی ایک قسم کا ننگا پن ہے۔

۞ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مختلف مخلوقات کو پیدا فرمایا اور ہر ایک کی زندگی گزارنے کا کلچر اور طریقہ الگ الگ رکھا۔ کوئی بھی مخلوق دوسری مخلوق کی نقل کرتی ہوئی زندگی نہیں گزارتی، ہر کوئی اپنے اپنے کلچر پر زندگی گزارتے ہیں۔ انسان کو اللہ نے پیغمبر کے ذریعہ سب سے اعلیٰ اور اونچی تہذیب وتمدن سکھایا، اور حکم دیا کہ عورتیں مردوں سے پردہ کریں مگر انسان اپنے سے چھوٹی مخلوق جانوروں کی نقل کرتے ہوئے بے پردگی کی زندگی گزارتے ہیں، پردے کو پسند نہیں کرتے، جس طرح جانوروں کے نر و مادہ ایک ساتھ میدانوں میں اٹھتے بیٹھتے ہیں ان میں پردہ نہیں ہوتا اور گلیوں، سڑکوں پر چار نر ایک مادہ اور ایک نر اور چار مادہ ایک دوسرے کے پیچھے پیچھے پھرتے ہیں، بالکل اسی طرح بے شعور و بے دین انسان بھی دواخانوں، دفتروں، اسکولس، کالجوں، بازاروں اور مختلف محفلوں میں ایک ساتھ خلط ملط ہوکر بے پردگی کے ساتھ پھرتے اور بیٹھے رہتے ہیں۔

۞ ایک عورت جب گھر سے باہر بے پردہ بن کر نکلتی ہے تو ہزاروں مردوں کو اپنی طرف متوجہ کر کے گناہ کا موقع فراہم کرتی ہے، اس کا اپنا شوہر تو ایک مخصوص جگہ سے اس

سے لذت حاصل کرتا ہے مگر بازار کے مرد اس کے مختلف اعضاء سے مزہ لیتے ہیں، چنانچہ کوئی چال سے مزہ لیتا ہے، کوئی اسکی آواز سے مزہ لیتا ہے، کوئی اس کے بالوں سے مزہ لیتا ہے، کوئی اسکے چہرے سے مزہ لیتا ہے، کوئی اسکے جسمانی اعضاء کی بناوٹ یا جوانی یا رنگ وروپ یا اداؤں سے مزہ لیتا ہے، کوئی اسکے سینہ کو دیکھ کر مزہ لیتا ہے گویا وہ مردوں کے درمیان زانی بن کر پھرتی ہے اور شیطان کی تیر بن جاتی ہے اور شیطان اس کو مردوں کی نگاہوں میں پر کشش بنا کر دکھاتا ہے۔

۞ یاد رکھئے! املی یا لیمو جب تک چھلکے میں ہوں گے، کسی کے منہ میں پانی نہیں آتا، جب ان پر سے چھلکا نکال دیا جاتا ہے تو انسان چاہے بخار ہی میں کیوں نہ ہو اس کے منہ میں پانی آجاتا ہے۔ بالکل اسی طرح ایک عورت بے پردہ بن کر جب بازار یا محفل میں آتی ہے، تو مرد چاہے کہیں بھی آنکھ رکھتا ہو، اسکا دل عورت کی طرف کام کرتا ہے، اس کے مختلف جسمانی اعضاء سے خیالی زنا میں مبتلا ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت میں امتحان کی خاطر سیکس رکھا ہے اور اس سیکس کے ناجائز فائدہ اٹھانے سے بچانے کے لئے ایمان والوں میں پردہ کا نظام رکھا ہے۔ اسلئے صرف لباس استعمال کر کے جسم ہی کو مت ڈھانکئے بلکہ پردہ اختیار کر کے ننگی رہنے سے محفوظ رہئے۔

۞ گھروں میں بھی باپ، بھائی، بیٹوں اور دوسرے مرد رشتہ داروں کے سامنے جسم کے ابھار دکھاتی نہ پھریں، بغیر اوڑھنی اور ڈوپٹا کے گھروں میں پھرنا یہ بھی ایک قسم کی بے پردگی و بے حیائی ہے، اکثر عورتیں گھر سے باہر نکلنے کے لئے سخت پردہ کرتی ہیں، مگر گھروں میں آنے والے مردوں کے سامنے سینہ، پیٹھ، پیٹ اور باریک لباس اور چھوٹا اور تنگ لباس پہن کر ننگی ہی رہتی ہیں یا میکسی پہن کر دوپٹا کا استعمال نہیں کرتیں یہ بھی ننگا پن ہے اور اسکی سزا جہنم میں مل سکتی ہے۔

۞ اپنی تہذیب اور کلچر سے مسلمان نظر آیئے، اسلام صرف نماز پڑھنے کا نام نہیں یا جسم کا نام مسلمان جیسا رکھ لینے سے کوئی انسان مسلمان نہیں بن جاتا کلمہ پڑھنے کے بعد اپنی

چاہت اور پسند سے اسلام کے احکام پر زندگی گزارنا یعنی من چاہی زندگی کو چھوڑ کر رب چاہی زندگی اختیار کرنے کا نام مسلمان ہونا ہے ،مسلمان ہوتے ہوئے جنگلی،آوارہ بھینسوں اور گائیوں کی طرح مت پھریئے اور اسلام کو بدنام مت کیجئے ، بلکہ مکمل لباس استعمال کر کے مسلمان نظر آیئے ورنہ مسلم اور غیر مسلم میں فرق باقی نہیں رہے گا۔

۞ خاندان میں قریب کے رشتہ دار بہنوئی ،دیوروں اور وہ تمام رشتوں جن سے نکاح ہوسکتا تھا پردہ کریں،بعض عورتیں پردہ کرنے کیلئے برقع کا استعمال کرتی ہیں اور چہرہ کھلا رکھتی ہیں،اسلام اس قسم کے پردے کی اجازت نہیں دیتا،باپ بھائی اور بیٹوں وغیرہ کے سامنے چہرہ اور ہاتھ کھلے رکھ سکتے ہیں،مگر نامحرموں کے سامنے چہرہ چھپانا ہوگا اسلئے کہ پورے جسم میں چہرہ ہی پر کشش اور متوجہ کرنے کا مرکز ہے گویا مقام شر چہرے سے شروع ہوتا ہے اگر کوئی عورت اندھی ہو یا بہت زیادہ کالی ہو یا ترچھی نگاہ والی ہو یا چیچک کے داغ دھبے والی ہو یا ناک کٹی ہوئی یا دانت گرے ہوں یا کچھ داڑھی اور مونچھ کے بال چہرے پر ہوں یا کوڑھ کے کچھ دھبے چہرے پر نظر آئیں یا بوڑھی ہوں تو کوئی بھی اسکی طرف زیادہ

ذہن نہیں لڑاتا۔ پوری شیطانیت چہرہ دیکھنے کے بعد شروع ہوتی ہے،چہرے میں سیکس زیادہ ہو یا گوراپن زیادہ ہو یا آنکھیں صراحی دار ہوں یا لانبا چہرہ ہو بات کرتے وقت چہرے سے باڈی ایکشن ظاہر ہو یا مسکراہٹ میں خاص انداز ہو یا مسکراتے وقت چہرے میں گڑھے پڑتے ہوں یہ سب چیزیں مردوں کو اپنی طرف راغب کرتی ہیں اسلئے چہرے کو چھپا کر پردہ کیا جائے۔

<u>اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایمان والی عورتوں کو اپنے اوپر سے چادر اوڑھتے ہوئے پردہ کرنے کا حکم دیا تا کہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں (سورہ الاحزاب ۵۹)</u>

جلباب یعنی لمبی چادر یہ ایسا کپڑا ہوتا ہے جو سر اور باقی بدن کو ڈھانک لیتا ہے، اس سے وہ ستائی نہیں جائیں گی چہرہ ہی جذبات واحساسات کی ترجمانی کرتا ہے پیغام رسانی کا کام کرتا ہے۔

۞ پردہ عربی زبان حجاب کا ترجمہ ہے اردو اور فارسی میں حجاب کو پردہ کہتے

ہیں حجاب کا لفظ قرآن مجید کی (سورۃ الحزاب کی آیت ۔۵۳) میں آیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو رسول اللہ ﷺ کے گھر میں بے تکلف آنے جانے سے منع فرما دیا تھا اور حکم دیا تھا کہ اگر خواتین سے کوئی چیز مانگنی ہو تو حجاب (پردہ) کی اوٹ سے مانگا کرو۔ اگر چہرہ کھلا رکھنے کا حکم ہوتا تو پردہ کی آڑ سے مانگنے کا حکم کیوں دیا جاتا؟ اور اسلام نے یہ بھی تعلیم دی کہ پردہ کی آڑ سے عورت نرم اور نزاکت کے ساتھ بات نہ کرے، سخت لہجے میں جواب دے تا کہ باہر غیر مرد کسی بیماری میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اسلام نے عورتوں کو اپنی زینت، بناؤ سنگار اور جلبات کو غیر مردوں سے چھپانے کا جب حکم دیا ہے تو پھر غیر مرد کے سامنے چہرے کو کھلا رکھنے کی اجازت کیسے دے سکتا ہے؟

❁ سورہ النور آیت ۳۱ میں اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں کے لئے اپنے سینے پر اوڑھنیوں کے آنچل ڈال لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حالت احرام میں عورت نہ نقاب پہنے نہ دستانہ استعمال کرے۔ (بخاری)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ چہرہ عام حالتوں میں چھپایا جائے، پردے کے احکام سے تین بڑے فائدے ہیں (۱) عورتوں مردوں کے بے حجاب ہونے سے جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اس کو دور کرنا اور آزادانہ میل جول سے بچانا (۲) عورتوں اور مردوں کا دائرۂ عمل الگ الگ کرنا (۳) گھر اور خاندان کے نظام کو مضبوط اور محفوظ کرنا۔ مخلوط سوسائٹی میں جہاں عورت بے پردہ ہو کر بن سنور کر آزادانہ پھرتی ہے وہاں اخلاق کے بگڑنے سے کیسے محفوظ رہ سکتی ہے، چنانچہ ایسے معاشرہ میں جنسی جرائم بہت ہوتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن کہ عورت ماں بھی بنے اور بچے پیدا کرے، دفتر میں کلرک بن کر کمائی کرے اور پھر ناچ گانا گا کر مردوں کا دل بہلائے اور پھر بیوی کا رول بھی ادا کرے۔

❁ حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں: میں اور حارث کی بیٹی میمونہؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ ابن ام مکتوم کے آ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پردہ کرلو۔ میں

نے کہا وہ اندھے ہیں، ہمیں دیکھ نہیں سکتے۔رسول اللہﷺ نے فرمایا: کہ تم بھی اندھی ہو، انہیں دیکھ نہیں سکتی؟ (ابوداؤد وترمذی)

۞ عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: کہ تم غیر عورتوں کے پاس نہ جاؤ اس پر ایک صاحب نے پوچھا دیور کے تعلق سے کیا حکم ہے۔آپﷺ نے فرمایا: دیور تو (بھاوج کیلئے) موت ہے۔(بخاری ومسلم)

۞ حضرت ابوامامہؓ سے رویت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: جس کسی مرد کی نظر کسی عورت پر پڑ جائے تو وہ فوراً نظر ہٹالے، اس کے لئے حق تعالیٰ ایک لطف والی عبادت عطا فرمائیگا۔(مشکوٰۃ)

۞ رسول اللہﷺ نے فرمایا: جب کسی غیر عورت پر نگاہ بیٹھ جائے اور دل میں اس کا خیال آنے لگے تو فوراً اپنے گھر جا کر بیوی سے صحبت کرلے اس سے اس کے دل کی خرابی دور ہوجائے گی۔(مسلم)

۞ حضورﷺ نے ہجڑوں اور وہ عورتیں جو مردانہ لباس اختیار کرتی ہیں ان پر لعنت فرمائی اور انہیں گھروں میں آنے سے روکنے کا حکم دیا۔(ابوداؤد وترمذی) ان سے بھی پردہ کرنا چاہیئے۔

۞ صحابہؓ کا زمانہ ایسا زمانہ تھا کہ مرد بھی عورتوں کے پاس جانے سے حیاء کرتے تھے۔

۞ حجاب کے لئے ضروری ہے کہ آنکھ، دل، دماغ، سوچ، ارادہ اور نیت کو بھی حجاب میں رکھا جائے۔ چلنے کے طریقے، گفتگو کے طریقے اور غیر ضروری نزاکت بھی حجاب میں چھیڑ چھاڑ اور برائی کی دعوت دیتے ہیں۔

۞۞۞۞۞۞۞

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک

وَقَضٰی رَبُّکَ أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ إِحْسَاناً إِمَّا یَبْلُغَنَّ عِندَکَ الْکِبَرَ أَحَدُھُمَا أَوْ کِلاَھُمَا فَلاَ تَقُل لَّھُمَا أُفٍّ وَلاَ تَنْھَرْھُمَا وَقُل لَّھُمَا قَوْلاً کَرِیْماً (بنی اسرائیل:۲۳)

ترجمہ: اور آپ کے رب نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ تم خدا کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں، تو تم ان کو اف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑکو اور ان سے احترام کی بات کرو۔

☆ اسلام نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنے کی تعلیم کے بعد سختی سے ماں باپ کے ساتھ خاص طور پر حسنِ سلوک اور احسان کرنے کا حکم دیا ہے اور ماں باپ کے کسی بھی حکم پر نافرمانی کی ایک ادنی سی حرکت اور ناراض ہو کر ''اف'' بھی زبان سے نہ نکالنے کی تاکید کی ہے، عام طور پر اولاد نیند، تھکان یا کسی کام میں مشغول رہنے کی وجہ سے والدین کی بیماری اور بڑھاپے میں بول و براز صاف کرنے کی حالت میں اطاعت، بے دلی، بیزاری اور مجبوری سے کرتی ہے اور زبان سے انکار کرنے کے بجائے صورت یا پیشانی پر جھریاں لا کر ''اف'' کا لفظ زبان سے نکالتے ہوئے بے دلی کے ساتھ حکم پورا کرتی ہے، اولاد کو اس رویہ سے بھی منع کیا گیا ہے۔ ''اف'' سے مراد ان کو ''ہوں'' بھی مت کہو! حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ اللہ کے علم میں کلمۂ اف سے بھی کوئی چھوٹا درجہ ماں باپ کو تکلیف دینے کا ہوتا، تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی ضرور حرام قرار دیتا۔ (درمنثور)

☆ اولاد کو ماں باپ کے سلوک اوران کی خدمت میں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب انسان بچہ ہوتا ہے، ماں باپ کی گود میں پیشاب پاخانہ کردیتا ہے اور وہ بغیر نفرت اور بیزاری کے برداشت کرتے ہیں، بچے بستر اور کپڑوں میں گندگی کردیتے ہیں؛ لیکن وہ سب گندگی کو چہرے پر جھریاں لائے بغیر برداشت کرتے ہیں، اولاد بیمار ہوجائے، تو ماں رات رات بھر اپنی نیند خراب کرکے بچے کو آرام سے سلاتی ہے، نو مہینے تکلیف کے ساتھ پیٹ میں لئے پھرتی ہے اور موت کے منہ میں جاکر جنم دیتی ہے اور شعور آنے تک بڑے لاڈ و پیار اور محبت سے پالتی ہے، اب جبکہ ماں باپ بوڑھے ہوجائیں اور بڑھاپے میں پیشاب پاخانہ کرنے کو جانہیں سکتے، معذور ہوجاتے، اندھے، بہرے ہوجاتے یا کپڑے میں بول و براز کرلیتے ہیں اور اولاد کو صاف کرنا پڑتا ہے، اس وقت اگر اولاد ناک منہ چڑھائے اور بیزاری ظاہر کرے یا ان کی حرکتوں پر اپنی زبان سے کچھ کہنے کے بجائے ''اف'' اور ''ہوں'' کہے تو یہ ناشکری اور نمک حرامی ہوگی۔

☆ ماں باپ کے ساتھ شکر گزاری یہ نہیں کہ صرف زبان سے اچھے بول بول دیئے جائیں یا ان کی تعریف کرتے رہیں؛ بلکہ شکر گزاری یہ ہے کہ نرمی و محبت کے ساتھ ان کی فرمانبرداری و اطاعت جان و مال سے کرتے ہوئے ہر لمحہ ان کی خدمت کے لئے تیار رہنا اور ان کی نافرمانی سے بچنا۔

☆ ماں باپ سے خوب ادب و احترام اور نرمی و محبت سے بات کرنا یہ سب **"قولا کریما"** میں داخل ہے، وہ اگر پکاریں یا بلائیں تو فوراً کہنا چاہئے کہ ابھی حاضر ہوا ابا، امی، ابھی آیا ابو، ''قولا کریما'' سے مراد نرم لب ولہجہ میں ادب سے بات کرنا اور انکساری سے جھکے رہنا۔

☆ حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ کسی نے رسول ﷺ سے دریافت فرمایا کہ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ تمہاری جنت اور وہی دوزخ ہیں۔ (ابن ماجہ)

☆ انسان جب بوڑھا ہوجاتا ہے تو اس میں عقل و شعور کی صلاحیت کم ہوجاتی

ہے، جس کی وجہ سے وہ جلد بات کو سمجھ نہیں سکتا، بڑھاپے کی وجہ سے بی پی، شوگر، یا دوسری تکالیف اور بیماریوں کی وجہ سے ان کے مزاج اور طبیعت میں چڑ چڑا پن، تیزی اور غصہ زیادہ پیدا ہو جاتا ہے، برداشت کا مادہ کم ہو جاتا ہے؛ چنانچہ اولاد کو بوڑھے ماں باپ کی ان تمام حالتوں کا بہت زیادہ خیال رکھنا ہوگا، اور انتہائی نرمی، محبت اور قوت برداشت کے ساتھ جیسے چھوٹے اور ناسمجھ معصوم بچوں کے ساتھ برتاؤ کیا جاتا ہے، اسی طرح شفقت ومحبت کا برتاؤ کرے اور اپنے اندر صبر وقوت اور برداشت کا مادہ پیدا کرنے کے لئے اس مثال کو یاد رکھئے۔ یہ مثال اولاد کو عقل شعور دینے کے لئے دی جارہی ہے۔

☆ ایک شخص نے اپنے بیٹے کی تربیت کرنے کے لئے جب کہ وہ بیمار تھا لیٹے لیٹے بیٹے سے سوال کیا کہ بیٹا یہ دیوار پر کیا ہے؟ بیٹے نے جواب دیا: ابا یہ کوا ہے۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہی سوال باپ نے بیٹے سے کیا؟ بیٹے نے پھر کہا: ابا یہ کوا ہے، جب باپ نے تیسری مرتبہ وہی سوال کیا تو بیٹا نے جھنجھلا کر بولا: کہہ دیا نا کہ یہ ''کوا'' ہے، باپ کچھ دیر خاموش رہا، پھر بیٹے سے کہا: بیٹا جب تم چھوٹے تھے، ایک مرتبہ میری انگلی پکڑ کر راستہ سے چل رہے تھے راستے میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بار بار کتے نظر آئے، تم نے بار بار مجھ سے کئی مرتبہ یہی پوچھا کہ ابا یہ کیا ہے؟ اور میں ہر بار بغیر غصہ ہوئے، بغیر ناراض ہوئے کہتا رہا بیٹا یہ ''کتا'' ہے، مگر آج تم میرے صرف تین بار پوچھنے پر غصہ ہو گئے اور برداشت نہیں کئے، اس لئے اس واقعے کو یاد رکھ کر اولاد کو بھی بہت زیادہ قوت برداشت رکھنی ہوگی۔ مگر افسوس جب اولاد کی تربیت نہیں کی جاتی تو اولاد ماں باپ کو بڑھاپے میں برداشت نہیں کرسکتی، جھڑکتی ان پر چلاتی اور خدمت کرنے میں بیزاری کا اظہار کرتی، کسی نے سچ کہا: ایک ماں دس بچوں کو تو پالتی ہے، مگر دس بچے ایک ماں باپ کو برداشت نہیں کرسکتے۔

☆ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ ماں باپ کی نافرمانی ایک ایسی نافرمانی ہے، جس کی سزا اور عذاب دنیا میں بھی اولاد کو ملتا ہے؛ چنانچہ بہت سارے واقعات دیکھے گئے، جن میں اولاد، مصیبت، ذلت، بیماریوں اور معاشی پریشانیوں میں مبتلا ہوئی، ایک مرتبہ ایک

شخص اپنے والد کو مارتے ہوئے گھر سے سڑک کے کنارے تک لایا، سڑک کے کنارے آنے کے بعد باپ نے بیٹے سے کہا: بس اب بس کر، اتنا ہی کافی ہے، یہ بدلہ پورا ہوگیا۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو باپ نے کہا: میں بھی اپنے باپ کو گھر سے مارتے ہوئے یہاں تک لایا تھا۔ اللہ تعالی نے دنیا میں اس کا بدلہ دکھا دیا۔

☆ حضورﷺ نے خاص طور پر ماں باپ کو اولاد کی زیادتی اور نافرمانی پر برداشت کرنے اور صبر کرنے کی تعلیم دی، بددعائیں دینے اور کوسنے سے منع فرمایا، ورنہ غصہ کی حالت میں ماں باپ بددعائیں دے دیں، تو پھر بعد میں ان ہی کو پچتانا پڑے گا، اس لئے کہ ان کے سامنے ان کی اولاد خود مصیبت اور تکالیف میں مبتلا ہو جائے گی اور وہ ماں باپ کی مدد بھی نہیں کرسکے گی اور اولاد کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر یہ خود بھی پریشان رہیں گے، اس لئے اللہ کے رسولﷺ نے بددعائیں دینے اور کوسنے سے منع فرمایا۔

☆ روایتوں میں انسانوں کے تین ماں باپ بتلائے گئے ہیں، ایک وہ جس کی کوکھ سے انسان پیدا ہوتا ہے، دوسرا وہ جو اس کے ساس سسر ہوتے ہیں، تیسرہ وہ جو اسکو علم سکھاتے ہیں، اس لئے انسان کو چاہئے کہ ان تینوں کا ادب واحترام کرنے والا بنے۔ (روح المعانی ۳۸۲/۱۵)

☆ مرد کو چاہئے کہ وہ بیوی کو تاکید کرے کہ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک اور خوش اخلاقی سے پیش آئے، نرمی محبت اور ادب واحترام سے برتاؤ کرنے کی خاص تاکید کرے، کسی قسم کی شکایت نہ آنے کا احساس دلائے، حضورﷺ نے فرمایا: اولاد کے سب سے زیادہ حسن سلوک کے مستحق ماں باپ ہیں۔ (بیہقی)

☆ عورت کو چاہئے کہ وہ ساس سسر کو بھی ماں باپ کا درجہ دے، اکثر عورتیں شوہر کو یہ کہتی ہیں کہ اس کے ذمہ ساس سسر کی خدمت ضروری نہیں، وہ خدمت نہیں کرے گی، انسان زندگی میں اپنے مطلب کی خاطر قانون کا سہارا لے کر خوشگوار زندگی کو خراب کرتا ہے، یہ عقلمندی نہیں؛ بلکہ وہ شوہر کے ماں باپ کے ساتھ خدمت کر کے شوہر کا دل جیتنے اور اس کے

ساتھ احسان کرنے کی کوشش کرے، اس لئے کہ شوہر خود اس کو قانون اور شریعت سے آگے بڑھ کر ہزاروں روپیوں کے عمدہ سے عمدہ کپڑے اور ہزاروں روپیوں کا بھاری بھاری زیور، جائیداد، عمدہ سے عمدہ غذائیں دلاتا اور کھلاتا اور اس کے بھائی بہنوں کے ساتھ ادب واحترام اور محبت کا سلوک کرتا ہے، اگر وہ بھی قانون پر چلتے ہوئے چند جوڑے کپڑے اور اوسط غذائیں کھلا کر رکھے تو بیوی کیا کرے گی، سونا چاندی اس کو دلانے کی ضرورت بھی نہیں ہے، اس لئے میاں بیوی ایک دوسرے پر احسان کا طریقہ اختیار کر کے زندگی کو خوشگوار بنائیں۔

☆ اکثر لوگ شادی کے فوراً بعد ماں باپ کا گھر چھوڑ کر سسرال میں بسیرا کر لیتے ہیں اور بیوی کے دیوانے بن کر ماں باپ کو نظر انداز کر دیتے ہیں، بیوی کی خاطر ماں باپ سے لڑائی جھگڑا کرتے ہیں اور ماں باپ کے مقابلے ساس سسر ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں اور ماں باپ کی بے عزتی کرتے یا ماں پر بیوی کی باتوں کو ترجیح دیتے ہیں۔

☆ حضور ﷺ کے زمانے میں علقمہ نامی ایک صحابی کا آخری وقت تھا۔ مگر اس حالت میں ان کی زبان سے کلمہ جاری نہیں ہو رہا تھا۔ حضور ﷺ کو اطلاع دی گئی حضور ﷺ نے ان کی والدہ کو بلوا بھیجا، وہ آئیں، آپ ﷺ دریافت فرمائے، معلوم ہوا کہ علقمہ اپنی ماں باپ کے مقابلے بیوی کی باتوں کو ترجیح دیتے تھے، حضور ﷺ نے ان کی ماں سے علقمہ کو معاف کرنے کی درخواست کی، تو ان کی ماں نے کہا کہ یہ میرے مقابلے بیوی کو اہمیت دیتا تھا اور انہوں نے معاف نہیں کیا، تو حضور ﷺ نے لکڑیاں جمع کرنے اور ماں کے سامنے علقمہ کو سزا دینے کے لئے آگ جلانے کا حکم دیا، اس پر ماں نے فوراً معاف کر دیا اور علقمہ کی زبان سے کلمہ جاری ہو گیا۔ (الکبائر از علامہ ذہبی، ص: ۳۹)

☆ اولاد کو یہ بات خوب اچھی طرح یاد رکھنی چاہئے کہ ماں باپ بچپن سے جوانی تک ہر قسم کی تکالیف و مصیبت جھیل کر رات ودن خدمت اور دیکھ بھال کر کے، محبت وشفقت سے پالتے، لکھاتے پڑھاتے اور کمانے کے قابل بناتے اور جوانی تک ساتھ دیتے اور پیروں پر کھڑا کر کے شادی کرتے اور اولاد کا گھر بساتے ہیں، اگر اولاد شادی

کے فوراً بعد ماں باپ کو چھوڑ کر علحدہ ہو جائے یا ماں کے مقابلے بیوی کی محبت میں اندھا ہو جائے اور ماں پر بیوی کو ترجیح دے، تو یہ بات ایک ایمان والے کے لئے ناشکری، نمک حرامی، بے احترامی، نافرمانی، حق تلفی، ناانصافی، اور ظلم کی ہوگی، حدیث میں ہے کہ ماں باپ کی بددعا پیغمبر کی بددعا کے مانند ہوتی ہے، اس لئے اولاد بھی کوئی ایسی حرکت نہ کرے اور ماں باپ کو مجبور نہ کرے کہ وہ بددعا دے دیں، اگر وہ بددعا دے دیں، تو سارا سکون وچین غارت ہو جائے گا، زندگی دنیا ہی میں جہنم بن جائے گی اور زندگی بھر رونا پڑے گا۔

☆ رسول ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور سوال کیا کہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: تیری ماں، اس نے پوچھا: پھر کون ہے؟ ارشاد فرمایا: تیری ماں: اس نے پوچھا: پھر کون ہے؟ ارشاد فرمایا: تیری ماں، چوتھی بار پوچھنے پر فرمایا: تیرا باپ۔ (بخاری)

☆ ماں باپ کو ماں باپ کا مقام ومرتبہ دیجئے اور ساس سسر کو ان کا مقام دیجئے، دونوں کے ساتھ عزت واحترام اور محبت کا سلوک کیجئے، ماں اور بیوی کے درمیان عدل وانصاف پر قائم رہئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ (ابن ماجہ)

☆ حضور ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: باپ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اب تجھ کو اختیار ہے کہ اس دروازے کی حفاظت کرے یا ضائع کرے۔ (ترمذی، نسائی) ایک بزرگ کی والدہ انتقال کر گئی تو وہ رو پڑے، لوگوں نے وجہ دریافت کی، انہوں نے کہا: میرے جنت کے دروازے کھلے تھے ان میں سے ایک دروازہ بند ہو گیا

☆ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی والد کی ناراضگی میں ہے۔ (ترمذی)

☆ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ سے ملاقات اور دیدار کے بہت

زیادہ متمنی اور بے چین تھے، محض ماں کی خدمت میں لگے رہنے کی وجہ سے رسول ﷺ کا دیدار نہ کر سکے اور شرف ملاقات نہ ہوئی۔

☆ نبی ﷺ نے اپنے امتیوں کو باپ دادا سے ہرگز لاپرواہی نہ برتنے کی تعلیم دی اور بتلایا کہ ماں باپ سے لاپرواہی برتنا خدا کی ناشکری و نافرمانی ہے۔

☆ حضرت حسنؓ سے دریافت کیا گیا کہ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کس طرح کیا جائے؟ تو فرمایا: ان پر مال خرچ کرو اور جو حکم دیں اس کی تعمیل کرو۔ البتہ اگر وہ گناہ کا حکم دیں تو اس کو مت مانو۔ (درمنثور)۔

☆ بے وقوف اور بے دین ماں باپ اپنی اولاد کو فضول خرچی جاہلانہ رسم ورواج یا شرکیہ اعمال کرنے کو کہتے اور اپنے مقام ومرتبے کا احساس دلا کر ناراضی اور نافرمانی کا احساس دلاتے ہیں اور ضرورت سے زیادہ پیسے وصول کرتے اور اولاد کی کمائی پر خود عیش وفضول خرچی کرتے ہیں اور اولاد کی زندگی کو برباد کر دیتے ہیں۔

☆ ماں باپ اگر اولاد کو شرکیہ کام کرنے یا فضول خرچی کرنے یا جاہلانہ رسم ورواج کرنے یا بیکار پیسہ اڑانے پر یا حرام کمانے پر مجبور کریں، تو اولاد کو انکا ساتھ نہیں دینا چاہئے اور نرمی ومحبت سے اسلامی احکام بتلا کر، اللہ تعالیٰ کا ڈر، خوف بتلا کر آخرت میں جواب دینے کا احساس دلائیں، حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خالق کو ناراض کر کے مخلوق کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔ (ترمذی)

☆ حضرت ابن ابی وقاصؓ کی والدہ نے جب انہوں نے ایمان قبول کیئے تو کھانا کھانا چھوڑ کر احتجاج کیا۔ جب آپ کو معلوم ہوا تو آپ نے ان سے کہا کہ اگر آپ کی سو جانیں بھی ہوں اور ہر ایک جان ایک ایک کر کے نکل جائے تب بھی میں اسلام نہیں چھوڑ سکتا، آپ کا جی چاہے کھائیے، جی نہ چاہے نہ کھائیے۔ بیٹے کے یہ کہنے پر ان کی ماں نے کھانا کھانا شروع کر دیا۔ (ابن ماجہ)

☆ اسی طرح اگر ماں باپ فرض نماز سے روکیں اور فرض روزوں سے روکیں یا حج

سے روکیں تو ان کی بات نہیں مانی جائیگی۔

☆ بعض مائیں جہالت اور اسلام سے ناواقفیت کی وجہ سے اپنی اولاد کو قابو میں کر لیتی ہیں اور صرف اپنے میکے کے لوگوں کا ادب واحترام اور تعلق رکھنے کی ترغیب دیتی ہیں، باپ کے رشتہ داروں کو خود بھی نظر انداز کرتی ہیں اور اولاد سے بھی کرواتی ہیں، اپنے میکے کے لوگوں کی مالی امداد بھی کرواتی اور باپ کے لوگوں سے دور کرتی ہیں۔ یہ سب اسلامی طریقۂ زندگی کے خلاف ہے، اس سے باپ کو بھی تکلیف ہوگی جو اولاد کے لئے گناہ کا سبب بنے گی۔ اور رشتے داروں کے حقوق تلف ہوں گے۔

☆ حضور ﷺ نے احادیث میں ماں اور باپ دونوں کے رشتے داروں سے حسن سلوک کرنے کی امت کو تربیت فرمائی اور یہ بھی تعلیم دی کہ ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کے حقوق ادا کرنا ہو تو ان کے رشتے داروں اور دوست احباب سے تعلق برقرار رکھو۔ ان کا ادب واحترام ویسا ہی کرو جیسے ماں باپ کرتے تھے، اگر استطاعت ہو تو ان کی مدد بھی کرنا چاہئے۔ صرف ماں کے لوگوں کی مدد کرنا اور والد کے لوگوں کو نظر انداز کرنا یہ جاہلی معاشرہ اور بے دین معاشرہ کی علامت ہے اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

☆ بعض گھروں میں دادا دادی، بوڑھے اور ضعیف ہوتے ہیں اور بچے بوڑھوں کو ستاتے، چڑھاتے، ان کے سامان کو چھپا کر کھیل کود اور مزاق ودلگی کرتے ہیں۔ گھر کے دوسرے لوگوں کو مزہ آتا ہے وہ ہنستے اور مزہ لیتے بیٹھے رہتے ہیں۔ یہ بے ادبی، تکلیف پہونچانا اور گناہ کی بات ہے اسلامی آداب کے خلاف ہے، بچوں کو بھی دادا دادی کا ادب واحترام کرنے کی سختی سے تاکید کیجئے اور انکا بہت زیادہ خیال رکھنے کی تعلیم دیجئے حضور ﷺ نے فرمایا جو بڑوں کا ادب واحترام نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔ (ابوداؤ کتاب الادب، ترمذی)

☆ حدیث میں ارشاد ہے کہ ماں باپ پر محبت بھری ایک نظر ڈالنے سے ایک مقبول حج کا ثواب ملتا ہے لوگوں نے دریافت کیا کہ اگر کوئی دن میں سو بار محبت کی نظر ڈالے تو حضور ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی سو بار ایسا کرے تب بھی اللہ تمہارے تصور سے بہت بڑا اور

بالکل پاک ہے۔(مسلم،ابن عباس)

☆ بعض لوگ ماں باپ کی خود خدمت نہیں کرتے اور ان کو نوکروں کے حوالے کر دیتے ہیں،نوکران کے ساتھ شفقت ومحبت اور صبر سے پیش نہیں آسکتے،اس لئے زندگی میں ماں باپ کی خدمت کا موقع ہے اور اگر آپ خود ان کے قریب رہتے ہیں تو خود خدمت کر کے جنت کے حقدار بنئے۔اگر آپ خود ماں باپ کی خدمت کریں گے تو وہ جذبہ آپ کی اولاد میں بھی منتقل ہوگا۔ورنہ وہ بھی آپ کے بوڑھاپے میں خدمت کرنے سے کترائیں گے اور بیزاری محسوس کریں گے اور آپ کو بوجھ سمجھ کر نوکروں کے حوالے کر دیں گے،ماں باپ کی خدمت سے دنیا اور آخرت بنتی ہے،ان کی دعاؤں سے بلائیں ٹلتی ہیں اور آفتیں اور مصیبتیں دور ہوتی ہیں،انسان بہت ساری پریشانیوں سے بچ جاتا ہے اور اللہ تعالی کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

☆ دوسرے بھائی بہنوں کی نافرمانیاں اور زیادتیاں دیکھ کر ماں باپ پر اپنا احسان جتلانا کمینہ پن ہے،یا اپنی وفاداری اور خدمت کا احساس دلا کر دوسرے بھائی بہنوں سے ماں باپ کو دور کرنا بھی شیطانی عمل ہے۔نیکی اور خدمت کرنے کے بعد احسان جتلانا اپنی نیکیوں کو ضائع وبرباد کرنا ہے۔

☆ بعض لوگ ماں باپ کے پاس دولت وجائیداد دیکھ کر ان سے چمٹے رہتے ہیں اور دولت وشہرت نیز مالی فائدے حاصل کرنے کے لئے خدمت کرتے ہیں،یہ خدمت بھی اللہ کے واسطے نہیں ہوگی،مال ودولت کی خاطر ہوگی،اسلام نے اپنے ماننے والوں کو اللہ تعالی کی محبت اور اللہ تعالی کی خاطر ماں باپ کی فرمانبرداری اور خدمت کرنے کی تعلیم دی ہے اور اس خدمت کا بدلے اللہ تعالی سے لینے کی نیت رکھنے کی تعلیم دی ہے۔

اس لئے ماں باپ اگر آپ کی خدمت سے خوش نہ ہوتے ہوں پھر بھی اللہ تعالی کی رضا کی خاطر اللہ تعالی کے حکم کی وجہ سے نرمی اور محبت کے ساتھ انکی خدمت کرتے رہئے اور ان کی غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش کیجئے اور ان کے ساتھ حسن سلوک برابر جاری رکھئے

،اور اپنے حسن سلوک سے خوش کیجئے ان کی ناراضی پر خود منہ مت موڑیئے، جس طرح بچوں کو برداشت کیا جاتا ہے اور ان سے ناراض نہیں ہوتے، اسی طرح ماں باپ کا خیال کیجئے، خاص طور پر بڑھاپے اور بیماری میں ان کی سخت مزاجی چڑچڑے پن اور ناگواری کو برداشت کرتے رہئے اور بار بار دعا کرتے رہئے کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھ پر رحم کیا۔

☆ حدیث میں آیا ہے کہ جبرئیلؑ نے اس شخص پر لعنت فرمائی جس نے ماں باپ کو یا ان دونوں میں سے کسی ایک کو پایا اور اپنی مغفرت نہ کروائی حضورﷺ نے ممبر پر چڑھتے ہوئے جبرئیلؑ کی اس بددعا پر آمین بھی کہا۔ (مسلم)

☆ ماں باپ کے پیچھے، بیوی بچوں کے سامنے، ماں باپ کی برائی بیان کرکے غیبت مت کیجئے، اس سے گناہ بھی ہوگا اور بیوی بچوں کی نگاہ میں ماں باپ کا مقام و مرتبہ گر جائے گا اور وہ بھی عزت نہیں کریں گے۔

☆ بعض لوگ ماں باپ کو اپنے ساتھ گھر میں رکھتے ہیں، مگر ان کے لئے علحدہ کمرہ کا انتظام نہیں کرتے، ان کو کمروں سے باہر کھلے ہال یا دالان میں رکھتے ہیں، اگر گھر میں گنجائش کم ہو تو ان کو اولاد کے ساتھ کمروں میں رہنے کا انتظام کیجئے یا پھر باعزت طریقے سے ایک علحدہ کمرہ دے کر رکھئے، ان کے لئے سردی گرمی سے پوری طرح محفوظ رہنے کا انتظام کیجئے۔

☆ اگر ماں باپ خود صاحب مال ہوں یا تنخواہ اور آمدنی والے ہوں تو اولاد سے بھیک نہیں مانگنا چاہئے اور نہ اولاد کو ماہانہ پیسہ دینے پر مجبور کرنا چاہئے، استطاعت رکھنے کے باوجود غیر ضروری اپنی اولاد سے روپے پیسے مانگ کر اپنی بے عزتی نہ کیجئے، ورنہ وہ اولاد پر بوجھ بن جائیں گے۔

☆ اولاد کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے ماں باپ کو خرچہ کے لئے ان کے پوچھنے سے پہلے تحفہ کے نام پر کچھ دیا کریں یا خاموشی سے ماں کو دے دیا کریں تا کہ وہ اپنی ضرورتوں

میں تنگی محسوس نہ کریں۔اور محتاج نہ ہو جائیں، جو ماں باپ بڑھاپے میں روزگار نہیں رکھتے تمام اولاد کو چاہئے کہ وہ آپس میں مشورہ کر کے ماں باپ کی کفالت کے لئے ہر مہینہ ان کو کچھ رقم برابر پابندی کے ساتھ دیتے رہیں۔ان کو پیسے پیسے کے لئے مجبور کرنا یا ان کو منہ کھول کر اولاد سے پوچھنے پر مجبور کرنا، اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔اولاد کو چاہئے کہ وہ ماں باپ کو مدد کے لئے درخواست کرنے پر مجبور نہ کریں ورنہ یہ سب اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی باتیں ہیں۔

☆ بہت سے لوگ ماں باپ سے اپنا مال چھپا کر رکھتے اور ان کے سامنے جھوٹ بول کر اپنی پریشانی ظاہر کرتے ہیں اور خود بیوی بچوں کے ساتھ عیش کرتے ہیں، جھوٹ بولنے سے مال میں برکت ختم ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ دوسرے راستے سے مال کو ضائع کر دیتا ہے۔

☆ ماں باپ کو اپنے مال کا پورا پورا مالک سمجھئے اور ان پر خرچ کرنے میں جھوٹ کا سہارا مت لیجئے، جس طرح آپ اپنی اور بچوں کی ضروریات پوری کرتے ہیں اسی طرح سے ان کا بھی بھرپور خیال رکھئے، قرآن مجید میں ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ تعلیم دی ہے کہ۔

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلْ مَا أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ (البقرہ:۲۱۵)

لوگ آپ سے پوچھتے ہیں ہم کیا خرچ کریں، جواب دیجئے کہ جو مال بھی تم خرچ کرو اس کے اولین حقدار والدین ہیں۔

☆ حضور ﷺ کے زمانے میں ایک نوجوان اپنے والد کی شکایت لے کر آیا، میرا باپ میری اجازت کے بغیر میرا مال استعمال کر لیتا ہے، اس پر حضور ﷺ نے اس کے بوڑھے باپ کو بلا بھیجا، بوڑھا لکڑی کے سہارے آیا اور کہا: بے شک یا رسول اللہ میں اس کا مال استعمال کرتا ہوں؛ مگر میں جب جوان تھا اور یہ بچہ تھا اس نے میری مرضی اور اجازت کے بغیر میرا مال استعمال کیا اور میں نے اس کو اپنی چیز لینے سے کبھی منع نہیں کیا۔میں نے اپنی جوانی کی کمائی خوشی خوشی محبت اور چاہت کے ساتھ اس پر لٹا دی آج میں جبکہ بوڑھا اور

ضعیف ہو چکا ہوں اور یہ جوان ہے، اگر میں اسکا مال لیتا ہوں تو اسے تکلیف ہورہی ہے ۔بوڑھے کی یہ باتیں سن کرتاجدارہ مدینہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور آپ نے ارشاد فرمایا: بیشک تو اور تیرا سارا مال ماں باپ کے لئے ہے۔(کشاف ۶۵۹/۲)

☆ماں باپ کی طرف سے خیر خیرات کی جائے، صدقہ کیا جائے اور حج وعمرہ کیا جائے ماں باپ اگر کافر ہوں اور زندہ ہوں تو ان کی ہدایت کے لئے دعا کرتے رہنا اولاد پر لازمی ہے، البتہ کافر ماں باپ مر جائیں تو ان کی مغفرت کے لئے دعا نہیں کرنا۔

☆ حضورﷺ نے فرمایا: ماں باپ کے مرنے کے بعد اولاد ان کی نماز جنازہ پڑھے، ان کے لئے مغفرت کی دعا کرے، ان کے عہد کو پورا کرے، ان کے دوستوں کا اکرام کرے، یہ مرنے کے بعد ماں باپ کے حقوق اولاد پر رہتے ہیں۔

☆ حضورﷺ نے فرمایا: مرنے کے بعد آدمی کے درجات بلند ہوں گے تو وہ کہے گا، اے میرے رب یہ کیا چیز ہے، تو اس سے کہا جائے گا، تیری اولاد نے تیرے لئے مغفرت کی دعا کی ہے۔

☆ اپنی استطاعت اور صلاحیت کے مطابق ان کی ضروریات زندگی پوری کرتے رہیئے، چاہے وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں اور اپنی اولاد کو بھی دادا دادی کے ساتھ حسن سلوک اور مدد کرنے کی تعلیم دیجئے اور ان کا بھی خیال رکھنے کی تاکید کیجئے۔

☆ ماں باپ کے ساتھ ہمیشہ مسکراتے چہرے سے ملاقات کیجئے، ان سے چیخ کر، چلا کر بات کرنا حرام اور گناہ ہے، ان کے ساتھ نرمی، محبت اور احترام کا سلوک کیجئے، چاہے آپ کتنے ہی دولت منداور قابل ہوں ان کے سامنے ایسے ٹھہریئے، جیسے: ایک خریدا ہوا غلام اپنے آقا کا حکم سننے کے لئے بازو جھکائے ٹھہرتا ہے کبھی کوئی لغزش ہو جائے تو فوراً معافی مانگ لی جائے اور ان کو فوراً راضی کرالیا جائے، ان کو ڈانٹنا، ڈپٹنا، جھڑکنا اور ان سے سلام کلام ترک کرنا یا غصہ کی نگاہوں سے دیکھنا یا ان سے سوال وجواب کرنا یا ان سے ترک تعلقات کرنا، یہ سب جہالت بے دینی، گناہ کبیرہ اور اللہ تعالی کی سخت نافرمانی کرنا ہے، یہ

سب کا فرانہ اور شیطانی اعمال ہیں، جب اف کہنا بھی منع ہے، تو یہ سب حرکتوں کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

☆ ہمیشہ ماں باپ کے احسان منداور شکرگزار بنے رہئے اور لوگوں سے ملاقات پر ماں باپ کا ادب واحترام سے ذکر کیجئے۔کوئی زیادتی بھی ہو جائے تو شکایت کے کلمات زبان پر نہ لائیے۔

☆ حقیقی طور پر ماں باپ کو اپنے مال کا پورا پورا مالک سمجھئے اور ان سے مال چھپا چھپا کر یا گن گن کر الگ نہ رکھئے، ان کی ضرورت پوری کیجئے، کوئی سامان یا کوئی اچھی چیز لائیں یا میوہ مٹھائی لائیں تو سب سے پہلے ان کو بتلایئے یا ان کے ہاتھ میں دیجئے۔

☆ سفر پر جانے یا دور جانے کی اطلاع ان کو دیجئے ان سے اجازت لیتے رہئے تو وہ خوش رہیں گے، دور رہیں تو ہر روز یا جب بھی فون کریں، ان سے کلام کریں، سلام وخیریت دریافت کرتے رہیں اور ان کی تکلیف اور شکایت کو بھی دریافت کرتے رہیں۔

☆ حضور ﷺ کے زمانے میں اکثر جہاد کے موقوں پر جبکہ لوگوں کی سخت ضرورت ہوتی تھی، تعداد کے کم ہونے کے باوجود رسول ﷺ نے ان لوگوں کو واپس فرمادیا۔(ابوداؤد)

جن کے ماں باپ بوڑھے ضعیف اور خدمت کے لائق تھے یا جو اپنے ماں باپ کی اجازت کے بغیر جہاد میں شریک ہونا چاہتے تھے یا تو ان کو ماں باپ کے پاس رہنے کی تاکید کی یا ماں باپ سے اجازت لے کر آنے کو کہا۔

☆ ماں باپ اگر اسلام کے خلاف حکم دیں مثلاً نماز نہ پڑھنے یا پردہ نہ کرنے یا قبروں کو سجدہ کرنے یا بزرگوں سے دعا مانگنے یا کوئی بدعت اختیار کرنے یا فضول خرچی کرنے یا جاہلانہ رسم ورواج کرنے یا بینڈ باجا بجانے یا رشتے داروں کے ساتھ قطع تعلق کرنے کا تو ایسی صورت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنا اور ماں باپ کی بات نہیں ماننا ضروری ہے؛ کیوں کہ مخلوق کی اطاعت کر کے خالق کو ناراض نہیں کیا جائیگا۔

☆ ماں باپ کے لئے ہمیشہ دعاؤں کا اہتمام کرتے رہنا چاہئے، قرآن مجید میں

ایمان والوں کو اپنے ماں باپ کے لئے اس طرح دعا کرنا سکھایا گیا ہے۔

وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيراً (بنی اسرائیل:۲۴)

اور دعا کرو کہ پروردگار ان دونوں پر رحم فرما جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری پرورش فرمائی تھی۔

☆ حضرت ابوہریرہؓ اپنی امی سے ملنے ان کے گھر جاتے تو گھر کے دروازے پر ٹھہر کر باہر سے سلام کرتے ہوئے، اس طرح دعا دیتے: اے امی آپ پر سلامتی ہو اور اللہ تعالی کی رحمتیں و برکتیں نازل ہوں۔ وہ جواب میں اندر سے اس طرح فرماتیں کہ میرے بیٹے تجھ پر بھی سلامتی ہو، اللہ کی رحمتیں و برکتیں نازل ہوں اس کے بعد ابوہریرہؓ یوں فرماتے: اللہ کی آپ پر رحمت ہو جیسا کہ آپ نے مجھے بچپن میں پالا تو وہ اس کے جواب میں فرماتیں تھیں کہ اللہ تم پر بھی رحم فرمائے جیسا کہ تم نے بڑے ہو کر میرے ساتھ حسن سلوک کیا۔ ذرا غور کیجئے کہ کیسے ماں بیٹے ہیں، دعاؤں کے ذریعہ محبت کا اظہار ہو رہا ہے، اللہ ہم سب کو اسی انداز سے ماں باپ سے محبت کرنے والا بنائے۔

☆ اگر ماں باپ نے اپنی زندگی میں کسی سے کچھ وعدہ کیا ہو یا ان پر کسی کا قرض باقی ہو یا حق دینا ہو تو اولاد کو اس کا لحاظ کر کے ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرنا چاہئے، تاکہ ماں باپ اللہ تعالی کے پاس پکڑ میں نہ آئیں۔

☆ ماں باپ کا نام لیکر ان کو نہیں پکارنا اور نہ ہی بے ادبی و بے عزتی سے پکارنا؛ بلکہ ان کو اچھے اچھے القاب سے پکارنا چاہئے مثلاً ابا جی، امی جی، ابا حضور، امی حضور، پیارے امی وغیرہ، ان کے ساتھ چل رہیں ہوں تو ان کے پیچھے پیچھے چلنا چاہئے، اگر وہ آہستہ چل رہے ہوں تو ان کے ساتھ آہستہ آہستہ چلنا چاہئے۔

☆ وہ اور آپ کسی محفل میں جمع ہوں تو آپ ان سے پہلے مت بیٹھیں۔ ان کو پہلے کرسی وغیرہ فراہم کیجئے پھر آپ خود بیٹھیں۔ ان کی بیٹھنے کی کرسی اور جگہ پر مت بیٹھیں، وہ کھڑے ہوں اور آپ بیٹھے ہوئے ہوں یہ بے ادبی اور بداخلاقی ہے۔

☆ ان کے ساتھ بلند آواز یا چلا کر یا سخت لہجہ میں یا غصہ سے بات نہیں کرنا اگر وہ غصہ

ہوجائیں یا ڈانٹ ڈپٹ کرے تو اپنی نگاہوں کو نیچے کر لینا اور منہ زوری یا سوال جواب سے پرہیز کرنا، ان کے غصہ پر خاموشی اختیار کرنا اور نرمی سے صفائی پیش کرنا چاہئے۔

☆ان کے پیچھے ان کو بوڑھا، جاہل یا بے وقوف کہہ کر ان کی شان میں گستاخی نہ کرنا۔ اکثر لوگ ماں باپ کی بعض باتوں سے تنگ آکر رشتے داروں کے سامنے ان کی برائیاں بیان کرتے، ان کو جاہل ان پڑھ اور بے وقوف کہتے ہیں۔ مومن کو ہر حال میں صبر اختیار کرنا چاہئے صبر کا بدلہ اللہ تعالی کے پاس ملتا ہے۔

☆ دنیا امتحان و آزمائش کی جگہ ہے اگر کسی کو سخت جاہل، غصہ والے اور ناانصافی کرنے والے ماں باپ ملیں، تو سمجھ لو کے یہ اللہ تعالی کی طرف سے اولاد کا امتحان لیا جارہا ہے، اسلئے اس امتحان میں کامیاب ہونا ہوگا۔ اگر وہ زیادتی کریں یا جہالت سے پیش آئیں تو برداشت کر کے صبر اختیار کرنا ہوگا اور ہر حالت میں حضورﷺ کی اتباع کرتے ہوئے اسلامی حدود میں رہنا ہوگا اور تمام جائز باتوں میں ان کی پوری پوری اطاعت کرنی ہوگی

☆ ماں باپ اگر بیمار ہو جائیں تو خود آگے بڑھ کر ان کو دواخانہ اور ڈاکٹر کے پاس لے جائیں، خود پہلے خدمت کرنے کے لئے دوڑے، دوسرے بھائی بہن کا انتظار نہ کرے۔ اکثر لوگ پیسے خرچ کرنا چاہتے ہیں مگر خدمت کرنا نہیں چاہتے غریب بھائی بہن کو خدمت پر لگا دیتے ہیں یا رشتے داروں کے پاس ڈال دیتے ہیں۔

☆ اگر آپ ماں باپ سے الگ ہوں اور ان کا مکان آپکے مکان سے قریب ہو یا راستے میں ہو تو کم سے کم ہر روز ایک مرتبہ ان کی خیریت دریافت کرتے رہیں اور ان سے ملاقات کر کے ان کے ساتھ بھی کچھ وقت گزارا کیجئے اور ہو سکے تو اپنی اولاد کو بھی ساتھ لے جائیں اس سے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور سکون ملے گا۔

☆ ہر روز ماں باپ سے ملاقات کر کے ان کے مسائل دریافت کریں، گھر آتے وقت پھل پھلاری لائیں تو پہلے ماں باپ کو دیں، پھر اپنی اولاد کو دیں یا گھر میں کوئی چیز اچھی غذائیں پکائی جائیں تو پہلے ان کو بھجیں، پھر آپ کھائیں، ایک حدیث میں بنی اسرائیل کے ایسے تین

آدمیوں کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، جن کی دعا سخت مصیبت کے وقت قبول ہوئی، ان میں ایک وہ تھا جس نے اپنے والدین کو بچوں سے پہلے دودھ پلانے کے لئے ان کے جاگنے کا انتظار کیا اور اپنے بچوں کو بھوکا سلا دیا۔ (بخاری ۲۲۱۵۔ مسلم ۲۷۴۳)

☆ حضرت اسماءؓ بنت ابوبکر جو بی بی عائشہؓ کی سوتیلی بہن تھیں ان کی والدہ جو غیر مسلم تھی مدینہ تشریف لائیں وہ اپنی بیٹی سے ملاقات کرنا چاہتی تھیں حضرت ابوبکر ان کو طلاق دے چکے تھے، حضرت اسما نے حضور ﷺ سے دریافت فرمایا کہ وہ ان کے ساتھ کیسا سلوک کریں حضور ﷺ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ (بخاری)

☆ اللہ کے رسول ﷺ نے امتیوں کو رضاعی ماں کے ساتھ بھی عمدہ اور بہتر سلوک اور احسان کرنے کی تعلیم دی، آپ نے داعی حلیمہ اور ان کی اولاد کے ساتھ احسان کا معاملہ اور سلوک کیا۔ اس لئے کہ داعی حلیمہ نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔

☆ حضور ﷺ نے فرمایا: بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائیوں پر ایسا ہی ہے جیسا والد کا حق اولاد پر ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا میدان عمل ختم ہوجاتا ہے لیکن تین چیزوں کا نفع پہونچتا رہتا ہے (۱) صدقہ جاریہ یعنی کنواں کھدوانا، مسجد بنانا وغیرہ (۲) علم نافع جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں (۳) نیک اور صالح اولاد چھوڑنا جو اس کے لئے دعا کریں۔ (مسلم)

> اپنی نسلوں میں اسلام کو زندہ اور باقی رکھنا ہو تو اللہ کے تعارف اور پہچان کے ساتھ دینی تعلیم دیجئے، اس کے لئے ہماری کتاب ''**تعلیم الایمان**'' کے تمام حصوں کو خود پڑھئے اور بچوں کو بھی پڑھایئے، اس سے ہمارے اندر حقیقی اور شعوری ایمان پیدا ہوگا اور ہم ایمان کے ساتھ اسلام پر زندگی گزار سکیں گے، موجودہ زمانے میں مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد ناقص کمزور اور بے شعوری والے ایمان کے ساتھ یا اللہ کی پہچان رکھے بغیر اسلام پر زندگی گزار رہی ہے اور ان کو شرک و توحید کا فرق ہی نہیں معلوم۔

مجلس کے آداب

❁ اسلام انسانوں کے درمیان محبت والفت پیدا کرنا چاہتا ہے اسی لئے اس نے زندگی کے تمام شعبوں میں ایسی تعلیم دی، جس سے ایک ایمان والا مسلم وغیر مسلم اور عالم وجاہل سب کے دلوں کو جیت سکتا ہے، مسلمانوں کی مجالس اور غیر مسلموں کی مجالس میں زمین وآسمان کا فرق ہونا چاہئے مسلمانوں کی مجالس عمدہ، دلکش، بااخلاق اور فضول خرچیوں سے پاک ہو جس کو دیکھ کر غیر مسلموں کو اسلام کے کلچر اور تہذیب کو سمجھنا آسان ہو جائے۔ اس لئے ایمان والے اپنی مجالس کے ذریعے بھی دعوت اسلامی کا مظاہرہ پیش کریں اور اسلام کے نور کو ظاہر کر کے دوسروں کو اسلام سمجھانے کی کوشش کریں۔

❁ سب سے پہلے آپ جس مجلس میں بھی جائیں اپنی گاڑیوں اور سواریوں کو ایسی جگہ اور ڈسپلین کے ساتھ پارکنگ کریں، جس سے راستہ چلنے والوں کو تکلیف نہ ہو اور دوسری قوموں کو یہ احساس ہو جائے کہ یہ مسلمانوں کی مجلس ہے۔

❁ مجلس منعقد کرنے کے لئے فضول خرچی اور ضرورت سے زائد لائیٹنگ سے اسٹیج کو سجانے سے حد درجہ پرہیز کیا جائے، مسلمانوں کی مجالس میں گانے بجانے قوالیوں سے سختی سے پرہیز کیا جائے، اسلام نے فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی کہا ہے، ایسی مجالس سے اسلام اور غیر اسلام کا فرق سمجھ میں نہیں آتا۔

❁ مجلس منعقد کرنے کے لئے بعض لوگ غیر ضروری لاؤڈ اسپیکر گھروں سے باہر لگا کر لوگوں کو تکلیف دیتے ہیں؛ حالانکہ ان کو صرف اپنی مجلس ہی کی حد تک بات لوگوں کو پہنچانا ہوتی ہے۔ لوگوں کے آرام کا، بیمار انسانوں کا، بچوں کی نیند خراب ہونے کا اور لکھنے

پڑھنے والوں کا خیال نہیں رکھتے، لوگوں کو تکلیف دے کر الٹا گناہ مول لیتے ہیں؛ اس لئے مجالس منعقد کرتے وقت دوسروں کی تکلیف کا خاص خیال ضرور رکھئے اور مجالس کو بے شعوری کے ساتھ منعقد کرتے ہوئے راستہ مت روکیے، بہت سے لوگ راستہ روک کر جلسے اور مجالس منعقد کرتے ہیں، پارکینگ غلط طریقوں سے مت کیجئے، لاؤڈ اسپیکر کا اتنا ہی استعمال کیجئے جتنی ضرورت ہو، مسلمانوں کی اس طرح کی مجالس دیکھ کر دوسری قومیں بھی نقل کریں گی ان کو اسلام اور غیر اسلام سمجھ میں آئیگا مسلمان دنیا والوں کے لئے رحمت ہیں، زحمت نہیں، ہمارے آقا ﷺ کے ہر طریقے میں نورانیت ہے ہم شیطان کی چال میں نہ پھنسیں۔

❁ مجلس کا جس وقت پر اعلان کیا جائے اس سے پانچ دس منٹ پہلے ہی داعی اور مدعو دونوں کو مقام مجلس میں حاضر رہنا چاہئے، عام طور پر جلسے وعظ اور شادی بیاہ کا ایک وقت متعین کیا جاتا ہے؛ لیکن میزبان و مہمان دونوں ہی اوقات کی پابندی نہیں کرتے اور ایک کام کے لئے گھنٹوں خراب کئے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ کار وعدہ خلافی میں شمار ہوگا اور وعدہ خلافی منافقانہ حرکت ہے۔ جیسا کہ ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا۔

❁ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ایمان والوں کو خاص طور پر یہ تعلیم دی کہ وہ سچوں کی صحبت میں رہیں، اس لئے ہمیشہ دیندار، باحیا، نیک طبیعت، دین سے محبت رکھنے والے اور اللہ اور رسول ﷺ کا تذکرہ کرنے والے سچے انسانوں کی صحبت میں بیٹھنے کی کوشش کیجئے اور بری صحبتوں سے دور ہیۓ ہمارے آقا ﷺ نے اپنے امتیوں کو اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے، اور فرمایا ذکر کرنے والوں کی مجالس میں بیٹھا کرو (نسائی) حضور ﷺ نے یہ تعلیم بھی دی کہ اللہ کے یاد سے زبان تر رکھو (ابن ماجہ) یعنی اگر ہم عطر کی دوکان سے عطر نہ بھی خریدیں؛ مگر عطر والے کی دوکان کے قریب بیٹھیں اٹھیں، تو کم سے کم عطر کی خوشبو ضرور سونگھ لیں گے، اس کے برعکس اگر لوہار سے دوستی نہ بھی کریں؛ مگر اس کی دوکان کے قریب بیٹھیں اٹھیں، تو لوہار کے دوکان کی چنگاریوں اور دھویں سے ہمارے کپڑے چہرے اور بدن خراب ہوجائیں گے۔

❁ گناہ کے کام کرنے کے لئے اگر مجلس بلائی جائے تو ایسی مجلس میں شریک ہونے سے کھلے طور پر انکار کیا جائے اور داعی کو کھلے طور پر سمجھایا جائے، کہ ہم ایسی محفلوں میں شریک ہوکر اللہ تعالی کو ناراض نہیں کرسکتے اور اسلام کے خلاف نہیں چل سکتے۔

❁ اچھے اور نیک کاموں کے لئے قرآن وحدیث کے دروس کے لئے مجالس بلائی جائیں، تو ایسی محفلوں میں ضرور شرکت کیجئے اور اللہ تعالی کی رحمت لوٹئے۔

❁ اگر غیر مسلم بھی اچھے کاموں کے لئے مجلس طلب کررہے ہیں یا لوگوں کی مدد کرنے کے لئے آپ سے بھی مشورہ لینا چاہتے ہوں یا امن وسکون کو برقرار رکھنے یا لڑائی جھگڑوں کو دور کرنے کے لئے مجلس بلا رہے ہوں، تو ایسی مجالس میں ضرور شریک ہونا چاہئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے خود ایسی مجالس میں شرکت کی ہے اور شرکت کے خواہاں رہتے تھے

❁ ناچ، گانا بجانا، بے حیائی وبے شرمی اور جھوٹی باتوں پر مذاق ودل لگی کرنے والوں اور دین کی غلط تصویر اور تعلیم دینے والی اور جہاں عورتوں مردوں کا مخلوط ماحول ہو یا عشق وعاشقی کی شاعری والی مجلسوں کی دعوت کو قبول نہ کیجئے، گناہ کے کاموں، غیر اسلامی کاموں، غیبتوں اور جہاں آرکسٹرا سجایا جائے اور عورتوں مردوں کا ناچ گانا رکھا جائے، تو ایسی مجالس کا فوراً بائیکاٹ کیا جائے اور اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے، ان مجالس سے واپس لوٹ جائیں ورنہ بیٹھ کر تماشہ دیکھنے والوں کو بھی برائی کا ساتھ دینے اور برائی پھیلانے والوں کے برابر گناہ ہوگا۔ اس سے چہرے مسخ ہونے کا عذاب بھی آسکتا ہے، بنی اسرائیل کے علماء نے جب لوگوں کو برائی سے روکنا بھی چھوڑ دیا اور الٹا وہ ان کی برائی میں شریک ہوکر دیکھتے رہے تو ان کے چہرے مسخ کردیئے گے۔

❁ بُرے اور گناہ کے کاموں میں لوگوں کو جمع کرنا گناہ ہے اور دین کو کمزور کرنا ہے۔

❁ مجالس میں سب سے اچھی مجلس دینی مجلسیں ہیں۔ جن کو جنت کی کیاریاں فرمایا گیا، جہاں اللہ تعالی کی رحمت ہی رحمت برستی ہے، حدیث میں ہے کہ دنیا کے وہ حصے جہاں اللہ کا ذکر وعبادت ہوتی ہے آسمان والوں کو ایسے نظر آتے ہیں جیسے زمین والوں کو روشن ستارے نظر آتے ہیں۔

❁ جن محفلوں میں شرک وبدعات کے کام ہوتے ہوں یا غیر مسلموں کی وہ مجالس جن میں شرکیہ کام ہوتے ہوں ایسی تمام مجالس میں شرکت نہ کیجئے۔

❁ بے شعور، چھچھورے، بے حیا، بے شرم، شعور سے خالی، نیم عریاں لباس پہننے والی عورتوں اور شراب کے ساتھ دعوتیں کرنے والوں کی محفلوں میں بھی ہرگز شرکت نہ کیجئے اور بے پردہ مرد وخواتین کی مجالس میں خود بھی اور اپنی عورتوں کو بھی شرکت سے روکئے۔

❁ مجالس میں عام طور پر لوگ دور دور بیٹھتے ہیں سامنے کافی جگہ خالی ہوتی ہے، بعد میں آنے والوں کو تکلیف بھی ہوتی ہے، سنت طریقہ یہ ہے کہ قریب قریب ہو کر بیٹھیں، خالی جگہ نہ چھوڑیں اور شیطان کو درمیان میں آنے کا موقع فراہم نہ کریں۔ یہ صرف اسلام کی خصوصیت ہے کہ وہ انسانوں کو عمدہ ادب سکھاتا ہے، قریب قریب بیٹھنے سے نورانیت ظاہر ہوتی ہے، بھائی چارگی اور مساوات انسانی کا مظاہرہ ہوتا ہے اور وعظ ونصیحت آسانی سے سن سکتے ہیں، لوگ عام طور پر مساجد میں سامنے کی جگہ پُر کئے بغیر پیچھے بیٹھ جاتے ہیں، جس کی وجہ سے بعد میں آنے والوں کو چھلانگ کر آنا پڑتا ہے؛ اس لئے بیٹھنے کے آداب یہ ہیں کہ سامنے کی جگہ کو پر کیا جائے۔

❁ مجلس میں جہاں جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جانا چاہئے لوگوں کو چیرتے اور کودتے اور پھلانگتے ہوئے جانے کی کوشش نہ کیجئے، البتہ سامنے جگہ خالی ہو تو جاسکتے ہیں۔

❁ دواخانوں میں ڈاکٹروں سے ملاقات کے لئے یا ریل گاڑی کے ریزرویشن یا سرکاری اناج کی دوکانوں پر پہلے سے لوگ صف بنا کر بیٹھے رہتے ہیں، بعد میں آنے والے ان کا خیال نہیں کرتے اور خودغرضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پہلے سے بیٹھے ہوئے لوگوں سے خود آگے چلے جاتے ہیں، یہ کمینہ پن اور غیر اخلاقی حرکت ہے، اس سے اسلامیت ظاہر نہیں ہوگی؛ بلکہ یہ دوسرے انسانوں کو تکلیف دینا ہے۔

❁ بعض لوگ جب مجلس میں آتے ہیں تو ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ لوگ آکر ان کا استقبال کریں۔ موٹر کا دروازہ کھولیں اور ان کو خوش آمدید کرتے ہوئے ان کے پیچھے

پیچھے چلیں اور محفل میں لے جا کر، لوگوں کو اٹھا کر مخصوص مقام پر بیٹھائیں؛ اگر ایسا نہ کریں تو وہ اپنی بے عزتی تصور کرتے ہیں۔ یا ان کے آنے پر تعظیم کے لئے سارے لوگ یا کچھ لوگ کھڑے ہو کر ان کا استقبال کریں یہ سب غیر اسلامی ذہنیت ہے اور گناہ کی بات ہے۔

❁ اسلامی تعلیمات میں کسی کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو کر استقبال کرنے سے منع کیا گیا۔ حضور ﷺ نے اپنی آمد پر صحابہ کو کھڑے ہونے سے منع فرمایا۔ البتہ بی بی فاطمہ کے آنے پر بعض اوقات محبت کا اظہار کرنے کے لئے کھڑے ہو کر استقبال کیا اور اپنی جگہ پر بیٹھایا اسی طرح بعض صحابہ کے استقبال کے لئے آپ کھڑے ہوئے لیکن عام معمول نہیں تھا

❁ بڑے بزرگ یا صدر خاندان یا مولانا یا استاد کے بیٹھنے کی ایک خاص جگہ مقرر ہوتی ہے یا وہ ایک خاص کرسی اور جگہ پر بیٹھا کرتے ہیں، ان کی جگہ بغیر اجازت نہ بیٹھنا چاہئے، یہ بے ادبی کی بات ہے، البتہ اگر وہ خود آپ کو اپنی جگہ بیٹھائیں تو بیٹھ سکتے ہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں۔

❁ اگر کسی مجلس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں ہوں تو ہم ایمان والے ہوتے ہوئے اپنے گروپ کو الگ لے کر نہ بیٹھیں اور نہ غیر مسلموں کو الگ کر دیں؛ اگر آپ علحدہ بیٹھیں گے تو ان کو اسلام سے واقفیت کیسے ہوگی؟ ان سے زیادہ سے زیادہ قریب رہیئے، دوستی اور تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کیجئے؛ تا کہ اسلام کو ان پر پیش کرنے کا موقع ملے، ان کو احساس دلائیے کہ مسلمان تعصب، اونچ نیچ اور عصبت سے دور رہتے ہیں، سب کو اولاد آدم تصور کرتے ہیں؛ تا کہ وہ آپ کی محفلوں میں آ کر مسلمانوں کی محفلوں کے لئے آرزو اور خواہش کرتا رہے۔

❁ مجلس میں بعض دولت مند یا عہدہ و منصب اور ڈگری والے دیر سے آتے ہیں اور ان کو جگہ نہ ملنے پر غریب و نادار لوگوں کو اٹھا کر ان کو بیٹھا دیا جاتا ہے، یہ بھی لوگوں کی توہین اور بے ادبی کی بات ہے اور آداب مجلس کے خلاف ہے، مجلس میں کسی بیٹھے ہوئے آدمی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنے کی کوشش کرنا اخلاق رذیلہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس طرح

کی حرکت سے منع فرمایا (مسلم و بخاری)۔ اس سے دوسرے انسانوں کی بے عزتی اور ان کو تکلیف ہوتی ہے اور دل میں نفرت کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں؛ البتہ اگر کوئی اٹھ کر جگہ دے تو اس میں کوئی حرج نہیں یا پھر بعد میں آنے والوں کو علحدہ کرسی منگا کر بیٹھایا جائے یا مجلس کے لوگ قریب قریب ہو کر جگہ بنادیں۔

❁ بعض لوگ مجلس میں بیٹھ کر گفتگو کے دوران مادری زبان کے ساتھ ساتھ بے موقعے بے محل اپنی قابلیت جتاتے اور لوگوں پر رعب ڈالنے کے لئے انگریزی اور عربی کے جملے استعمال کرتے ہیں یا پھر لیاقت جتانے کے لئے اپنی ڈگریوں کا ذکر کرتے ہیں یا اپنی دولت، تجارت، عہدہ وکرسی، جائیداد، موٹر گاڑی، بنگلہ اور کمپنی کا یا اپنے باپ دادکی بڑائی کا یا مختلف حج وعمرہ کا تذکرہ کرتے ہیں تا کہ لوگ ان سے مرعوب ہو جائیں، یہ بھی ہلکی ذہنیت، ہلکا پن اور کمینہ پن ہے، ایسے لوگ مجالس میں بیٹھ کر دوسروں کو غریب یا کم علم والے بیوقوف سمجھتے ہیں اور خود کو سب سے اعلی اور اچھا سمجھتے ہیں، یہ جہالت اور کمینہ پن ہے، حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: انسان کے برا ہونے کے لئے کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ (مسلم ۲۵۶۴)

❁ مجلس میں بیٹھ کر زیور کی یا کپڑوں کی نمائش کرنا یا اپنی خوبصورتی پر ناک بھوں چڑھا کر رکھنا، یہ ہلکا پن، کمینہ پن، گری ہوئی حرکت اور گناہ کی بات ہے، نیز اسلامی کلچر کے خلاف ہے، عورتیں اکثر کپڑوں کے اوپر زیور کو ظاہر کر کے نمائش کرتیں یا دوسروں کے کپڑوں کی قیمتوں کو پوچھ کر ہلکا بتلاتی ہیں۔

❁ بعض دولت مند لوگ ان محفلوں میں نہیں بیٹھنا چاہتے، جہاں غریب لوگ بیٹھتے ہیں یا پھر اس محفل میں ان کے ساتھ نہیں بیٹھ کر علحدہ صوفے اور کرسی پر بیٹھنا چاہتے ہیں، یہ طریقہ بھی مشرکانہ اور کافرانہ ذہنیت کا ہے، قرآن نے اس کا خاص تذکرہ کیا ہے کہ پیغمبروں کے زمانے میں اکثر مالدار لوگ پیغمبر کی مجلس میں اس لئے بیٹھنے سے اعتراض کرتے کہ وہاں غریب ونادار غلام لوگ بیٹھے رہتے تھے۔

❁ مجلس میں اگر کوئی دوسری قوم کے یا دوسری جماعت کے بڑے لوگ آئیں یا اپنے کوئی بزرگ آئیں تو ان کو عزت دے کر محبت اور چاہت کے ساتھ عام جگہوں پر نہیں خاص جگہ پر بیٹھائیں۔

❁ بعض لوگ مجلس میں بیٹھے بیٹھے ضرورت سے فارغ ہونے کے لئے کچھ دیر کے لئے چلے جاتے تو ان کی جگہ پر قبضہ نہیں کرنا چاہئے ان کے آنے کا انتظار کریں، البتہ اگر معلوم ہو جائے کہ وہ واپس نہیں آئیں گے تو پھر ان کی جگہ بیٹھ سکتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص مجلس سے اٹھے اور پھر واپس آجائے تو اپنی جگہ کا وہی زیادہ حق دار ہے۔ (مسلم)

❁ بعض صحابہ جو سردار قوم ہوتے جب حضور کی مجلس میں آتے اور جگہ نہ ہوتی تو دروازے کے قریب ہی بیٹھ جاتے، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ حضور ﷺ اپنی چادر، ان کی طرف پھینکتے؛ مگر وہ چادر کو چوم کر نیچے فرش پر ہی بیٹھ جاتے تھے، اسی طرح سے بڑے اگر ہم کو اپنا رومال یا اپنی چادر دیں تو ادب واحترام میں اس کو بچھا کر نہیں بیٹھنا چاہئے، اگر بیٹھ جائیں تو کوئی حرج اور گناہ نہیں ہے۔

❁ کسی بھی مجلس میں شریک ہو کر اپنے خاص ملنے والوں کو علحدہ بلا کر اپنا علحدہ گروپ بنا کر نہیں بیٹھنا چاہئے، یہ اسلامی آداب کے خلاف ہے ایسی حرکت عام طور پر عورتیں نکاح کی محفلوں یا دوسری دعوتوں میں تربیت کے نہ ملنے کی وجہ سے کرتی ہیں اور اجنبی عورتوں کے ساتھ بیٹھنے سے دور رہ کر خاص خاص رشتے داروں کو علحدہ لیکر بیٹھتی اور کانا پھوسی کرتی ہوئیں دوسروں کے کپڑوں، زیور اور رنگ وروپ کا آپس میں مذاق اڑاتی اور ان کی غیبت کرتی ہیں۔ اس سے دیکھنے والوں کو غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے اور وہ محسوس کر سکتی ہیں کہ ان کے خلاف کانا پھوسی ہو رہی ہے۔ اس سے دشمنی اور نفرت پیدا ہو سکتی ہے، سب مہمانوں کے ساتھ مل جل کر محبت کا اظہار کرتے ہوئے غیبت اور چغلی سے دور رہ کر بیٹھئے اور محفل میں سب سے اونچے اور اچھے اخلاق کا مظاہرہ کر کے لوگوں کو اخلاق سکھائیے تا کہ آپ کے اخلاق سے دوسرے بھی کچھ سیکھیں اور شیطانیت سے محفوظ رہیں۔

❁ اگر مجلس میں کچھ لوگ بیٹھ کر خاص گفتگو میں محو ہوں اور ان کی عام مجلس نہ ہو تو بغیر اجازت یا دعوت اور بلاوے کے نہ ان کے درمیان بیٹھئے اور نہ قریب بیٹھئے اجازت لے کر ان کی مجلس میں بیٹھیں، اگر وہ اجازت نہ دیں تو برا نہ مانئے، اگر آپ بغیر اجازت بیٹھیں گے اور وہ لوگ آپ کے بیٹھنے پر اعتراض کردیں تو اس سے آپ کی بے عزتی اور توہین ہوگی، حضورﷺ نے فرمایا کسی شخص کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ دو آدمیوں کے درمیان بغیر ان کی اجازت کے جدائی کردے (یا ان کے درمیان بیٹھ جائے)۔ (مشکوٰۃ)

❁ مجلس میں بیٹھ کر بعض لوگ اپنے کسی خاص آدمی سے وہ زبان میں بات کرتے ہیں، جو زبان دوسروں کو نہیں آتی اس سے ساتھ بیٹھنے والوں کو غلط فہمی ہوسکتی ہے کہ یہ ہمارے خلاف کچھ کہہ رہے ہیں یا بعض لوگ شان جتانے اور دوسروں پر رعب بیٹھانے کے لئے عربی اور انگریزی میں بات کرتے ہیں، یہ بھی مجلس کے آداب کے خلاف ہے، اگر آپ کو اپنی کچھ پرسنل بات کرنا ہو تو مجلس سے علحدہ ہوکر بات کریں، وہیں بیٹھ کر دوسری زبان میں بات مت کیجئے۔

❁ بعض لوگ جو عالم یا شہرت یافتہ یا دولت مند ہوتے ہیں اپنا رعب ڈالنے اور بڑائی جتانے اور اپنے آپ کو سب سے اعلی ظاہر کرنے کے لئے مجلس میں عام لوگوں کے ساتھ نہیں بیٹھتے، علحدہ صوفہ اور کرسی پر بیٹھتے، آنے جانے والوں کو سلام کرنا اپنی بے عزتی سمجھتے اور لوگوں سے سلام کرانے کے خواہش مند ہوتے، چنانچہ وہ محفل میں بیٹھ کر ایک خاص انداز سے منہ پھلا کر پیشانی اور بھوں کو چڑھا کر لوگوں سے مسکرائے بغیر بات کرتے اور غیر ضروری معتبری کی ایکٹنگ Acting کرتے ہیں، یہ بھی اخلاق رذیلہ ہے اور ایمان والوں کے اخلاق کے خلاف ہے۔

❁ اکثر استاد لوگ اپنے شاگردوں کو سلام نہیں کرتے، آپ چاہے کتنے ہی قابل، دولت مند یا شہرت یافتہ ہوں لوگوں سے نرمی، محبت، عاجزی، انکساری اور باعزت طریقے سے ہنستے چہرے کے ساتھ پہلے سلام کرکے گفتگو کیجئے تو لوگ آپ کے قریب آئیں گے، ورنہ ایسا بھی دیکھا گیا کہ بعض لوگوں کے انتقال پر صرف گھر کے چار آدمی جنازے کو لے کر

چلے گئے، مجلس میں ہر عام وخاص آدمیوں کے ساتھ بیٹھئے، غرور وتکبر والے چہرے کے ساتھ نہ بیٹھیئے اور غیر ضروری معتبری نہ کیجئے، خندہ پیشانی، نرمی اور محبت کے ساتھ بیٹھئے ہر ایک کو سلام کر کے اللہ کی رحمت لوٹئے اپنی ایک علحدہ شخصیت بنانے کی کوشش نہ کیجئے، جس نے اپنے آپ کو سب سے اچھا اور اعلیٰ سمجھا وہ سب سے بڑا بیوقوف ہے۔

❁ عام طور پر جب مجالس ہوتی ہیں، تو لوگ نکاح اور دوسری دعوتوں کی مجالس میں بیکار باتوں میں یا مذاق و دلگی میں وقت گزارتے ہیں، یا پھر ذو معنی الفاظ سے لوگوں کو ہنساتے اور چھچھورا پن کرتے ہیں۔ صرف شرم گاہ سے برائی کرنے کا نام زنا نہیں؛ بلکہ زبان سے ذو معنی گفتگوں کرنا بھی زبان کا زنا ہے۔ عام طور پر تربیت کے نہ ہونے کی وجہ سے لڑکیاں کالجوں اور اسکولس میں اور عورتیں مختلف دعوت کی محفلوں میں ایسی گفتگو کرتی ہیں۔

❁ مجالس میں خاموش رہئے یا پھر اللہ کا ذکر کرتے رہئے اور لوگوں سے بات کریں تو اللہ تعالی کی تعریف، حمد، بڑائی اور شکر کے کلمات کے ساتھ گفتگو کیجئے اور دوسرے لوگوں کو اللہ کی یاد دلایئے تاکہ وہ بیکار باتوں اور بے شرمی کی باتوں کے کرنے کی ہمت نہ کریں، لوگوں کے ذہن و دماغ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف موڑ دیں۔ اگر لوگ اس موڈ میں نہ ہوں تو دوسری سنجیدہ سیدھی سادی گفتگو کیجئے۔

❁ مجلس میں بیٹھ کر لوگوں کے سامنے ناک میں انگلی ڈال کر میل نکالنا یا دستی میں ناک صاف کرنا یا چھینک پر چلا کر چھیکنا یا نیند آنے پر دوسروں پر سر رکھنا یا پان کھا کر آزو بازو دیواروں پر تھوکنا، یہ سب اسلامی آداب کے خلاف ہیں۔

❁ مجلس میں کسی سے ہوا خارج ہو جائے تو ہنس کر اس کو شرمندہ نہ کیجئے؛ بلکہ نہ سننے کا احساس دلایا جائے۔ جن لوگوں کو گیس ٹرابل پیدا ہو وہ مجلس سے کچھ دیر کے لئے دور ہو جائیں اور مجلس کی فضا کو خراب ہونے سے بچائیں۔

❁ مجلس میں کسی کا پاجامہ یا رومالی کا کپڑا پھٹا ہو یا بدن کا کپڑا پھٹ جائے تو خاموشی سے اس کے کان میں اس کو احساس دلائیں تاکہ اس کی ہنسی اور بے عزتی نہ ہونے پائے، یہ

خالص ایمان والوں کے آداب ہیں۔

❁ مجلس میں بیٹھ کر دوسروں کی نقل کرنا یا ان کے کپڑوں اور رنگ وروپ یا قد کا مذاق اڑانا یا برے القاب ان کو دینا گناہ ہے، قرآن مجید نے اس سے سختی سے منع کیا ہے یہ سخت گناہ ہے، سورہ حجرات میں اس کی سختی سے تاکید کی گئی ہے۔

❁ مجلس میں بیٹھ کر کسی کو بے عزتی کے ساتھ آواز دینا یا کسی کا نام لے کر سب کے سامنے ان کی غلطی اور کمزوری کا اظہار کرنا غیر اسلامی ادب ہے۔

❁ مجلس میں پیر لانبے کر کے بے ادبی کے ساتھ مت بیٹھئے، پوری توجہ کے ساتھ دل لگا کر بات سنئے، تقریر اور وعظ کے دوران دوسروں سے گفتگو نہ کیجئے۔ خطبہ نکاح کے وقت خاموش رہئے اور پوری توجہ اور ادب واحترام کے ساتھ خطبہ سنئے۔

❁ مجلس کے ذمہ داروں کی اجازت کے بغیر سوال نہ کیا جائے اس سے مجلس میں افراتفری اور فساد ہوسکتا ہے۔ کئی لوگوں کا ایک وقت میں مختلف سوالات کرنا آداب مجلس کے خلاف ہے۔

❁ رسول اللہ ﷺ نے عوامی مقامات پر کپڑا رکھ کر جگہ روکنے سے منع فرمایا اس طرح مسجد میں بھی جگہ روکنا جائز نہیں۔

❁ کسی مجلس میں راز کی بات کہی جائے تو اسے راز ہی رکھئے، وہ بات امانت ہوگی، اسے لوگوں میں بیان کرتے پھرنا خیانت اور گناہ ہے، راز کی بات کو راز ہی میں رکھنا، یہ ایمان والوں کی صفت ہے اور راز داری کی باتیں دوسروں کو بیان کرنا خیانت ہے اور منافقت کی صفت ہے۔

❁ مجلس کی گفتگو سن کر مجلس کے باہر اپنے لوگوں میں مذاق اڑانا یا مجلس کے لوگوں کے خلاف بات کرنا بھی منافقت ہے۔

❁ مجلس میں ایسے نہ بیٹھیں کہ لوگ آپ کو مغرور اور متکبر سمجھیں یا پیر پھیلا کر یا تکبرانہ چہرے کے ساتھ یا سگریٹ کا دھواں اڑاتے ہوئے نہ بیٹھیں، اس سے آپ خود لوگوں کی نظروں میں جاہل اور بداخلاق نظر آئیں گے، پوری عاجزی، انکساری اور متانت کے ساتھ بیٹھئے، بے ادبی کی گفتگو اور بلند آواز سے بات مت کیجئے، دوسروں کا لحاظ کر کے آہستہ بات کیجئے۔ سگریٹ پینا تو ایک بری عادت ہے اور مصیبتوں کا گھر ہے، اگر پینا ہو تو مجلس سے ہٹ کر پیجئے، ہنستے اور مسکراتے چہرے کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ باتیں کیجئے؛ تاکہ لوگ آپ کو سب سے عمدہ اخلاق والا تصور کریں۔

❁ لوگوں سے ملاقات ہو تو پوری گفتگو سکون کے ساتھ سنئے، سامنے والے کی گفتگو سنتے وقت دوسرا موضوع نہ چھیڑا جائے اور سامنے والے کی بات کاٹی نہ جائے؛ اگر کوئی دوسری بات کہنا ہو تو اجازت لے کر بولنا چاہئے، صحابہ آپس میں جب ملتے تو کم سے کم سورہ عصر کی ایک دوسرے کو تلقین کرتے تھے۔

❁ مجلس میں کسی کی کوئی چیز مل جائے تو اس کو فوراً صاحب مجلس کے حوالے کر دیا جائے چھپا کر رکھ لینا چوری ہوگی۔

❁ کسی بھی مجلس میں شریک ہونے کے بعد نمازوں کا خیال رکھیں، مجلس کے ذمہ دار بھی لوگوں کے لئے نماز ادا کرنے کا علحدہ ایک گوشہ مقرر کر دیں اس سے لوگ وقت پر نماز ادا کر لیتے ہیں، ہر مجلس میں نماز کا انتظام ہونا چاہئے۔

❁ مجلس لوگوں کے مقام اور مرتبے کے لحاظ سے منعقد نہ کی جائے کہ غریبوں کی مجلس الگ، امیروں اور دولت مندوں کی مجلس الگ، یہ جہالت اور غیر اسلامی طریقہ ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی، اس مجلس پر جس میں غریبوں کو شریک نہ کیا جائے

❁ مجلس برخواست ہونے پر مجلس سے باہر نکلتے وقت دوسروں کا خیال رکھیں،

دوسروں کو تکلیف نہ دیں، اپنے سے پہلے دوسروں کو سہولت کے ساتھ نکلنے کا موقع دیں، زیادہ تعداد ہو تو دو چار منٹ ٹھہر جائیں، اس سے خود آپ میں صبر کا مادہ پیدا ہوگا، سب کے سب ایک ہی وقت میں نکلنے کی کوشش کریں گے تو تمام لوگوں کو تکلیف ہوگی۔ تربیت کے نہ ہونے کی وجہ سے لوگ نماز یا عیدین کے اجتماع میں دوسروں کو ڈھکیل کر، دبا کر جلدی جلدی نکلنا چاہتے ہیں، کچھ دیر انتظار کرنا نہیں چاہتے، اس لئے لوگ زیادہ ہوں تو انتظار کر لیں پھر نکلیں اور نکلتے وقت آہستہ آہستہ نکلیں دوسروں کو تکلیف نہ ہونے دیں، بوڑھوں اور بچوں کا خاص خیال رکھیں۔

❁ عورتوں اور مردوں کی ملی جلی مجلس میں نہ بیٹھیں اس سے آنکھوں کا زنا ہوگا اور عورتیں بے حیا ہو جائیں گی یا دعوت کے موقعوں پر عورتوں کے مقام پر نہ جایئے، اکثر مرد جو گندی ذہنیت کے ہوتے ہیں پردہ دار عورتوں کی مجلس میں مختلف بہانوں سے گھس جاتے ہیں، یہ کمینہ پن، ذلیل حرکت اور بے دینی کی علامت ہے، حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا غیر محرم کو دیکھنے والی ہر آنکھ زانیہ ہے (ابوداؤد، ترمذی) ❁ مجلس کے برخاست ہونے پر تمام حاضرین کو مجلس کی یہ دعا پڑھتے ہوئے رخصت ہونا چاہئے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ (ابوداؤد۔۴۸۵۹) ترجمہ: میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اس کی تعریف کے ساتھ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تجھ سے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اور تیرے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔

غیر مسلموں کے ساتھ زندگی گذارنے کے طریقے

عام مسلمانوں کو دعوتی کردار ادا کرنے کے لئے یہ ایک بہت ہی قیمتی کتاب ہے اس کے ذریعے عام مسلمان غیر مسلموں کے سامنے اسلام کا مظاہرہ کر کے دعوتی رول ادا کر سکتے ہیں اور اپنے عمل سے دعوتی ماحول پیدا کر سکتے ہیں

میزبانی کے آداب

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ٥ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ . (الذاریات: ۲۴.۲۵)

کیا آپ کو ابراہیم کے معزز مہمانوں کی حکایت بھی پہنچی ہے کہ جب وہ انکے پاس آئے تو آتے ہی سلام کیا، ابراہیم نے جواب میں سلام کیا۔

❁ دعوتی ذہن رکھنے والوں کے لئے میزبانی اسلام کی دعوت وتبلیغ کے لئے ایک بہترین نعمت اور عمدہ موقع ہے، جس کے ذریعہ وہ مدعو سے قریب ہو سکتے ہیں اور ان کے دل میں اپنی محبت پیدا کر سکتے ہیں، اور اسلامی اعمال کا زبردست طریقے سے مظاہرہ کر سکتے ہیں اور اسلام وغیر اسلام کے فرق کو سمجھا سکتے ہیں؛ مگر چونکہ مسلمان دعوتی ذہن سے بہت دور ہیں، وہ مہمان کو بلا کر نہ اپنوں کے سامنے اور نہ غیروں کے سامنے حضور ﷺ کے اعمال واخلاق کا مظاہرہ کرتے ہیں اور نہ اللہ تعالی کے احکام پر چلتے ہیں اور نہ لوگوں کو عمل سے اچھائی کا حکم کرتے اور نہ برائی کا احساس دلاتے ہیں۔

❁ اللہ کے رسول ﷺ نے جب مکہ میں دعوت کا کام شروع کیا تو آپ ﷺ نے چند بار اپنے خاندان اور رشتے داروں کی ضیافت کر کے ان کے سامنے اللہ تعالی کا پیغام رکھا اور دین کی دعوت دی؛ مگر موجودہ زمانے میں مسلمانوں کو دعوتی ذہن نہ ملنے کی وجہ سے ان کی ضیافت اور میزبانی کی محفلیں جاہلانہ رسم ورواج اور غیر اسلامی اصول وآداب کا شکار ہو کر غیر اسلامی ماحول کا نظارہ پیش کرتی ہیں۔

❁ اس لئے مسلمان اپنے آقا ﷺ کی سنت میں جب بھی دعوت کا اہتمام کریں تو سب سے پہلے کچھ دیر کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتوں کو تمام لوگوں تک پہونچانے کی فکر میں کسی عالم سے کچھ وعظ ونصیحت کی باتیں کہلوائیں اس

سے معروف ومنکر کا حق ادا ہوگا۔

❁ اپنی محفلوں کو اسراف اور فضول خرچی سے بچائیں اور اپنی ان محفلوں میں پردے کا اور نماز کا شاندار طریقے سے انتظام کریں تاکہ دعوت میں شریک ہونے والے، وقت پر نماز ادا کریں اور پردے میں رہ سکیں، غیر مسلم اسلام کا مظاہرہ دیکھ سکیں گے۔ مکہ فتح ہونے کے بعد طائف کے کچھ لوگوں کو مکہ آنے والی فوج میں اپنے رشتہ داروں کے آنے کا اطلاع ملی جو مدنی تھے تو انہوں نے ملاقات کے لئے مکہ آنے کی خواہش کی حضو ﷺ سے اجازت لی گئی حضو ﷺ نے اجازت دی اور کہا کہ ان کو ایسی جگہ ٹہراؤ جہاں سے وہ آسانی سے نماز کا مظاہرہ دیکھ سکیں اور قرآن کی تلاوت سن سکیں۔ وہ لوگ دو چار روز ٹھہرنے کے بعد مسلمان فوج کے اخلاق اور ان کا کلچر اور نماز و تلاوت سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لئے۔

❁ گانا، بجانا، ناچ اور آرکیسٹرا اور بے پردگی جیسی شیطانی حرکات سے اپنی محفلوں کو بے نور اور ناپاک نہ کیجئے، میزبانی کے یہ مواقع ایک ایمان والے کو اکثر ملتے رہتے ہیں؛ اس لئے ان موقعوں سے اللہ تعالی کی عبدیت و بندگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے رسول ﷺ کے نمائندے کی حیثیت سے مظاہرہ کریں، بے شعوری اور غفلت میں رہتے ہوئے آخرت کا نقصان نہ کرلیں اور دعوت کے موقعوں سے فائدہ اٹھایئے۔

❁ اسلام انسانوں میں انس ومحبت اور بھائی چارگی بہت زیادہ پیدا کرنا چاہتا ہے، میزبانی اور مہمان نوازی اس کا بہت اچھا ذریعہ ہے، اس کی وجہ سے انسانوں سے خودغرضی، بے گانگی، تنگ دلی، احسان فراموشی اور غرور وتکبر دور ہوتا ہے اور دنیا کے مسلم وغیر مسلم انسانوں کو ہمدردی، محبت، بھائی چارگی اور ایثار وقربانی کی بار بار تعلیم ملتی رہتی ہے، کیونکہ ایمان والوں کا معاملہ غیر ایمان والوں کے معاشرے سے مختلف بھی ہے۔ اس سے ایمان والوں کا معاشرہ، غیر ایمان والوں سے مختلف نظر آئے گا، دنیا میں ان کی زندگی قرآن مجید کی چلتی پھرتی مثال بن جائے گی اور وہ دوسروں کے لئے نمونہ اور مثال بن جائیں گے اور ایسے انسانوں میں سے جنگلی اور بے ڈھنگا پن دور ہوجائے گا؛ اس لئے انسانوں میں محبت اور

خلوص پیدا کرنے اور بغض وعداوت کو دور کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ میز بانی بھی ہے، جس کے ذریعے ایک انسان دوسرے انسان کے بہت قریب ہوسکتا ہے مسلم اور غیر مسلم مخلوط معاشرہ میں مہمان نوازی بھی دعوت دین کا اچھا ذریعہ ہے۔

❁ میز بانی میں مسلم اور غیر مسلم کا امتیاز نہ رکھا جائے، اس لئے کہ ہمارے آقا ﷺ کے پاس غیر مسلم بھی مہمان بن کر آتے تھے اور آپ نے ان کی ضیافت اللہ کے واسطے اپنے اعلی اخلاق وکردار سے کی اوران کی راحت وآرام کا پورالحاظ رکھا۔

❁ میز بان کو سب سے پہلے اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ کوئی مہمان ان کے گھر آئے یا وہ مہمان کو اپنے گھر بلائے تو اپنے گھر کے اصول اور قاعدوں کو غیر اسلامی کلچر میں تبدیل نہ کریں، اور اپنے گھر والوں کے ذریعہ غیر اسلامی کلچر کا مظاہرہ نہ کرائیں ،دعوتی ذہن کے ساتھ خالص اسلامی کلچر کا مظاہرہ کرائیں۔

❁ اکثر لوگ غیر مسلموں سے دوستی رکھتے ہیں اور جب ان کو اپنی دعوتوں میں مدعو کرتے ہیں یا وہ لوگ جب ان سے ملنے کے لئے آتے ہیں، تو یہ ایمان والے خود اپنی عورتوں،لڑکیوں کے ساتھ دروازے پر آکر ان کا استقبال کرتے اور اسلامی تہذیب کا کوئی اثر ان پر ظاہر نہیں کرتے یا پھر غیر مسلم دوستوں کے ساتھ خود اپنے خاندان اور کنبے کو لے کر بیٹھ جاتے اور مذاق ودلگی کرتے ہیں، اور اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو بھی ان کے سامنے بے پردہ بنا کر نکال دیتے ہیں، یہ اسلامی آداب کے خلاف ہے اور اس سے سب لوگ الٹے گناہ میں مبتلا ہوں گے اور دوسری قوموں کے لوگ اسلام کو سمجھ نہیں سکیں گے،اسلامی اور غیر اسلامی تہذیب کا فرق بھی محسوس نہ ہوگا۔

❁ اس لئے میز بان کو چاہئے کہ وہ مسلم اور غیر مسلم حضرات کے گھر آنے پر بھر پور اسلامی کلچر کا مظاہرہ کرتے ہوئے مردوں کو دیوان خانے میں بیٹھائے اور عورتوں کو عورتوں میں بھیج کر علحدہ علحدہ بیٹھائے ، اور شادی بیاہ کی محفلوں میں بھی مردوں اور عورتوں کو ایک ساتھ بیٹھنے اٹھنے کا موقع نہ دے؛ بلکہ شادی بیاہ کی محفلوں میں بھر پور

اسلامی پردہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے تمام انسانوں پر پردے کی حقیقت اور نورانیت کو ظاہر کر کے اسلام کی تبلیغ کرے اور اپنی محفل کو لعنتی بنانے کے بجائے نورانی بنائے، ایک ایمان والے کو رات دن بس یہ فکر ہونی چاہئے کہ وہ اپنے ہر عمل سے اسلام پر چلتے ہوئے رسول ﷺ کی تعلیمات کی دعوت دیتا رہے۔

❁ دنیا کے مختلف ملکوں میں غیر مسلموں کے ساتھ ایمان والوں کو ملا کر رکھنے کی حکمت یہ سمجھ میں آتی ہے کہ ایمان والے غیر مسلموں کے ساتھ رہتے ہوئے غیر مسلموں کو اپنے عمل سے اسلام کی دعوت دیں اور اسلام و غیر اسلام کے فرق کو ظاہر کریں اور اپنے عمل سے اسلام کا مظاہرہ کریں اور چلتی پھرتی قرآن کی شکل بنیں۔

❁ میزبان کو چاہئے کہ دعوت نامے پر جو وقت دعوت میں شرکت کا لکھا جائے، اس کی سختی سے پابندی کرے، ورنہ وہ وعدہ خلافی میں شمار ہوگا اور منافقت کی علامت ظاہر ہوگی، اس سے آپ اسلام کی صحیح تصویر پیش نہیں کرسکیں گے اور دوسروں کو اسلام نہیں سمجھا سکیں گے، عام طور پر مسلمان وقت کی پابندی نہیں کرتے۔ شادی کے رقعوں پر ایک وقت لکھا جاتا ہے اور دولھا اور میزبان ایک دو گھنٹوں کے بعد تشریف لاتے ہیں۔

❁ ایک مسلمان نے اپنی لڑکی کی شادی میں اپنے ایک غیر مسلم آئی اے ایس آفیسر کو دعوت دی اور پھر شادی کے دوسرے دن اس آفیسر سے مل کر کہا کہ صاحب آپ شادی کی دعوت میں تشریف نہیں لائے، تو اس آفیسر نے کہا کہ کون بیوقوف کہتا ہے کہ میں نہیں آیا؟ میں تو آپ کے لکھے ہوئے وقت کے مطابق ٹھیک اس وقت آیا، مگر شادی خانے میں دو تین نوکر کرسیاں لگا رہے تھے، اسٹیج ابھی بنایا جا رہا تھا، وہاں آپ کا کوئی آدمی بھی نہیں تھا، میں پانچ سات منٹ کے بعد واپس ہوگیا، اس قسم کی حرکات تقریباً اکثر مسلمان کرتے ہیں، یہ بدتمیزی کی بات ہے، اس سے ہم کیسے اسلام کا مظاہرہ اور دعوت دے سکیں گے، ہم کو یہ کہنا پڑے گا کہ اسلام بہت عمدہ مذہب ہے، مگر صرف کتاب کی حد تک، ہم اس پر عمل نہیں کرسکتے، اس طرح کے عمل سے ہم اسلام کو سمجھا نہیں سکیں گے۔

❁ بعض لوگ دعوتوں میں دولت مندوں، منسٹروں اور بڑے بڑے مشہور لوگوں کو بلاتے ہیں اوران کوخوش کرنے کے لئے آرکیسٹرا، ناچ ڈانس اور گانے والیوں کو رکھتے اور شراب خود نہیں پیتے؛ مگران کی ضیافت کے لئے شراب بھی اپنی دعوتوں میں رکھتے ہیں، اس قسم کی محفلوں میں لعنت برستی ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے، مسلمان ہوتے ہوئے اسلام کو کمزور کرنا ہے اور مسلمان ہوتے ہوئے اسلام کی غلط شکل پیش کرنا ہے، اس طرح کے عمل سے میزبان بھی گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوجاتا ہے۔

❁ میزبان کو چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور عزت کا برتاؤ کرے، میزبان جب اچھا سلوک اور عزت کا برتاؤ کرے گا تو آئندہ مہمان ان کے ساتھ بھی محبت کا برتاؤ کرے گا اور اس کو عزت دے گا، یہ انسان کی عام عادت ہے ،اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور ظاہر کرنا چاہئے کہ مسلمان انتہائی نرم اور عمدہ اخلاق والے ہوتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے ایک شخص کے تعلق سے فرمایا یہ بُرا آدمی ہے، مگراس کے آنے پراس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور عزت کا برتاؤ کرکے بیٹھایا، اس کے جانے کے بعد لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ تو اچھا آدمی نہیں تھا، آپ نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا: وہ خراب ہے میں کیوں خراب بنوں؟ میں برا نہیں ہوں۔

❁ مہمان کا آنا ہمارے لئے زحمت نہیں؛ بلکہ اللہ تعالی کی رحمت اور خیر وبرکت کا ذریعہ ہے، کوئی مہمان ہمارے گھر آتا ہے تو وہ ہمارا نہیں؛ بلکہ اپنے مقدر کا رزق ہمارے دسترخوان سے کھاتا ہے اور اپنی قسمت کا کھاتا ہے، یہ اللہ تعالی کا ہم پر احسان ہے کہ اس کا رزق ہمارے دسترخوان سے کھلا کر ہم کو نیکیاں عطا فرما رہا ہے؛ اس لئے مہمان کو مصیبت، زحمت اور تکلیف مت سمجھئے؛ بلکہ اللہ کی رحمت اور عنایت وبرکت سمجھنا چاہئے، مہمان کے آنے پر تنگ دلی، کڑھن اور کوفت جیسے اخلاق رذیلہ سے دور رہنا چاہئے، قرآن مجید نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے پاس آنے والے انسانی صورتوں میں مہمان فرشتوں

کا ذکر کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمانی کا بھی تذکرہ کیا ہے؛ تا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کو انسانی اعلیٰ تہذیب وتمدن سے آراستہ کیا جائے، حالانکہ قرآن مجید ابراہیم علیہ السلام کی ضیافت کا تذکرہ کئے بغیر بھی فرشتوں کا ذکر کر سکتا تھا؛ مگر واقعہ کو پڑھنے کے بعد یہ تربیت ملتی ہے کہ ایمان والوں کو میزبانی کے آداب بھی سکھانا مقصود ہے مہمان کی ضیافت اور خاطر تواضع کا یہ طریقہ سوائے انسان وجن کے کسی دوسری مخلوق میں نہیں، کوئی جانور اپنے کسی ساتھی جانور کی خاطر تواضع نہیں کر سکتا اور نہ اس کی مہمان نوازی کر سکتا ہے۔

❁ بخاری ومسلم کی روایت میں اللہ کے رسول ﷺ نے امت کو یہ تعلیم دی کہ جو لوگ اللہ تعالی اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہیں، ان کو اپنے مہمان کی خاطر تواضع کرنی چاہئے۔

❁ خاطر تواضع سے مراد صرف عمدہ غذائیں کھلانا یا عمدہ مشروبات پلانا ہی نہیں؛ بلکہ خاطر وتواضع میں ہر وہ چیز شامل ہے جس کا مہمان سے تعلق ہوتا ہے، یعنی اس کو خندہ پیشانی، نرمی، محبت اور مسکراتے چہرے کے ساتھ استقبال کرتے ہوئے سلام کیا جائے اور اس کے ساتھ اعزاز واکرام کا برتاؤ کرتے ہوئے صاف ستھری اور پرسکون جگہ فراہم کی جائے، اس کے سونے اٹھنے بیٹھنے کے لئے اچھی جگہ دی جائے اس کو ضیافت میں عام غذاؤں سے ہٹ کر عمدہ واعلی قسم کی غذائیں پیش کر کے اس کو خوش کیا جائے اور اس کی حاجات اور ضروریات کا پورا پورا خیال رکھا جائے اپنے بچوں سے دوست احباب سے اس کا عزت دار، گرم اور پرجوش تعارف کرایا جائے تا کہ مہمان آپ کے گھر آ کر آرام، راحت اور سکون وعزت محسوس کرے اور خوش ہو کر دعائیں دے اور اس کے دل میں آپ کی عزت ومحبت بڑھ جائے اور آپ کے سلوک سے وہ اپنے عمل کی اصلاح بھی کرے اور کچھ سیکھے اور آپ کے طور طریقے اختیا کر سکے۔

❁ مگر اکثر لوگ تربیت کے نہ ملنے اور اسلامی تعلیمات سے دور رہنے کی وجہ سے نفس، عصبیت اور گروپ بندی کا شکار ہو جاتے اور مہمان کے ساتھ بھی عصبیت اور

گروپ بندی کو پیش نظر رکھ کر سلوک کرتے ہیں، مثلا اگر وہ بدعقیدہ ہو یا بے دین ہو یا شرک وبدعت میں ملوث ہو یا ان پڑھ ہو تو اس کے ساتھ گرا ہوا برتاؤ کرتے اور زیادہ خاطر تواضع نہیں کرتے یا پھر اکثر لوگ مہمان کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک اور خاطر تواضع کرتے ہیں جیسا اس نے ان کے ساتھ کیا تھا، مثلاً اگر اس نے دیر سے آکر دروازہ کھولا، یا دیوان خانہ میں بیٹھا کر دیر سے آکر ملاقات کی، یا گھر میں بیٹھا کر بات نہ کی تھی تو یہ بھی ویسا ہی سلوک کرتے ہیں یہ سب کم ظرفی، بداخلاقی اور غیر اسلامی حرکتیں ہیں، اس طرح کے عمل سے آپ داعی کا کردار ادا نہیں کرسکیں گے۔

❁ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کی ضیافت صرف چائے سے میزبان نے کی تھی، تو یہ بھی بدلہ ادا کرنے کے لئے صرف چائے ہی سے اس کی ضیافت کرتے ہیں اور اگر ترغیب دلائی جائے تو کہتے ہیں کہ اس نے ہماری کونسی خاطر تواضع کی، صرف چائے کی پیالی پلا کر رخصت کردیا۔

❁ بعض لوگ اگر کوئی چائے بھی نہ پلائے تو یہ بھی بغیر چائے پلائے صرف ملاقات کر کے رخصت کردیتے ہیں اور پیچھے ان کی برائی اور غیبت کرتے ہیں، یہ اسلام کی نظر میں بدلہ اور تجارت ہے، اس سے محبت پیدا نہیں ہوتی اور نہ آپ دوسرے کے سامنے اسلام کا مظاہرہ کرسکتے ہیں، کچھ بھی نہیں تو ایک گلاس ٹھنڈا پانی ہی باعزت طریقے سے پیش کردیجئے۔

❁ اسلام نے اپنے ماننے والوں کی یہ تربیت فرمائی کہ اگر کوئی مہمان اس کے ساتھ بے مروتی اور روکھے پن کا سلوک کرے، تو اس کے آنے پر بدلہ نہ لیا جائے؛ بلکہ حضور ﷺ کے نمائندہ کی حیثیت سے اللہ تعالی کے واسطے اس کے ساتھ خندہ پیشانی وخوش دلی اور وسعت قلبی اور فیاضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسلام کی دعوت کو اپنے عمل سے پیش کریں، دوسرے کے برے ہونے پر اپنے آپ کو بھی برا نہ بنالیں، یہ مسلمانوں کا کیاریکٹر نہیں ہے، دوسرے اگر بے وقوف، نادان، کم ظرف ہوں تو آپ بھی ویسے ہی مت بن جائیے۔ مشکوٰۃ کی حدیث ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک صحابی نے حضور ﷺ سے پوچھا: یا

رسول اللہ ﷺ! اگر کوئی میری ضیافت اور مہمان نوازی کا حق ادا نہ کرے اور پھر کچھ دنوں بعد وہ میرے پاس آئے تو کیا میں اس کی مہمانی کا حق ادا کروں؟ یا اس کے بے مروتی اور بے رخی کا بدلہ اسے چکھادوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں؛ بلکہ تم ہر حال میں اس کی مہمانی کا حق ادا کرو۔

❁ اکثر بے شعور لوگ مہمان کے گھر آنے پر بچوں سے یا نوکروں سے دروازہ کھول کر دیوان خانے میں بیٹھا دیتے اور بہت دیر کے بعد مہمان سے ملنے آتے ہیں، یہ کیفیت اکثر دولت مند یا بڑے عہدے والوں کی ہوتی ہے، یہ بھی انسانی اخلاق حسنہ سے بہت گری ہوئی حرکت ہے، اگر واقعی مصروف ہوں تو مہمان کو کچھ دیر میں آنے کی اطلاع دے کر بیٹھانا چاہئے۔

❁ بعض لوگ اگر پسند کا مہمان ہو یا قریبی دوست ہو یا قریبی رشتے دار ہو تو گرم جوشی سے آکر ملاقات کرتے ہیں، ورنہ رسمی انداز سے بیدلی کے ساتھ ملاقات کر کے مہمان کو بھگانے کی فکر میں رہتے ہیں، اور ملاقات کرنے کے بعد مہمان سے کہتے ہیں کہ گھر میں لوگ زیادہ ہیں، نوکر نہیں مل رہا ہے، کام کی بہت مشکل ہو رہی ہے یا فلاں فلاں پریشانی چل رہی ہے یا فلاں فلاں بیمار ہیں یا پھر مہمان سے گھنٹہ آدھا گھنٹہ بات کرنے کے بعد کہتے ہیں اور کچھ کہنا ہے؟ یا بات چیت سے ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں مثلاً مجھے دوکان بھاگنا ہے یا فلاں کو وقت دیا ہوں یا اچھا اب اجازت دیجئے، جس سے مہمان خود سمجھ جاتا ہے کہ یہ مجھے جانے کے لئے کہہ رہے ہیں، یہ روش ٹھیک نہیں، بد اخلاقی ہے اور غیر اسلامی حرکت ہے، ہاں اگر واقعی کوئی کام ہے یا عذر ہے تو اچھے انداز میں ملنے کے بعد عذر پیش کیجئے۔

❁ کوئی بھی مہمان آئے تو اس بات کی کوشش کیجئے کہ خود تشریف لا کر اس کا استقبال کریں یا دیوان خانے میں بیٹھا کر جلد سے جلد مصروفیات سے فارغ ہو کر اس سے ملاقات کیجئے؛ تاکہ وہ اپنی بے عزتی محسوس نہ کرے اور پھر ملاقات میں اس کے آنے کا مقصد، اس کے ٹھہرنے اور کھانے پینے کا سارا حال دریافت کیجئے، اور اس کی مکمل بات پورے اطمینان کے ساتھ سن کر اس کو مطمئن کیجئے۔

❁ اکثر لوگ مہمان کے آنے پر ملاقات تو کرتے ہیں؛ مگر اس کو سامنے بیٹھا کر اپنے کاروبار کے تعلق سے دوست احباب یا نوکروں سے فون پر گھنٹوں گفتگو میں محو ہو کر احساس دلاتے ہیں کہ ہم بہت مصروف ہیں، فون پر گفتگو کرتے کرتے مہمان سے بھی بس یونہی ''ہاں، ہوں'' میں بات کر لیتے ہیں، یہ بھی غیر اسلامی حرکت اور بداخلاقی ہے، ایسے وقت کسی کا فون آجائے تو تھوڑی دیر سے فون کرنے کے لئے کہئے یا مصروفیت کو ظاہر کیجئے؛ مگر مہمان کو بیٹھا کر گھنٹوں دوسروں سے بات کرنا بداخلاقی ہے اور غیر اسلامی حرکت ہے۔

❁ اکثر لوگ دل میں اپنے مہمان کی خاطر تواضع کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے بس دکھاوے اور رسمی انداز سے مہمان کے سامنے ڈرامے کے ڈائیلاگ بولتے ہیں کہ کچھ دیر رک جائیے، کھانا ابھی تیار ہو جائے گا، یا شام کا کھانا کھا کر تشریف لے جائیے، یا پھر نوکروں اور بچوں کو بلا کر کہتے ہیں کہ جلدی جا کر آنٹی اور انکل کے لئے بازار سے کیک پیسٹری اور ٹھنڈا لاؤ یا کھانا کھاتے وقت کوئی مہمان آجائے تو کھلانے کا دل میں قطعی ارادہ نہیں ہوتا، صرف دسترخوان پر بیٹھے بیٹھے کہتے ہیں آؤ آپا کھانا حاضر ہے یا آؤ خالہ کھانا تیار ہے، یاد رکھئے! دل میں خاطر تواضع کا ارادہ نہ رکھ کر صرف رسمی انداز سے زبانی اظہار کرنا دراصل جھوٹ بات ہوگی، ایمان والا جھوٹا نہیں ہوتا، اسلام نے اس طرح کی حرکت سے اپنے ماننے والوں کو منع کیا ہے یہ منافقانہ حرکت ہے۔

❁ اگر آپ کسی کو کھانے میں شریک کرنا نہیں چاہتے تو اسے صاف کہہ دیجئے کہ آپ کچھ دیر تشریف رکھئے، میں کھانے سے ابھی فارغ ہو کر آتا ہوں یا کھانے سے فارغ ہو جاتا ہوں۔

❁ اسی طرح مہمان کو دکھا کر اور جتا کر ان کے سامنے کھانے پینے اور خاطر تواضع کا تذکرہ کر کے دوڑ دھوپ کرنے کے ڈائیلاگ اور ایکٹنگ بھی نہ کریں، یہ اسلامی آداب کے خلاف اور بدتمیزی اور جھوٹ ہے، اس سے مہمان شرمندگی محسوس کر کے میزبان کی تکلیف کا خیال اپنے دل میں محسوس کرے گا اور نفسیاتی طور پر میزبان کو بازار سے خاطر تواضع کی چیزیں

منگوانے سے منع کردے گا، عموماً کوئی بھی سنجیدہ مہمان اپنے سامنے ضیافت اور خاطر تواضع کا تذکرہ سن کر یہ نہیں کہتا ہے کہ ٹھیک ہے میری خاطر تواضع کرو۔

❁ اسلامی آداب کے مطابق اگر آپ کے دل میں مہمان کی خاطر تواضع کرنا ہو تو جو کچھ اس وقت آپ کے پاس ہو وہ خندہ پیشانی اور محبت کے ساتھ اس کے اکرام میں ضیافت کے لئے پیش کر دیجئے، چاہے وہ کھجور یا بسکٹ یا چائے ہی کیوں نہ ہو اگر کچھ نہ ہو تو ٹھنڈا پانی صاف ستھرے گلاس میں اسے پیش کر دیجئے۔

❁ قرآن مجید نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا تذکرہ کر کے یہ تعلیم دی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مہمانوں کے لئے چپکے چپکے بغیر اطلاع دیئے جا کر ان کے کھانے پینے کا سامان تیار کروایا، انہوں نے اپنے اہل وعیال سے مہمانوں کے سامنے یہ نہیں کہا کہ ان کے کھانے پینے یا خاطر تواضع کا انتظام کرو؛ بلکہ خاموشی سے بچھڑا ذبح کر کے بھون کر ان کے سامنے ان کی ضیافت میں پیش کر دیا، اس لئے ایمان والوں کو بھی اسی طرح کا معاملہ اپنے مہمانوں کے ساتھ کرنا چاہئے، الذریات آیت ۲۶۔۲۷ میں ہے تو جلدی سے گھر میں جا کر ایک موٹا تازہ بچھڑا ذبح کر کے بھون کر لائے اور مہمانوں کے سامنے پیش کیا۔

❁ مہمان کی ضیافت کے لئے عمدہ غذائیں اور تازہ کھانا پیش کرنا چاہئے ہو سکے تو دستر خوان پر کھانے کے ساتھ ساتھ پھل فروٹ بھی رکھیں، حدیث میں مہمان کا اچھا کھانا ایک دن اور ایک رات ہے، قرآن نے یہ تعلیم دی کہ حضرت ابراہیمؑ اپنے مہمانوں کے لئے بچھڑا بھون کر لائے، حالانکہ وہ گھر میں جو بھی پکا ہوا تھا اسے پیش کر سکتے تھے، بچھڑا بھون کر اہتمام کرنے کے بجائے سادہ کھانا بھی پیش کر سکتے تھے، مگر ایسا انہوں نے نہیں کیا اور قرآن نے بھی بچھڑے کا ذکر کئے بغیر یہ نہیں کہا کہ حضرت ابراہیمؑ نے ان کی ضیافت کا اہتمام کیا؛ بلکہ خاص طور پر بچھڑے کا ذکر کر کے ایمان والوں کو مہمان کے ساتھ خاص اور عمدہ طریقے سے اکرام وضیافت کرنے کی تعلیم دی، قرآن صرف ان کے عذاب کا ہی تذکرہ کر سکتا تھا؛ مگر حضرت ابراہیمؑ کا مہمانوں کی قدر کرنے کے واقعے کو پیش کر کے امت مسلمہ کی تربیت فرمائی۔

❁ اکثر لوگ کھانا وغیرہ تیار ہونے میں دیر ہو تو مہمان کو کمرے میں اکیلا چھوڑ کر اپنے کنبے میں بیٹھ کر گپ مارتے اور ہنسی مذاق میں مشغول رہتے ہیں، یہ بھی اسلامی آداب کے خلاف بات ہے، کھانا تیار ہونے تک مہمان کے ساتھ رہیے ہو سکے تو اس وقت سے فائدہ اٹھا کر اس کو دین کی کچھ باتیں سمجھایئے یا دینی مذاکرہ کے ذریعے اس کی ذہن سازی کیجئے یا پھر اس کو آرام کرنے کا مشورہ دیجئے، یا اس کے حالات پوچھ کر اس کو اچھی نصیحت اور مشورے دیجئے تا کہ وہ نقصان سے بچ جائے، بڑی دعوتوں میں کھانا کھانے میں دیر ہو تو وعظ و نصیحت کے کیسٹ سنایئے، مہمان کے ساتھ مسلسل چپکے بھی مت رہئے، اسکو کچھ دیر آرام کرنے کا موقع دیجئے یا آپ مصروف ہوں تو اس کو کوئی اچھی کتاب پڑھنے کے لئے دیجئے، ایسا بھی نہ ہو کہ وہ آپ کے ساتھ گفتگو میں مصروف ہو کر اپنی ضروریات سے فارغ نہ ہو سکے اور تکلیف محسوس کرے یا آپ کی گفتگو سے بیزار ہو جائے اس لئے اس سے اجازت لے کر کچھ دیر کے لئے علحدہ ہو جایئے۔

❁ بعض گھروں میں بچوں کی تربیت نہ کرنے کی وجہ سے اکثر بچے مہمان کے آنے پر نہ ان کو سلام کرتے اور نہ ہی تعظیم و تکریم کرتے۔ دروازے پر جا کر ان سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا نام کیا ہے؟ پھر اندر آ کر ان کا حلیہ مثلاً کالا، لمبا، موٹا، آدمی آیا ہے بیان کرتے ہیں یہ بھی اسلامی اخلاق کے خلاف ہے۔ بچوں کو باقاعدہ کسی کے گھر آنے پر آداب و اخلاق سے برتاؤ کرنے اور سلام وغیرہ کرنے کی تعلیم دی جائے اور ملاقات کے آداب سکھائے جائیں اس سے آپ کی اور آپ کے گھر کی بدنامی نہیں ہوگی اور دوسرے لوگ آپ کی بے دینی، جہالت اور جنگلی پن کا احساس نہیں کرینگے، ورنہ وہ آپ کو اور آپ کی اولاد کو بے دین، جنگلی اور غیر مہذب سمجھیں گے آپ اور آپ کے بچے دوسروں کے لئے نمونہ و مثال نہیں بنیں گے۔

❁ اکثر لوگ مہمان سے ملاقات ہوتے ہی یا مہمان کو دیکھتے ہی سلام کئے بغیر ہیلو کہہ کر پکارتے یا ہاتھ ملاتے ہیں یا مہمان کو یکا یک دیکھ کر فوراً کہتے ہیں ارے آپا یا خالہ آپ کب آئیں؟ ارے بیٹی تو کب آئی؟ یہ اسلامی طریقہ نہیں مہمان اور میزبان

میں کلام کی ابتدا اسلامی دعائیہ کلمات سلام کے ساتھ ہونی چاہئے یعنی سلام کئے بغیر ہیلو، ہائے یا ممی پپا کہہ کر چلانا چیخنا سب جہالت، بے دینی، اور غیر اسلامی طریقے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا: بات کرنے سے پہلے سلام کیا کرو۔ (ترمذی۔۲۶۹۹)

❁ بعض لوگ مہمان کے مقام ومرتبہ اور پوزیشن کے لحاظ سے عزت کرتے ہیں۔ دولت مند مہمان کا استقبال موٹر کا دروازہ کھول کر ان کے پیچھے پیچھے چل کر گھر کے اندر لاتے اور خوش آمدید کہتے ہیں اور غریب مہمان کا استقبال نہیں کرتے یا پھر بہت سے لوگ ولیمہ یا دوسری دعوتوں میں غریب لوگوں کو مہمانوں کے ساتھ نہیں کھلاتے، یہ سب انسان کے کم ظرف اور گھٹیا ہونے کی علامت ہے، یہ مسلمانوں کے اخلاق نہیں، غریبوں کو ساتھ لے کر اپنے ساتھ بیٹھا کر پوری طرح خاطر تواضع کیجئے جس طرح امیروں کی کی جاتی ہے، سب مہمانوں کے ساتھ یکساں سلوک کیجئے، ہاں اگر تقوی طہارت اور دین داری کی وجہ سے کسی کے اکرام میں زیادتی کی جائے تو کوئی حرج نہیں؛ بلکہ ایسا کرنا چاہئے۔

❁ بعض لوگ مہمان کے آنے پر ان سے تحفے وتحائف کی تمنا رکھتے، اگر وہ تحفے نہ لائیں تو منہ چڑا لیتے اور ان کی ویسی خاطر تواضع نہیں کرتے جیسی کرنا چاہئے یا پھر مہمان کے رخصت ہوتے وقت ان سے امید رکھتے ہیں کہ وہ بچوں کو تحفے کے نام پر پیسے دیں گے اور اگر مہمان نہ دیں تو دل میں ناراضگی محسوس کرتے اور مہمان کے چلے جانے کے بعد ان کی غیبت کرتے ہیں۔

❁ بعض لوگ اپنے دوست احباب کو دعوت دے کر بلاتے اور پھر ان سے عمدہ اور بھاری تحفہ ملنے کی امید رکھتے یا ان کے ممبروں کے لحاظ سے تحفہ کا ویلو قائم کرتے، اگر وہ دس بارہ ممبر آ کر سو پچاس روپیہ تحفہ دیں تو ان کے جانے کے بعد ان کو برا کہتے کہ اتنے لوگ آ کر اتنے ہی پیسے دیئے۔

❁ بعض لوگ اپنی دعوتوں میں اپنے پہلے دیئے ہوئے تحفہ کے برابر یا اس سے بڑھ کر تحفہ ملنے کی آس رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے دوسو روپئے دیئے تھے وہ ہمیں تو دوسو

پچاس روپۓ تحفے میں واپس کرنا تھا، یہ سب جہالت، گندی ذہنیت، بیوقوفی اور غیر اسلامی باتیں ہیں جو اسلام کی عکاسی نہیں کرتیں، اسلام کے اصول اور ضابطوں کے خلاف ہے۔

❁ شہر کے باہر سے آنے والے مہمانوں کے لئے سب سے پہلے نہانے اور منہ ہاتھ دھونے ،ضرورت سے فارغ ہونے اور کھانے پینے ٹھہرنے اور آرام کرنے کا انتظام کرنا چاہئے۔

❁ اپنے مہمانوں کی عزت وآبرو کی حفاظت ویسے ہی کرنا چاہئے جیسے حضرت لوطؑ نے قوم سے اپنے مہمانوں کی عزت وآبرو کی حفاظت کی ،ان کو بے عزتی اور تکلیف سے بچانے کی پوری کوشش کی۔

❁ دسترخوان پر بیٹھنے کا وقت آئے تو میزبان پہلے خود ہاتھ دھوکر آئے اور دسترخوان پر مہمان کو خوش آمدید کہے اور بار بار کھانا لینے، سالن لینے، میٹھا کھانے کی درخواست کرے، بعض لوگ مہمان کو دسترخوان پر بیٹھا دیتے؛ مگر کھلانے کی نیت ہی نہیں ہوتی، وہ خود کھانا چاہتے ہیں، یہ کم ظرفی اور بداخلاقی ہے۔ اور مہمان کوئی چیز لینے میں تکلف محسوس کرتا اور پیٹ بھر نہیں کھاتا، خواہش کے باوجود نہیں کھاتا، یہ مہمانوں کو سامنے بیٹھا کر تکلیف دینا اور ترسانا ہے، یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف ہے، حضور ﷺ جب کسی مہمان کے ساتھ بیٹھتے تو بار بار اس کو کھانے کی ترغیب دیتے، یہ اعلیٰ اور عمدہ اخلاق ہیں اور آپ نے اپنے عمل سے امت کو مہمان کی خاطر تواضع کرنے کی تعلیم دی اور مسلمانوں کو مہمان نوازی کے آداب وطریقے بھی بتلائے جس کی وجہ سے تمام صحابہ ہی نہیں آج تک عرب حضرات کی مہمان نوازی مشہور ہے۔

❁ ایک بار ابوطلحہؓ نے گھر آکر اپنی بیوی ام سلیمؓ سے کہا کہ حضور ﷺ بھوکے ہیں، کچھ کھانا ہو تو دو۔ ام سلیم رشتہ میں حضور ﷺ کی خالہ ہوتی تھی، بے چین ہوگئیں، اسی وقت کچھ روٹیاں ایک کپڑے میں لپیٹ کر اپنے بیٹے حضرت انسؓ سے بھیج دیں۔ (الخلصیات ۱/۲۰۸)

❁ انہیں کا دوسرا واقعہ ہے کہ حضور ﷺ کے پاس کچھ مہمان آئے، آپ نے صحابہؓ سے دریافت فرمایا کہ مہمانوں کے لئے کچھ ہے، اس پر ابوطلحہؓ نے اپنے آپ کو پیش

کیا ایک مہمان کو ان کے ساتھ کر دیا، گھر گئے تو اپنی بیوی ام سلیمؓ سے پوچھا، معلوم ہوا کہ صرف بچوں کی حد تک کھانا ہے، یہ سن کر ابو طلحہؓ نے ام سلیمؓ سے کہا: بچوں کو بہلا کر سلا دو اور کھانا کھاتے وقت چراغ درست کرنے کے بہانے چراغ بجھا دینا، اس کے بعد مہمان کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھ کر اندھیرے میں خالی پلیٹ رکھ کر کھانے کا عمل کرتے رہے اس طرح مہمان کو کھلایا اور خود بیوی بچوں کے ساتھ بھوکے رہے صبح حضور ﷺ کی خدمت میں گئے تو حضور ﷺ ان کو دیکھ کر مسکرائے، ابو طلحہؓ نے حضور ﷺ سے دریافت فرمایا تو حضور ﷺ نے فرمایا: رات کو تم دونوں نے مہمان کے ساتھ جو سلوک کیا اسے اللہ نے دیکھ لیا اس کے بعد حضور ﷺ نے ابو طلحہؓ کو خوب دعائیں دیں۔ (بخاری و مسلم)

❁ مہمان سے اپنے لئے خیر و برکت کی دعا کی گزارش کریں، بعض میزبان مہمان کے آنے سے پہلے خود کھا لیتے ہیں، یہ بھی اخلاقیات کے خلاف بات ہے، مہمان کا انتظار کیجئے، بہت دیر ہو جائے تو کھانے میں حرج نہیں۔ موجودہ زمانے میں مہمانوں کو ایک متعین وقت پر بلایا جاتا ہے، پھر پورے یا زیادہ سے زیادہ مہمان جمع ہونے کا انتظار کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے شگر کے مریض، بچے اور ضعیف حضرات کو تکلیف ہوتی ہے، یوں مہمانوں کو بلا کر تکلیف دینا ہے، ایذا دینا حرام ہے اس لئے وقت پر مہمان کے کھلانے کا انتظام کیجئے اور ہو سکے تو دعوت ناموں میں دعوت کے ختم ہونے کا وقت لکھ دیجئے، خود بہ خود سارے مہمان وقت سے پہلے آجائیں گے، میزبان بھی وقت کی سختی سے پابندی کریں۔

❁ مہمان کو رخصت کرتے وقت دروازۃ تک جا کر رخصت کیجئے، یہ نبیوں کا طریقہ ہے، پھر اس سے اپنے اور اپنے اہل و عیال کے ایمان و اسلام کی سلامتی اور کاروبار میں برکت کے لئے دعا کی درخواست کیجئے۔

❁ نیک اور متقی لوگوں کو اپنا کھانا کھلاؤ، ابو داؤد کی حدیث ہے حضور ﷺ نے حضرت سعدؓ کو دعا دی کہ تمہارے یہاں روزے دار روزہ افطار کریں، نیک لوگ تمہارا

کھانا کھائیں۔اور فرشتے تمہارے لئے رحمت و مغفرت کی دعا کریں۔

حضورﷺ کا ارشاد ہے بلاشبہ (نبیوں کی) سنت یہ ہے کہ آدمی اپنے مہمان کے ساتھ گھر کے دروازے تک جائے۔(ابن ماجہ۔۳۳۵۸)

دینی تعلیم میں مسائل کی تعلیم سے پہلے ایمان کی تعلیم دیجئے، وضو، غسل، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے مسائل یاد دلانے سے ایمان پیدا نہیں ہوتا، ایمان کے لئے با قاعدہ اللہ تعالیٰ کا تعارف صفات کے ذریعہ دے کر اس کی پہچان کرائی جائے، بغیر اللہ تعالیٰ کی پہچان کے انسان میں اللہ کا ڈر، خوف، محبت، اطاعت اور حساب دینے کا ذہن نہیں بنتا، موجود زمانہ میں مسلمانوں کی کثیر تعداد اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل کئے بغیر اسلام پر زندگی گذار رہی ہے، ان کے پاس تقلیدی، قانونی، بے شعوری، فقہی، نسلی اور کمزور ایمان ہے، جس کی وجہ سے وہ کلمہ پڑھ کر شرکیہ عقائد و اعمال میں گرفتار ہیں، اس لئے شعوری اور حقیقی ایمان پیدا کرنے کے لئے اور اپنی نسلوں کو اسلام پر زندہ رکھنے کے لئے ہماری کتاب تعلیم الایمان کے تمام حصے پڑھایئے اور آپس میں تحفہ دے کر ایمان کی تبلیغ کیجئے۔

مہمان کے آداب

❁ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے پاس اتنا قیام کرے کہ اس کو گنہگار بنادے، لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہﷺ! گنہگار کیسے بنادے گا؟ فرمایا: اس طرح کہ وہ اتنا قیام کرے کہ اس کے پاس ضیافت کے لئے کچھ نہ رہے۔(مسلم)

❁ ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا یہ حق ہے کہ وہ اپنے بھائی کی جائز دعوت کو قبول کرے۔

❁ بغیر دعوت کے کسی دعوت میں گھس کر کھانا کھانا ناجائز اور حرام ہے اور انتہائی گری ہوئی حرکت ہے، ایسا عمل خاص طور پر ایمان والوں کو زیب نہیں دیتا، اسلام کا ماننے والا ایسی بری حرکت نہیں کرتا، بعض لوگ بغیر دعوت کے بیروں سے تعلقات پیدا کر کے دعوت میں گھس جاتے اور دوسرے مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر خوب کھاتے ہیں، یہ ایک قسم کی چوری ہے، ایمان والا ایسی ذلیل اور گری ہوئی حرکت نہیں کرسکتا۔

❁ بعض لوگ بغیر دعوت کے ہی ایک دو دوستوں کو دعوت میں اپنے ساتھ لے آتے ہیں اور وہ بے غیرت دوست بغیر دعوت کے چلے بھی آتے ہیں، مہمان صاحب میزبان کے سامنے دوست کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ آپ کی اجازت کے بغیر میں اپنے اس دوست اور ساتھی کو لے آیا ہوں، اب میزبان اتنا بد اخلاق اور سنگ دل تو نہیں ہوتا کہ یہ کہہ دے کہ میں اجازت نہیں دیتا؛ بلکہ مجبوراً اور زبردستی مہمان کے بھیک مانگنے سے اوپری دل سے، راضی نہ ہو

تے ہوئے بھی اجازت دے دیتا ہے، اور وہ دوست بلا تکلف مہمان کے ساتھ بیٹھ کر مزے لے لے کر کھاتا ہے، دونوں بے غیرت بن کر مزے لے لے کر ایک دوسرے کی خاطر تواضع کے ساتھ کھاتے ہیں، ایسے لوگوں پر اگر کوئی تنقید کرے تو کہتے ہیں کہ بھلا ہم نے تو اپنے دوست کو اجازت لے کر دعوت میں شریک کیا ہے۔

❁ بعض جگہ لوگ جو بہت زیادہ جگری دوست ہوتے ہیں، دیکھا گیا کہ آپس میں معاہدہ کر لیتے ہیں کہ اگر تجھے دعوت آئے تو مجھے لے چل اور اگر مجھے دعوت آئی تو تم میرے ساتھ چلو، یہ انتہائی غلط ہے، ذلیل حرکت اور غیر اسلامی عمل ہے، اس سے میزبان کو دلی تکلیف ہوتی ہے اور بعض صورتوں میں کھانا وغیرہ کم بھی پڑ سکتا ہے، یاد رکھئے! بغیر اجازت دوسروں کو دعوت میں لے جانا خود اپنے آپ کو ذلیل کرنا اور میزبان کی نگاہوں میں گرالینا ہے۔

❁ حضور ﷺ نے فرمایا: جس کو دعوت دی گئی اور وہ قبول نہ کرے تو اس نے اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی اور جو شخص بغیر دعوت کے (کھانے کے لئے) داخل ہوگیا وہ چور بن کر اندر گیا اور لٹیرا بن کر نکلا۔ (ابوداؤد: ۳۴۹)

❁ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کا مسلمان پر یہ حق بتایا کہ وہ اپنے بھائی کی جائز دعوت کو قبول کرے۔ ناجائز اور مال حرام کی دعوت قبول نہ کرے۔

❁ شادی بیاہ کے موقعوں پر اکثر لوگ زبردستی بھیک مانگ کر لڑکی والوں کے مہمان بنتے ہیں، مثلاً لڑکی والوں سے کہتے ہیں کہ فلاں رسم میں یا شادی کے بعد لڑکی والے لڑکے والوں کی دوسو آدمیوں کی دعوت کریں، اسلام کی نظر میں زبردستی ایسا کرنا ناجائز اور حرام ہے اور اسلامی آداب کے خلاف ہے، اس کو بھیک مانگنا کہتے ہیں، ایسی دعوت میں جتنے مہمان شریک ہونگے، فقہ نے ان سب کیلئے دعوت کھانا حرام لکھا ہے، اس طرح وہ حرام لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالیں گے۔ کیوں کہ یہ مجبوری اور زبردستی کی دعوت ہے۔

❁ بعض لوگ یہ تصور رکھتے ہیں کہ ہم نے ان کے سو آدمیوں کو کھانا کھلایا ہے، اس

لئے وہ بھی ہمارے کم سے کم دوسو آدمیوں کو کھانا کھلائیں اور با قاعدہ مطالبہ کر کے دعوت لی جاتی ہے، یہ بھی ناجائز اور ظلم ہے، موجودہ زمانے میں دلہن والوں سے ایسی دعوتیں لی جاتی ہیں۔

❁ بعض لوگ جتنی تعداد کے ساتھ لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے، اس سے بہت بڑھا کر مہمان لے جاتے ہیں اور میزبان کو تکلیف میں مبتلا کرتے ہیں، جتنے لوگ بڑھا کر لے جائیں ان سب کے لئے کھانا ناجائز ہے اور لے جانے والا سب کا گناہ مول لیتا ہے۔

❁ اکثر گاؤں اور دوسرے شہروں سے آنے والے مہمان یہ امید اور تصور رکھتے ہیں کہ میزبان ان کے آنے کا یکطرفہ کرایہ ادا کرے گا، نہ دینے پر دل میں برا مانتے ہیں، یہ بھی غیر اسلامی مزاج ہے، ذرا غور کیجئے! کہ اس سے میزبان پر کتنا بار پڑے گا۔

❁ بعض لوگ میزبان کی دعوت چٹھی، خط، کارڈ، فون، نوکر یا اولاد کے ذریعے بھیجنے پر برا مانتے اور دعوت قبول نہیں کرتے اور یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ میزبان خود تشریف لا کر دعوت دے تو دعوت قبول کی جائے گی، یہ حرکت بھی غیر اسلامی ہے، چٹھی، کارڈ آجائے یا میزبان کا کوئی آدمی دعوت پہنچائے، تو اسے ہی دعوت نامہ سمجھ کر قبول کرنا چاہئے، یہ اسلامی اخلاقیات کا تقاضا بھی ہے، میزبان کے آکر دعوت دینے کی ضد میں دعوت قبول نہ کرنا، غیر اسلامی عمل ہے۔

❁ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: بدترین کھانا وہ ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مالداروں کو دعوت دی جائے اور غریبوں کو چھوڑ دیا جائے پھر فرمایا کہ جس نے دعوت منظور نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (بخاری ومسلم)

❁ بعض لوگ دعوت میں طعام کی دعوت نہ ہو، صرف چائے وغیرہ کی دعوت ہو تو نہیں جاتے، کوئی بہانہ بنا دیتے ہیں اور بعض لوگ ایک ساتھ دو تین دعوتیں آجانے پر کھانے کی دعوت کو ترجیح دیتے ہیں، یہ بھی غیر اسلامی حرکت ہے۔

❁ حضور ﷺ نے یہ بھی تعلیم دی کہ جب دو دعوتیں ایک ساتھ آجائیں، تو اس کی دعوت قبول کرو جس کا دروازہ (تم سے) قریب ہو اور اگر دونوں میں سے ایک پہلے

آئی، تو اسی کی دعوت قبول کرو۔ (احمد)

❁ چائے اور کھانے کی دو دعوتیں ایک ساتھ آجائیں، تو بھی حضورﷺ کی تاکید کو یاد رکھنا ہوگا اور اگر طاقت اور وقت ہو تو چائے کی دعوت میں شریک ہونے کے بعد پھر کھانے کی دعوت میں تشریف لے جائیے۔

❁ اکثر مہمان میزبان کے پاس آتے ہی اپنے کھانے پینے کی چیزوں کا اظہار کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں: ہمیں فجر کی نماز کے ساتھ ہی چائے یا کافی چاہئے، میں ناشتہ فلاں وقت تک کر لیتا ہوں، یا فلاں فلاں چیز ناشتہ میں کھانے کا عادی ہوں، اور وقفہ وقفہ سے پان چائے اور خاص قسم کے زردہ وغیرہ کا مطالبہ کرتے ہیں، یہ سب بداخلاقی اور اسلامی آداب کے خلاف باتیں ہیں اور آپ کو طلب ہو تو پیسے خرچ کر کے بازار سے منگا لیں یا آتے وقت ہی ساتھ لیتے آئیں اور اپنے طلب کی چیز اپنے ساتھ رکھیں میزبان کے گھر آکر اس کا بوجھ میزبان پر ڈالنا یہ بہت بری بات ہے۔

❁ بعض لوگ اپنے میزبان کے سامنے کہتے ہیں کہ غذاؤں میں فلاں فلاں چیز ہمیں پسند نہیں، گویا وہ میزبان کو احساس دلاتے ہیں کہ مجھے ان کے علاوہ غذائیں کھلائی جائیں، یا یہ کہتے ہیں کہ میں فلاں کے پاس گیا تھا، اس نے ہمیں یہ یہ کھلایا اور اس انداز سے ہماری خاطر تواضع کی، گویا کہ میزبان کو اسی طرح خاطر تواضع کرنے کا اشارہ کرتے ہیں، یہ بھی اخلاق سے گری ہوئی حرکت ہے، اور ہلکی ذہنیت کی علامت ہے، جو کچھ مرضی کا کھانا ہے، اپنے گھر بنا کر کھائیے، دوسروں کے گھر مہمان بن کر فرمائش نہ کیجئے، بوجھ نہ بنئے۔

❁ مہمان کو چاہئے کہ اپنی طرف سے کسی طرح کا مطالبہ نہ کرے اور میزبان جو کچھ اس کی ضیافت میں پیش کرے، اس پر میزبان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے خندہ پیشانی اور خوشی خوشی سے کھالے، غیر ضروری بوجھ میزبان پر نہ ڈالے، اپنے آپ کو اتنا اونچے اخلاق والا بنائے کہ کوئی بھی آپ کو بوجھ نہ سمجھے، دل کے لگاؤ کے ساتھ آپ کی عزت اور خاطر تواضع کرنے کے لئے دوڑے، میزبان کا دل جیت کر مہمان بنئے۔

❁ بعض مہمان میزبان کے پکوان کو پسند نہیں کرتے اور اپنی جی کی خواہش پر پکوان چاہتے ہیں اور کبھی کبھی تو دسترخوان پر ہی ناخوشگواری کا اظہار کر دیتے ہیں کہ اس میں نمک زیادہ ہے یا مرچی کم ہے یا یہ اچھا نہیں پکا، بے مزہ اور بد مزہ ہے، ٹھیک نہیں لگا، دل کو نہیں لگا، بریانی اچھی نہیں بنی، میٹھا خراب ہو گیا۔ حضورﷺ نے کھانے میں عیب نکالنے سے مسلمانوں کو منع فرمایا، جو کچھ ملے اس کو شکر کے ساتھ کھانے کی تعلیم دی۔

❁ مہمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ میزبان کی دولت کا اندازہ لگا کر اپنی مہمانی کی توقع کرے، اگر میزبان اس کی توقع سے ہٹ کر ضیافت کرے، تو مہمان دل ہی دل میں ناراض ہوتا ہے اور مہمانی سے خوش نہیں ہوتا، یہ بھی اسلامی آداب کے خلاف بات ہے، مہمان میزبان کی دولت پر نگاہ نہ رکھے۔

❁ اکثر لوگ میزبان کی زبانی تعریف کر کے ان کو خوش کرتے اور ان کے مہمان بن کر ان کا خرچ کراتے؛ مگر خود میزبان بننا نہیں چاہتے، وہ صرف دوسروں کا کھانا جانتے، مگر خود کسی کو کھلانے کی خواہش نہیں رکھتے، ہمیشہ مہمان مت بنئے کبھی کبھی دوسروں کو بھی مہمان بنائیے، اس سے آپس میں خلوص و محبت بڑھتی ہے۔

❁ بعض لوگ مالی حالت سے کمزور اور پریشان رہتے ہیں، اس لئے ان کی مالی حالت کا اندازہ لگا کر کھانے پینے میں احتیاط کیجئے، زبردستی ان کو خرچہ میں مبتلا نہ کیجئے، البتہ اگر میزبان بہت زیادہ ٹھہرنے یا کھانے کے لئے مجبور کرے، تو رک کر کھالیں۔ اگر میزبان پریشان حال ہو تو اس کے گھر ٹھہر کر عقلمندی یہ ہے کہ باہر جانے کے بہانے ہوٹل میں کھالیا کریں، یا تحفہ کے نام پر کچھ رقم دیں۔

❁ اسلامی آداب کے لحاظ سے کسی کے پاس تین دن سے زیادہ مہمان نہیں رہنا چاہئے، مجبوری ہو تو الگ بات ہے، مسلم معاشرے میں دامادوں کو بھی اس کا خاص خیال رکھنا چاہئے، مسلمان زندگی کے ہر شعبے میں اسلام پر ہوتا ہے۔

❁ حضورﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے

مہمان کا اکرام کرے، مہمان کا اچھا کھانا ایک دن ایک رات ہے اور مہمانی تین دن ہے، اس کے بعد جو مہمان کھائے گا، وہ صدقہ ہے اور مہمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ میزبان کے پاس اتنا ٹھہرے کہ اسے تنگی میں ڈال دے۔ (مشکوۃ)

مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے آقا کی یہ ہدایات یاد رکھیں اور آپ ﷺ کی تعلیمات کے خلاف عمل نہ کریں۔

❁ مہمانوں میں خاص طور پر داماد اپنے سسرال پر زبردستی بوجھ بنتے ہیں اور سسرال سے ہر روز غیر معمولی خاطر تواضع کی امید رکھتے ہیں اور بعض تو خواہش کر کر کے اپنی مہمانی کراتے ہیں، اگر صحیح خاطر تواضع نہ ہو، یا مرضی کے مطابق نہ ہو، تو اس کا غصہ بیوی پر نکالتے ہیں، یہ صحیح مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے؛ بلکہ ہلکا پن، احسان فراموشی اور غیر انسانی حرکت اور جہالت ہے، اسلام اس کو قطعی پسند نہیں کرتا۔

❁ اکثر مہمان میزبان کے گھر سے واپس آ کر اس کے گھر، اس کی بہو، بیٹی یا اس کے سامان کی بُرائی کرتے اور اس کی غیبت کرتے ہیں، یہ بھی گناہ ہے، مثلاً یہ کہتے ہیں کہ ان کے پاس سامان ہی گت کا نہیں، ان کا گھر جھونپڑی نما ہے، ان کے پاس پیسے ہی گت نہیں یا ان کی بہو یا فلاں بیٹی بدمعاش ہے، ان کی اولاد ان پڑھ جاہل ہے، یا فلاں کالی ہے، گڈی اور موٹی بھینس کی طرح ہے، کیسا مٹک مٹک کر چل رہی تھی وغیرہ یا پھر میزبان کے لوگوں کی نقل کرتے ہیں، یہ بہت ہی بُری اور گناہ کی بات ہے، اس کا شمار غیبت میں ہوگا اور حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا: غیبت کرنا ایسا ہے جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا۔

❁ مہمان کے لئے میزبان کے گھر میں رہ کر تانک، جھانک کر پردہ دار عورتوں سے بات کرنا یا ان کو دیکھنے کی کوشش کرنا یا ان کی نوجوان لڑکیوں سے مذاق و دلگی کرنے کی کوشش کرنا بالکل جائز نہیں۔

❁ بعض مہمان جب میزبان کے گھر آتے ہیں تو میزبان کے گھر کی چیزوں کو ہاتھ لگانے سے اپنے بچوں کو نہیں روکتے، جس کی وجہ سے بچے میزبان کے گھر کی چیزوں کو

توڑ پھوڑ دیتے یا خراب کر دیتے ہیں اور میزبان مہمان کے اکرام میں کچھ نہیں کہہ سکتا، دل ہی دل میں کڑھتا اور ناراض ہوتا ہے، اس لئے کسی کے گھر جائیں تو اپنے بچوں کو کنٹرول میں رکھئے اور میزبان کے سامان کو ہاتھ لگانے مت دیجئے۔

❁ بعض لوگ تو میزبان کے گھر کے کھلونوں کو اپنی ملکیت کی طرح اپنے بچوں کو کھیلنے کو دے دیتے ہیں یا پھر ان کے فرش قالین اور شطرنجی پر چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر بول و براز کرا دیتے ہیں اور انجان بنے بیٹھے رہتے ہیں، یہ بھی غیر اخلاقی حرکت ہے اور اسلامی آداب کے خلاف ہے۔

❁ اکثر لوگ میزبان کے گھر آکر فون دیکھتے ہی اس کا آزادی کے ساتھ استعمال شروع کر دیتے ہیں اور دوستوں، رشتے داروں سے گھنٹوں فون پر گفتگو کر کے میزبان کے فون کے بل میں اضافہ کرتے ہیں، بعض لوگوں کو فون دیکھتے ہی فری فون کرنے کی عادت ہوتی ہے اور وہ کم سے کم ایک ہی فون کئے بغیر نہیں رہتے، یہ بھی اخلاقیات سے گری ہوئی حرکت ہے، اس سے میزبان کے دل کو تکلیف ہوگی، ایمان والا خود دار ہوتا ہے، وہ دوسرے کے لئے رحمت بنتا ہے، زحمت نہیں، غیر ضروری کسی پر بوجھ مت بنئے۔

❁ میزبان کے گھر جانے پر اگر مرد حضرات موجود نہ ہوں تو پردہ دار عورتوں کے گھر میزبان کے انتظار میں گھر کے دیوان خانہ وغیرہ میں اکیلئے مہمان کو نہیں بیٹھنا چاہئے، اور بے پردہ عورتوں کے گھر میں تو داخل بھی نہیں ہونا چاہئے، اس سے میزبان کو غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے، یا میزبان کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر ان کی عورتوں سے لچے دار باتیں یا ہمدردی کی باتیں نہ کریں، ایسی حرکتیں کرنا فساد کا ذریعہ بنتی ہیں، میزبان کا گھر پر نہ ہونے کی صورت میں لوٹ آئے یا پھر مجبوری ہو تو گھر کے باہر ٹھہر کر انتظار کیجئے۔

❁ یہ خواہش بالکل نہ رکھیں کہ میزبان کی عورتیں آکر اس کی ضیافت خود اپنے ہاتھوں سے کریں بعض دیور اور بہنوئی سالیوں اور بھاوجوں کا خاطر تواضع نہ کرنے پر بُرا مانتے ہیں اور بے عزتی سمجھتے ہیں، حالانکہ ان دونوں قسموں کی عورتوں کو پردہ کرنا ضروری

ہے، یہ سب غیر مسلموں کا مزاج اور آوارگی کی علامت ہے، جو اسلامی طریقہ زندگی کے بالکل خلاف ہے۔

❁ اکثر لوگ اپنے پیرو مرشد کی دینداری سے متأثر ہو کر ان کو گھر پر مہمان رکھتے اور ان کی ضیافت کے لئے اپنی پردہ دار عورتوں یعنی بیوی، بیٹیاں اور بہوؤں کو مرشد کی ضیافت کرنے کے لئے بے پردہ کر دیتے ہیں، یہ حرکت بھی اسلامی مزاج اور احکام کے خلاف ہے، کسی بھی پیرو مرشد کے ساتھ ایسا غلو نہ کیا جائے، جس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی ہوتی ہے، حضور ﷺ نے اپنی ازواج کو ایک موقع پر نابینا صحابی سے بھی پردہ کرنے کا حکم فرمایا۔

❁ مہمان اگر دیندار اور بزرگ شخصیت ہو تو میزبان اس سے اپنے اور گھر والوں کے لئے خیر و برکت کی دعا کی درخواست کرے، ویسے ایک مسلمان جب کسی کا مہمان بنتا ہے، تو مہمان کو چاہئے کہ وہ اپنے میزبان کے لئے خیر و برکت اور کشادہ رزق کی، دین پر سلامتی اور مغفرت کی دعا کرے، حضور ﷺ نے یہ تعلیم دی کہ اپنے بھائی کو صلہ دو۔ صحابہ نے پوچھا صلہ کیا دیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی اپنے بھائی کے پاس جائے اور وہاں مہمان بنے، تو اس کے حق میں خیر و برکت کی دعا کرے، یہ اس کا صلہ ہے۔ (ابوداؤد)

❁ حضور ﷺ نے میزبان کے لئے بہت ساری دعائیں بتائیں، ان میں سے ایک یہ ہے: اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِیمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ (مسلم)

جب کسی کے یہاں روزہ افطار کرے تو یہ کہے: اَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّائِمُوْنَ وَ اَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلَائِکَۃُ ۔ (ابو داؤد)

ترجمہ: تمہارے پاس روزے دار افطار کریں، نیک لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے لئے رحمت و مغفرت کی دعا کریں۔

❁ بعض مہمان میزبان کی اجازت کے بغیر دوسرے مہمان کی خاطر تواضع میں

گوشت اور میٹھا وغیرہ ان کے برتن میں ڈالتے اور انہیں کھانے پر مجبور کرتے ہیں، مہمان کے لئے میزبان کی اجازت کے بغیر ایسا کرنا، اسلامی آداب کے خلاف ہے، ہاں اگر میزبان خود مہمان سے کہے کہ وہ فلاں صاحب کا خیال رکھیں اور انہیں کھانا وغیرہ ڈالیں تو جائز ہے بغیر میزبان کی اجازت کے تواضع کرنے سے پکوان کی مقدار میں کمی ہوسکتی ہے اور وہ سب کی ضیافت صحیح نہیں کر سکے گا۔

❁ مہمان جائیں تو میزبان کے لئے یا اس کے بچوں کے لئے تحفہ بھی لے جائیں، اس سے محبت اور خلوص بڑھتا ہے، جب دعوت دے کر بلایا جائے تو مہمان کو چاہئے کہ وہ میزبان کو غیر ضروری انتظار نہ کرائے؛ بلکہ وقت پر پہونچ جائے۔

❁ مسلم معاشرے میں علم کی کمی اور جہالت کی وجہ سے بہت ساری بدعات کی رسمیں ہوتی ہیں اور ان پر دعوت دی جاتی ہے، مثلاً عرس، زیارت، چہلم، برسی، گیارھویں، کونڈے، محرم، دسواں، بیسواں، چھلہ، چھٹی، کی رسم، بال نکالنے کی رسم، ختنہ کی دعوت، مہندی کی رسم، جمعگی اور چوتھی وغیرہ یہ سب بدعات یا غیر مسلموں سے لی گئی ہیں اور ایسی تمام دعوتوں کا بائیکاٹ کرنا چاہئے۔

❁ جس انسان کے پاس حرام مال، سود اور رشوت کی زیادتی ہو، اس کی بھی دعوت قبول نہ کی جائے۔ شرکیہ اعمال والی دعوت بھی قبول نہ کی جائے۔

❁ مہمان کو چاہئے کہ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد زیادہ دیر میزبان کے پاس نہ بیٹھے، جلد ہی شکریہ اور دعا کے ساتھ رخصت ہونے کی کوشش کرے۔

❁ مہمان کو چاہئے کہ وہ میزبان کی مصروفیت، کاروبار اور نوکری کا بھی خیال رکھیں، تاکہ میزبان کے کاروبار خراب ہونے نہ پائیں۔

❁❁❁❁❁

❁❁❁

اسلام میں ہدیہ اور تحفہ کی اہمیت

۞اسلام نے انسانوں میں باہمی الفت ومحبت اور خوشگوار تعلقات پیدا کرنے نیز بغض وعداوت اور کینہ کودور کرنے کے لئے آپس میں ہدیہ اور تحفہ دینے لینے کی تعلیم دی ہے ،جس کی وجہ سے انسانوں میں خودغرضی اور بے گانگی دور ہوتی ہے، اس طرح انسان ایک دوسرے کی محبت اور ہمدردی لوٹ سکتا ہے اور ایک دوسرے کا غمگسار بن سکتا ہے۔

۞ ہدیہ اور تحفہ بغیر کسی دنیوی غرض اور مطلب کے صرف اللہ تعالی کی محبت میں اور اللہ تعالی کے واسطے اپنے بھائی کا دل خوش کرنے اور اس سے اپنے تعلق کو ظاہر کرنے کے لے دیا جائے، اس سے دوسرے انسانوں کے دلوں میں محبت بڑھتی ہے، مگر موجودہ زمانے میں تربیت کے نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان بھی دوسری قوموں کی طرح رسم ورواج کا شکار ہوگئے ہیں اور ان میں تحفہ اور ہدیہ کی جگہ سودابازی آگئی ہے اور تحفہ اور ہدیہ رسم ورواج بن گیا ہے۔

۞ یاد رکھئے! اسلام کی طرف لوگوں کو دعوت دینے کے لئے اپنے اور غیر دونوں کے دلوں میں اپنی محبت وہمدردی پیدا کرنا بھی تبلیغ کا ایک طریقہ ہے اور لوگوں سے دشمنی، بغض وعداوت اور کینہ ختم کرنے کے لئے بھی تحفہ دینا اور لینا بہت ہی عمدہ اور اعلی طریقہ ہے، اس سے دلوں کا میل ڈھل جاتا ہے۔

۞ حضور ﷺ نے بارہا تحفہ اور ہدیہ دے کر اور قبول کر کے عملی طور پر نمونہ پیش کیا اور مسلمانوں کو تحفہ دینے اور لینے کی ترغیب دی۔

۞ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آپس میں ہدیہ اور تحفہ دیا کرو، ہدیہ سینوں کی

کدورت اور نجش دور کر دیتا ہے۔ (مؤطاامام مالک:١٦٦١)

۞ رسول ﷺ نے فرمایا: ایک پڑوسن دوسری پڑوسن کے ہدیہ کے لئے بکری کے کھر کے ایک ٹکڑے کو بھی حقیر اور کمتر نہ سمجھے۔ (بخاری:٢٥١٧)

۞ اس حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے یہ تعلیم دی کہ تحفہ یا ہدیہ دینے کے لئے یہ ضروری نہیں کے بہت بڑھیا اور قیمتی چیز دینے کا انتظار کرے؛ بلکہ اگر روزمرہ کی غذاؤں سے ہٹ کر گھر میں کوئی اچھا سالن بھی بنالیا جائے، تو وہ بھی تحفہ میں بھیج دیا کرو اور اس میں کوئی عیب نہیں، تحفہ قبول کرنے والے کو چاہئے کہ وہ بکری کے کھر کو بھی خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کرے، اس پر طعنہ نہ دے اور ناک بھوں نہ چڑھائے اور نہ ہی واپس کرے، یہ بداخلاقی اور گری ہوئی حرکت ہے۔

۞ اگر کسی کے ساتھ دشمنی بڑھنے کا خدشہ ہو تو اس کو تحفہ بھیجئے، پھر دیکھئے اس کی ساری دشمنی ٹھنڈی پڑ جائے گی۔

۞ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بھی تعلیم دی کہ خوشبو (تیل)، پھول، تکیہ، دودھ اگر کوئی پیش کرے تو واپس نہیں کئے جائیں انہیں قبول کیا جائے۔ (ترمذی۔٢٧٩٠)

۞ حضور ﷺ نے ہدیہ اور تحفہ دے کر واپس لینے کو منع فرمایا اور اس کی مثال یوں فرمائی کہ تحفہ دے کر واپس لینا ایسا ہی ہے جیسے کتا قے کرے اور پھر اسی قے کو چاٹ لے۔ (سنن ترمذی:٢١٥١)

۞ عام طور پر مختلف لوگ مختلف عہدوں پر ہوتے ہیں، وہ اپنے اثر و رسوخ سے لوگوں کے مختلف کام کر دیتے یا کروا دیتے ہیں یا پھر مختلف لوگ بعض عہدے داروں سے اپنا کچھ کام کرواتے ہیں، کام نکلنے کے بعد ان کو تحفہ یا ہدیہ کے نام پر کوئی چیز یا روپیہ پیسہ دیتے ہیں، اسلام نے اس قسم کے تحفہ اور ہدیہ قبول کرنے کو رشوت کی ایک قسم بتلائی اور کام کرنے والے کو اس قسم کا تحفہ قبول کرنے سے منع کیا۔

۞ مہمان کو چاہئے کہ وہ جب کسی کے پاس جائے تو اپنے میزبان کے بچوں کے

لئے مٹھائی یا فروٹ لیتے جائے اور میزبان کے بچوں سے پیار ومحبت کا سلوک کرے، ان سے لاڈ و پیار کرے، ان کے ساتھ کھیلے، ہنسی، دل لگی بھی کرے، اچھی اچھی باتیں بھی کرے، ہنس کر، پیار ومحبت اور چاہت کے ساتھ ملنا بھی ایک تحفہ ہے۔

۞ اکثر لوگ مہمان کے آنے پر یہ جائزہ لیتے ہیں کہ مہمان کوئی تحفہ لایا ہے یا نہیں؟ اگر نہ لائے تو دل سے برا مانتے اور مہمان کے پیچھے غیبت بھی کرتے ہیں کہ اسے ڈھنگ اور طریقہ نہیں معلوم، پھر اس کی خاطر تواضع میں دلچسپی نہیں دکھاتے، اس طرح کا عمل غیر اسلامی، جہالت اور اخلاق سے گری ہوئی حرکت ہے۔

۞ غیر تربیت یافتہ اور بگڑے ہوئے مسلم معاشرے میں کثرت سے رسم ورواج ہوتے ہیں اور مسلمان غیر مسلموں کی طرح رسم ورواج کی پابندی کرتے ہوئے تحفہ دینے کو ایک رسم بنا چکے ہیں، غیر مسلم عام طور پر تحفہ دینے والے کا نام لکھ لیتے، پھر اس کی شادی بیاہ میں اس میں کچھ اضافہ کر کے واپس دے دیتے ہیں، بالکل اسی طرح مسلمانوں نے بھی بس شادی بیاہ اور دیگر تقاریب میں ہی تحفہ دینے کا طریقہ بنا کر تجارت بنا چکے ہیں اور تحفہ کو بلا سودی قرض کہہ کر ایک دوسرے کو دیتے لیتے ہیں، بعض لوگ جو قریب کے رشتہ دار ہوتے ہیں، قرض لے کر مجبوراً تحفہ واپس کرنے کا اہتمام کرتے ہیں اور دعوت میں مقروض کی حیثیت سے شریک ہوتے ہیں۔

۞ اکثر عہدہ اور کرسی والے اپنے تمام جاننے والوں کو ان سے سونا، چاندی اور روپیہ پیسہ ملنے کا تصور رکھ کر دعوت دیتے ہیں اور تحفہ کے نام پر خوب سونا، چاندی کی وصولی کرتے ہیں۔

۞ بعض لوگ مہمانوں کے چلے جانے کے بعد ہر ایک کے تحفہ کی جانچ کرتے ہیں، اگر ان کو توقع سے کم ملے تو مہمان کی غیبت کرتے ہیں۔ مثلاً:

۞ کوئی کہتا ہے کہ ہم نے تو فلاں کی بیٹی کی شادی میں سونے کی انگوٹھی دیا تھا، اس نے ہم کو صرف سو روپئے دئے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں گھر والے بیوی بچے ملا کر چھ آدمی آئے، مگر انہوں نے صرف پچاس روپئے ہی رکھا، یہ سب نیچ اور گھٹیا باتیں ہیں، ایسے لوگوں کو اپنی دعوت کی جگہ (Paying Guest) دعوت کی قیمت دینے والے مہمان آنا ہوگا، کا بورڈ لگانا چاہئے، یعنی یہاں دعوت تو ضرور ہے؛ مگر ہر مہمان کو کھانا کھانے کے بعد تحفہ کے نام سے روپئے پیسے یا سونا چاندی دینا ہوگا۔

عام طور پر یہ رسم بنی ہوئی ہے کہ اگر کسی نے کسی کی دعوت کے موقع پر سو دو سو روپئے تحفہ دیا تھا، تو لوگ اس میں کچھ اضافہ کے ساتھ اس کی کسی تقریب کے موقع پر تحفہ کے نام سے واپس دیتے ہیں۔

بعض لوگوں کو یہ تک کہتے سنا گیا کہ اب ہمارے پاس سب تقاریب ہو چکیں، ہم کیوں بھاری تحفہ دے کر پھنس جائیں، پھر ہمارا تحفہ واپس نہ آئے گا۔

ذرا غور کیجئے! ہمارے آقا ﷺ کا طریقہ اور تعلیم کیا ہے؟ اور ہم کس طرح تحفہ کا رواج بنا چکے ہیں، یہ جو تحفہ رواج پا گیا، اس سے آپس میں کوئی انس اور محبت پیدا نہیں ہوتی؛ بلکہ یہ ایک قسم کے لین دین کا کاروبار ہے، جو تحفہ کے نام سے جاری ہے۔

افسوس کہ مسلمان تحفہ کی حقیقت سے واقف نہیں اور نہ وہ بے موقع، بے محل، بغیر کسی تقریب کے تحفہ دینے کو اہمیت دیتے ہیں، یاد رکھئے! بغیر کسی تقریب اور دعوت کے عام حالات میں جب ایک دوسرے سے ملاقات کریں یا کسی کے گھر جائیں تو ہدیہ اور تحفہ کے نام سے کچھ روپئے یا سونا چاندی یا کوئی اور چیز بچوں کے ہاتھ میں تھما دیں۔

اپنے عزیز اور رشتہ داروں کو ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے یا دوا اور علاج کے لئے یا ضروریات زندگی کے لئے تحفہ کے نام پر کچھ روپئے پیسے دیتے رہیں، اس سے تعلقات گہرے ہوتے ہیں، لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے، اور دلوں کی کدورت دور ہوتی ہے۔

حضور ﷺ نے مسلمانوں کو تحفہ دینے اور لینے کی ترغیب جو دی ہے، اس روشنی

میں ایک مسلمان اپنے بھائی کا صرف تحفہ قبول کر کے نہ بیٹھ جائے؛ بلکہ اپنے بھائی کو بھی اپنی حیثیت اور وقت کی مناسبت سے اس سے بہتر تحفہ دے کر اس کے دل میں اپنی محبت پیدا کرنے کی کوشش کرے اسلام میں احسان کرنے والوں کے ساتھ احسان کرنے کی تعلیم دی ہے۔

❁ انسان جب بیمار ہوتا ہے تو علاج اور دواؤں میں بہت خرچ آتا ہے، ایسے موقوں پر اپنے بھائی کے خرچ میں آپ بھی مدد کر کے شریک ہوجایئے۔

❁ بچوں کی کتابیں، کاپیاں اور اسکول کی فیس وغیرہ میں کچھ پیسے یا کتابیں کاپیاں دلا کر تحفہ کے نام پر اپنے بھائی کی مدد کیجئے، اس سے آپس میں محبت بڑھے گی۔

❁ اگر کسی کے بچے بے روزگار ہوں تو ان کو تحفہ کے نام پر کچھ مدد کریں۔

❁ خاندان کے غریب بچے پڑھنے کے شوقین ہوں اور محنت کر رہے ہوں تو ان کی پڑھائی مکمل ہونے تک تحفہ کے نام پر ان کی فیس کتابیں وغیرہ کے لئے مدد کرتے رہیں۔

❁ اسی طرح غریب لوگوں کو ان کی غریبی پر مدد دیکر ان کو بھیک لینے کا عادی مت بنایئے؛ بلکہ کچھ کاروبار لگا کر جینے کا طریقہ سکھانے کے لئے سامان خرید کر اس شکل میں تحفہ دیں تاکہ وہ قرض لینے اور سود وغیرہ کی لعنت سے بچ جائیں اور اطمینان وسکون سے کاروبار پر لگ جائیں۔

❁ جو قرض میں مبتلا ہوں انکے قرض کے بوجھ کو ہلکہ کرنے کیلئے کچھ رقم تحفہ دیں۔

❁ اکثر مرشدوں اور پیروں کو اپنے مریدوں سے تحفے اور ہدیہ کے نام پر جو کچھ دیا جاتا ہے وہ فوراً اسے لے لیتے ہیں؛ مگر وہ اپنے مریدوں کو تحفہ کے نام پر کچھ نہیں دیتے، سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے ہیں اور مریدوں کو دینا شان کے خلاف ہے، حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ تحفے لیتے بھی تھے اور دیتے بھی تھے۔

❁ اکثر مسلمان صرف اپنے پیر و مرشد یا امام ہی کو ہدیہ و تحفہ دینے کی ایک رسم بنا چکے ہیں، کبھی ان کو اپنے غریب رشتے داروں اور دوست احباب کا خیال تک نہیں آتا۔

۞ آپس میں بغیر تقاریب اور دعوتوں کے تحفہ اور ہدیہ دینے کا رواج عام کیجئے، پھر دیکھئے مسلم معاشرہ دنیا میں جنت کا نظارہ پیش کرے گا۔

۞ شادی بیاہ کے موقع پر خاص شادی کے وقت تحفہ دینے کے بجائے شادی سے پہلے بغیر کسی نام ونمود کے کوئی خاص سامان خاموشی سے دلا کر اپنے بھائی کے بوجھ کو ہلکا کیجئے یا دولھا دولہن کسی وقت ملنے آئیں تو اس وقت سونا چاندی دیجئے۔

۞ تحفہ اور ہدیہ قبول کرنے کے بعد جَـزَاکَ الـلّٰـهُ خَيْـراً اللہ تعالیٰ تم کو اس کا بہترین بدلہ اور صلہ عطا فرمائے کہنا، اسلامی آداب ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی پر کسی نے کوئی احسان کیا اور اس نے محسن کے لئے یہ کلمات کہہ کر دعا کی تو (اس دعائیہ کلمہ ہی کے ذریعہ) اس کی پوری تعریف بھی کردی۔ (ترمذی)

۞ گویا اس کے ذریعہ یہ اعتراف کیا جارہا ہے کہ میں آپ کے اس احسان کا بدلہ ادا نہیں کرسکتا، میں تو ایک عاجز اور مجبور بندہ ہوں، میں اپنے مالک اور پروردگار سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو اس سے بہتر بدلہ عطا فرمائے، ان دعائیہ الفاظ میں احسان کرنے والے کے احسان مند ہونے کا بھی اظہار کیا جارہا ہے۔

۞ چھوٹے بچوں کا دل جیتنے کے لئے ان کی پسند کی چیز تحفہ دیجئے، پھر دیکھئے وہ آپ کے کیسے دیوانے اور فرمانبردار بن جاتے ہیں۔

۞ نوکروں اور خدمت گزاروں کو ان کی اپنی تنخواہ سے ہٹ کر کبھی کبھار کچھ تحفہ کے نام پر روپے پیسے، کپڑا یا کوئی اچھی چیز دیجئے، پھر دیکھئے وہ آپ کی خدمت دل وجان سے کریں گے اور آپ کے دیوانے بنے رہیں گے۔

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞

امانت میں خیانت کرنا

یَـا أَیُّهَـا الَّـذِیْـنَ آمَـنُـواْ لاَ تَـخُونُواْ اللّـهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُواْ أَمَانَاتِکُمْ وَأَنتُمْ تَعْلَمُون (الانفال: ۲۷)

اے ایمان والو! تم اللہ اوراس کے رسول کے حقوق میں خیانت نہ کرواورآپس کی امانتوں میں خیانت نہ کرواور تم تو جانتے ہو۔

إِنَّ اللّهَ لاَ یُحِبُّ الخَائِنِیْنَ (الانفال: ۵۸)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّواالْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَهْلِهَا (النساء ۵۸)

(مسلمانوں) اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت (رکھنے) والوں کی امانتیں (جب مانگیں) ان کے حوالے کردو۔

۞ حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: قیامت کے دن ہر دھوکہ دینے والے کیلئے ایک جھنڈا ہوگا جو اسکے پاخانے کے مقام پر لگایا جائیگا وہ اسکے دھوکہ کے برابر بلند ہوگا، جو شخص عوام کا امیر ہو اسکے غدر یعنی دھوکہ سے بڑھ کر کسی کا دھوکہ نہیں۔ (مستدرک حاکم: ۸۵۴۳)

۞ اسی طرح امانتوں میں خیانت کا بھی عام طریقہ بن گیا ہے، مسلمانوں کی اکثریت کو یہ بات ہی نہیں معلوم کہ خیانت کسے کہتے ہیں؟ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مال میں گڑبڑ کرنے کو خیانت کہتے ہیں؛ بلکہ اسلام کے نزدیک خیانت کا بہت وسیع مفہوم ہے، اس کا مختصر اور آسان خلاصہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے جو حقوق مقرر کئے ہیں ان کے ادا

کرنے میں ایمانداری نہ برتنا، بد دیانتی اور بے ایمانی سے پیش آنا خیانت ہے۔

۞ وراثت کے مال کو ان کے حقداروں کو نہ دے کر دبا لینا خیانت (بے ایمانی) ہے، یا پھر ترکہ کے مال میں اچھا اور عمدہ مال خود رکھ لینا اور خراب مال، ناکارہ مال دوسرے حصہ داروں کو دینا خیانت اور بے ایمانی ہے یا پھر ماں باپ کے گزر جانے کے باوجود ترکہ تقسیم نہ کر کے اپنے استعمال میں رکھنا یا اس سے فائدہ اٹھاتے رہنا اور حصہ داروں کو نہ دینا خیانت اور بد دیانتی ہے۔ وارثوں کو اطلاع دئے بغیر مال فروخت کر دینا یا فروخت کرنے کے بعد پوری رقم خود دبا لینا، یہ خیانت اور بے ایمانی ہے۔ یا چھوٹے بھائی بھنوں کو اپنے قبضہ میں رکھ کر پوری جائداد ہڑپ کر جانا خیانت ہے۔

۞ کسی کے مال و دولت یا زیورات یا مکان، دوکان اور گاڑی کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کر کے اس کی اجازت کے بغیر استعمال کرنا اور اپنے تصرف میں لانا اور خرچ کر لینا بھی خیانت ہے۔

۞ قوم وملت کے ساتھ بے وفائی کرنا بھی خیانت ہے مثلاً اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا اور اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وفاداری کا اعلان کرنا اور پھر مسلمانوں کے خلاف ان کے دشمنوں سے سازباز کر کے مسلمانوں کو، اسلام کو نقصان پہنچانا بھی خیانت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں منافقین یہی عمل کرتے تھے اور آج کل کے دور میں بعض مسلمان حکومت کے خریدے غلام اور مخبر بن کر مسلمانوں کی راز کی باتیں حکومت تک پہنچاتے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں، یہ منافقانہ حرکت ہے اپنی جماعت اور ملت کے ساتھ وفاداری نہ کر کے اس کو برباد کرنے کی کوشش کرنا بھی خیانت ہے۔

۞ کسی کی کوئی بات جو راز کے طور پر کسی نے بتلائی ہو اور دوسروں کے سامنے ذکر کرنے سے منع کیا ہو، اس کو دوسروں کے سامنے بیان کر دینا بھی خیانت ہے، مگر تین راز کو فاش کرنا ضروری ہے، قتل کا پروگرام، زنا کا پلان، ناحق مال لینا کا پروگرام۔ (ابوداؤد)

۞ بیوی کا اپنے شوہر کی خاص خاص باتیں جو اس نے راز میں کہی ہو اس کو ماں

بہنوں یا رشتہ داروں کے سامنے بیان کرنا خیانت ہے ۔میاں بیوی کے درمیان خفیہ باتیں بھی امانت ہے۔(مسلم)

۞ بیوی اپنے شوہر کے ساتھ اور شوہر اپنی بیوی کے ساتھ وفاداری اور حقوق ادا نہ کرے اور غیر عورتوں اور غیر مردوں میں دلچسپی لے تو یہ بھی خیانت ہے۔

۞ سوسائٹی یا مدرسے یا مسجد کی کمیٹی کے ذمہ دار بن کر وہاں کی چیزوں کو ذاتی مقاصد میں استعمال کرنا اور ذاتی فائدہ اٹھانا خیانت ہے۔

۞ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار تم سب نگراں کار ہو ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا، جو شخص امام ہے (یعنی اقتدار اعلی کا عہدہ سنبھالے ہوئے ہے) وہ سب لوگوں کا نگراں کار ہے اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی نگران کار ہے، اس سے اس کے بارے میں سوال ہوگا، نوکر اپنے آقا کے مال کا نگراں کار ہے اس سے مال کے بارے میں سوال ہوگا، (پھر بطور تاکید ارشاد فرمایا) خبردار تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا (بخاری ومسلم) رعیت کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کی نگرانی دی گئی ہو اور جو چیز یا شخص، ماتحت ہو۔اس حدیث میں انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر انسانوں کو ذمہ دار بنادیا گیا ہے۔

۞ حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے کسی ذمہ داری پر نہیں لگاتے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذرؓ میں تمھیں ضعیف دیکھتا ہوں اور تمہارے لئے وہ پسند کرتا ہوں، جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں دو آدمیوں کا امیر مت بننا اور یتیم کے مال کا متولی نہ ہونا۔(مسلم)

۞ یہی وجہ تھی کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو جب کہا گیا کہ وہ امیر المومنین کا عہدہ سنبھالیں، تو انہوں نے کہا کہ مجھے اوندھا لیٹا کر چھری بھی چلا دی جائے تو بھی میں یہ ذمہ داری قبول نہیں کرونگا، حضرت عمر بن عبدالعزیز کو جب لاعلمی میں خلافت دی گئی،

تو وہ بے انتہا روئے اور اپنے کندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری محسوس کی اور خدا کے پاس جواب دینے سے گھبرا رہے تھے، لوگ آپ کو مبارک باد دے رہے تھے اور آپ دونوں گھٹنوں کے درمیان سر رکھ کر زارو قطار رو رہے تھے اور **اِنَّا لِلّٰہ** پڑھ رہے تھے۔

۞ چنانچہ انہوں نے ایک دن نہانے کے لئے پانی گرم کرنے کو کہا، خادم نے بیت المال کی لکڑیوں سے پانی گرم کردیا جب آپ کو معلوم ہوا تو اتنے پیسے بیت المال میں جمع کردئے۔

۞ حضرت عمرؓ سے ایک مرتبہ حضرت علیؓ ملنے اور کچھ مشورہ کرنے آئے حضرت عمر نے پوچھا کیا قوم وملت کے بارے میں بات کرنا؟ ہے تو آپ نے ذاتی مشورہ کا ذکر فرمایا، اس پر حضرت عمرؓ بیت المال سے باہر آئے، چراغ بجھادیا اور حضرت علیؓ سے بات کی۔ ذاتی کاموں کے لئے صحابہ سرکاری چیزوں کو استعمال نہیں کرتے تھے۔

۞ حضورﷺ نے ہجرت کے وقت مکہ والوں کی امانتوں کو واپس کر کے حضرت علیؓ کو مدینہ آنے کی تاکید فرمائی اس حالت میں بھی امانتوں کا بڑا خیال رکھا۔

۞ جب حقیقت میں انسان ایمان سے آراستہ ہوتا ہے تو ایک چھوٹا بچہ بھی مال میں خیانت نہیں کرتا، حضرت عمرؓ ایک مرتبہ گزر رہے تھے، راستے میں چرواہا لڑکا بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ پہاڑ کے دامن میں ملا۔ امیر المومنین نے اس کا امتحان لینے کو ایک بکری فروخت کرنے کو کہا، اس لڑکے نے جواب دیا میں غلام ہوں، ان بکریوں کا مالک نہیں۔ آقا کو کیا جواب دونگا، تو امتحان کی خاطر حضرت عمرؓ نے کہا کہ تو اپنے مالک سے کہہ دینا کہ ایک بکری کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ چرواہا بولا اگر آقا نہیں دکھ رہا ہے تو اللہ کو کیا جواب دوں گا، اس پر حضرت عمرؓ اس لڑکے کے جواب سے بہت خوش ہوئے اور اس کو خرید کر آزاد کردیا اور فرمایا کہ اس کلمہ کی بدولت تجھے دنیا میں تو آزادی حاصل ہوگئی، امید کرتا ہوں کہ آخرت میں بھی تجھے نجات ملے گی۔

۞ صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں یہ تمام کیفیت ایمان قبول کرنے کے بعد اپنے آپ کو قرآن وحدیث کا پابند بنانے سے آئی تھی، مگر موجودہ معاشرہ زبان سے ایمان کا

دعویٰ کرتا لیکن ہے ان کی حالتوں کو دیکھنے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایمان ابھی ان کے حلق سے نیچے نہیں اترا، وہ قرآن وحدیث کو پڑھنے کے باوجود ان کی پابندی نہیں کرتے اور نہ زندگی کے معاملات میں ان کو اختیار کرتے ہیں۔ آیئے ہم اپنے معاشرے کا جائزہ لیں۔

۞ مساجد کی کمیٹی کے رکن بن کر مصلیوں کی تمام ضرورتوں کا خیال نہ کرنا اور ان کے لئے صحیح العقیدہ اور صحیح قرآن پڑھنے والے کو امام مقرر نہ کرنا اوران کے لئے جمعہ میں وعظ ونصیحت کا صحیح انتظام نہ کرنا بھی خیانت ہے، یہ حالت تقریباً ہر مسجد کی ہے جہاں نہ اذان ہی صحیح دی جاتی ہے اور نہ نماز پڑھانے والے کی قرائت میں جان ہوتی ہے اور نہ جمعہ کی تقاریر سے مصلیوں کو کوئی عقل وفہم ملتا ہے۔

۞ مدارس اور بیت المال کے ذمہ دار بن کر عوامی چندہ کا صحیح استعمال نہ کرنا بھی خیانت وبے ایمانی ہے، عام طور پر مدارس کا بہت برا حال بنا ہوا ہے جہاں صرف خاندانوں کے پلنے کا ذریعہ اور نام ونمود بھر گیا، ہے دن بہ دن مدارس کا معیار گرتا جارہا ہے مدارس خاندانی اور ذاتی ملکیتیں بن رہی ہیں، مدارس میں والدین اپنے بچوں کو اساتذہ پر بھروسہ کر کے شریک کرتے ہیں اب اگر اساتذہ اپنا حق ادا نہیں کریں گے اور ان کی صحیح تعلیم وتربیت نہ کریں تو یہ بھی خیانت ہے، اگر عوامی اداروں میں مال ایک عنوان سے جمع کیا جائے اور اسکا مصرف دوسرے شعبوں میں کیا جائے تو یہ بھی خیانت ہے، آخر دوسری قوموں کو ہم کیسے اسلام سمجھائیں گے؟

۞ سیلاب اور زلزلوں کے وقت غریبوں کی امداد کے لئے چندہ جمع کیا جاتا ہے مگر وہ پورا پورا ضرورت مندوں تک نہیں پہونچایا جاتا، اکثر کام کرنے والے تاویلات کے ذریعہ ہڑپ لیتے یا مدد کے نام پر غیر متعلقہ لوگ دوست احباب کو بھی دے دیتے ہیں یہ بھی خیانت ہے۔ ذرا غور کیجئے دوسری قوموں میں اور ہم میں فرق کیا رہا؟ ایمان والوں سے ایمانداری ظاہر نہ ہو تو پھر کس سے ہوگی؟

۞ اکثر لوگ بڑے بڑے عہدے محض نام ونمود حاصل کرنے کے لئے بے انتہاء زور لگا کر لیتے ہیں مگر عوام کی خدمت کچھ بھی نہیں کرتے ، یہاں تک کہ غنڈے فاسق وفاجراور بے دین لوگ مدرسے ، مدارس اور مساجد کی کمیٹیوں میں زبردستی عہدے لے کر اپنی جہالت اور کم علمی سے دوزخ کی آگ خریدتے ہیں، اکثر حکومتوں میں بڑے بڑے عہدے سنبھالنے کے لئے دنگا وفساد کرتے اور عہدوں پر قبضہ کرلیتے ہیں، ان عہدوں پر بیٹھ کر دولت لوٹتے ہیں، مگر عہدوں پر جو ذمہ داریاں ہوتی ہیں ان کو ادا نہیں کرتے ، یہ تقریباً تمام مسلم ممالک کی حالت ہے وہ یہ نہیں سوچتے کہ کل قیامت کے دن کیا جواب دیں گے اور ان کا کیا حشر ہوگا وہ صحابہ کے حکومت کرنے کے طریقوں سے واقف بھی ہوتے ہیں ان کو خلافت راشدہ کے واقعات پوری طرح معلوم بھی رہتے ہیں، مگر عمل اسکے خلاف کرتے ہیں، ہر بڑا اپنی اوراپنے اہل وعیال کی دنیا بنانے کے کام کرتا ہے اسی لئے ہم میں اور غیر مسلموں میں فرق نظر نہیں آتا اور مسلمانوں کی حکومتیں ہوتے ہوئے بھی اسلام سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔

۞ اکثر لوگ اپنی کوئی چیز یا روپے پیسے کسی کو ایماندار سمجھ کر بھروسہ کرکے ان کے پاس امانت کے طور پر رکھاتے ہیں ۔مگر بعض لوگ اس امانت کو خرچ کردیتے ہیں اوراپنی ضروریات پوری کرلیتے ہیں اور پھر صاف انکار کردیتے ہیں یا پھر یہ خیال سے خرچ کرتے ہیں کہ مانگنے پر ہم ان کو دے دینگے، یہ سب حرکتیں خیانت ہیں دوسروں کی رقم بغیر اجازت استعمال کرکے مانگنے پر اپنی رقم دینا بھی خیانت ہے، اس لئے کہ جو مال رکھا گیا تھا، وہی واپس کرنا عین ایمانداری ہے ،اگر استعمال کرنا ہو یا اپنے مال کے ساتھ ملا کر بینک میں رکھنا ہوتو پہلے اجازت لینی ہوگی ۔

۞ مسلمانوں کی بدنامی کا حال سنئے ایک مسلمان ایک عیسائی کے پاس دوتین مہینے تک اپنی تنخواہ امانت کے طور پر رکھتا گیا، جب وطن جانے کا وقت آیا تو مسلمان نے اس عیسائی سے اپنی جمع شدہ رقم واپس مانگی عیسائی نے انکار کردیا اور کہا کہ اس کے

پاس کچھ بھی جمع نہیں ہے، دو تین روز تک مطالبہ کرنے کے باوجود اس نے نہیں دیا، کچھ لوگوں نے مسلمان کو مشورہ دیا کہ تم اس کے فادر کے پاس جا کر شکایت کرو، مسلمان گیا اور اپنا قصہ سنایا، فادر نے اس مسلمان کو ایک بند لفافہ دیا اور کہا کہ تم اسے مت پڑھو، سیدھے لے جا کر اپنے دوست کو دے دو، اس مسلمان نے لفافہ اس عیسائی کے پاس پہونچایا، عیسائی نے لفافہ سے چٹھی پڑھتے ہی مسلمان کی رقم واپس کردی۔ مسلمان کو بڑا تعجب ہوا، اس نے اپنے دوست سے بہت اصرار کر کے ماجرا پوچھا کہ آخر اس چٹھی میں ایسی کیا بات ہے جو تم پر اثر کر گئی، بے حد اصرار کرنے پر عیسائی نے وہ چٹھی بتلائی، جس میں فادر نے لکھا تھا کہ تم کب سے مسلمان ہو گئے ہو؟ ذرا غور کیجئے! ہماری بدنامی پر دوسری قومیں ہمارے تعلق سے کیسا عقیدہ رکھتی ہیں؟ وہ پروپگنڈہ کر کے اسلام کو بدنام کرتے ہیں اور ہم پورے بدنامی کے کام کر رہے ہیں، موجودہ زمانے میں بہت کم مسلمان ایسے ہیں جن کے پاس سو روپئے رکھ کر واپس لیئے جا سکیں۔

۞ اکثر لوگ مکان اور دوکان کرایہ پر لے لیتے ہیں اور مدت گزر جانے کے بعد آٹھ دس سال رہنے یا کاروبار جم جانے کے بعد مکان اور دوکان خالی کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتے جائداد پر قبضہ کر کے مالک مکان اور مالک دوکان کو بے دخل کرنا چاہتے ہیں یا اس سے ایک بڑی رقم جو ادا کردہ کرایہ سے ۱۰۰ گنا زیادہ ہوتی ہے لے کر خالی کرتے ہیں، یا اسکو مجبور کر کے کم دام میں اس سے اس کی چیز خریدنا چاہتے ہیں یہ سب بد دیانتی اور خیانت ہے اور منافقانہ عمل ہے، مومن اور ایمان والے ایسی حرکت نہیں کرتے اگر کوئی بھی چیز خریدنا ہو تو مالک کو پورا اختیار دے کر خریدنا ہوگا۔

۞ بعض مسلمان اوقاف کی جائدادوں اور مساجد کی جائدادوں اور مسلمانوں کے قبرستانوں کی زمین پر مالک کی حیثیت سے قبضہ کر کے بیٹھ جاتے یا دس بیس روپئے برائے نام کرایہ ادا کر کے قانون کی خانہ پری کرتے ہیں کمیٹی کے لوگ مطالبہ کریں تو ان کو غنڈوں سے ڈراتے یا عدالت اور کچہری لے جاتے ہیں، مساجد کی جائداد، اوقاف کی جائداد یا

قبرستان کی زمینات یا ان کی رقومات پر قبضہ کر لینا اور اپنے فائدے کے لئے استعمال کرنا یا زلزلوں اور طوفانوں اور فسادات کی رقومات میں خیانت کرنا، کسی ایک شخص کے ساتھ خیانت نہیں، بلکہ تمام مسلمانوں یا مصیبت زدہ تمام لوگوں کے ساتھ خیانت ہے جس کا بہت بڑا گناہ ہوگا، کسی ایک فرد کے ساتھ خیانت اور ناانصافی کی جائے تو کبھی نہ کبھی معافی مانگی جا سکتی ہے، اس کا حق اس کو توفیق ملنے پر دیا جا سکتا ہے۔ مگر جو مال، مال غنیمت ہو یا غربا اور مسکین کا ہو تقسیم کرنے کا ہو یا تمام مسلمانوں کی ملکیت ہو اس میں خیانت کرنا بہت سے لوگوں کا حق مار کر کھانا ہے مثلاً اگر ۴۰۰ روپے ۱۰۰ آدمیوں میں تقسیم کرنے کے ہوں اب اگر ۳۰۰ روپے ہی ۱۰۰ آدمیوں میں تقسیم کئے گئے تو ہر ایک کو ایک ایک روپیہ کم ملے گا قیامت کے دن تمام سو لوگوں کے گناہ لینے پڑیں گے یا اپنی نیکیاں سو لوگوں کو دینی پڑیں گی اجتماعی مال میں خیانت کیا جائے تو اس کی ادائیگی دنیا میں بھی ہونا بہت مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ لوگ بکھر جاتے ہیں۔

۞ حضور ﷺ کے زمانے میں ایک شخص ایک رسی لے کر آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ رسی مجھے مال غنیمت کے سامان میں ملی تھی، حضور ﷺ نے پوچھا: کیا تم نے بلال کی آواز نہیں سنی تھی (جس کے پاس مال غنیمت کی کوئی چیز بھی ہو لے کر آئے) اس نے کہا: جی ہاں! سنی تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تم اسے کیوں نہیں لے کر آئے؟ اس شخص نے کچھ بہانا بنایا اور عذر پیش کیا جو قابل قبول نہ تھا، پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب تم ہی اسے قیامت کے دن لے کر آنا میں اب اسے ہرگز قبول نہیں کرونگا۔ (ابوداؤد) حضور ﷺ نے قبول کرنے سے اس لئے انکار کیا کہ اس میں جتنے لوگوں کا حق تھا وہ سب لوگ جا چکے تھے ان کو ان کا حصہ پہنچانے کا موقع ہی نہیں رہا، اگر دنیا میں حصہ ادا نہ کیا گیا تو خیانت کی گئی چیز کو قیامت کے دن لانے سے تمام لوگوں کے سامنے ذلت اور رسوائی ہوگی اور لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ اس شخص نے یہ خیانت کی تھی۔

۞ عام طور پر لوگ یتیموں، بیواؤں، بہنوں، غریب بھائیوں، اور وارثوں کے

مال میں خیانت کرتے ہیں اور تقسیم شرعی حساب سے نہیں کرتے۔اور ماں باپ کی جائدادوں میں بہنوں اور بھائیوں کو خاص طور پر حصہ نہیں دیتے یا مرنے تک خود فائدہ اٹھاتے اوران کو عدالت وکچیری کے چکر لگانے پر مجبور کرتے ہیں یہ بھی خیانت، بے ایمانی بد دیانتی ہے۔خیانت کرنے والے کو اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے منافق کہا ہے (بخاری) بعض لوگ بہنوں کو اس بات پر مجبور کرتے ہیں کہ وہ معمولی رقم لے کر اپنے حصہ سے دست بردار ہو جائیں یا پھر بہنوں کے سامنے اپنی پریشانیوں کا ڈرامہ کرکے جھوٹے طریقوں سے معاف کرالیا جاتا ہے جو شریعت کی نگاہ میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا، یہ سب خیانت میں شمار ہوگا۔

بعض لوگ میراث کے اچھے مال کو اور آمدنی کے حصوں کو یا زرخیز زمینوں کو اپنے لئے رکھ لیتے ہیں اور خراب و ناکارہ مال اور بے کار بنجر زمینوں کو دوسرے ورثاء میں تقسیم کردیتے ہیں، یہ بھی خیانت ہے۔

۞ بیوی شوہر کے مال کو اس کے کہنے کے مطابق خرچ کرے، اس سے ہٹ کر خرچ کرنا خیانت ہے یا زنا کرنا یا غیر مرد کے ساتھ شوہر جیسا برتاؤ کرنا، اور غیر مرد کو پسند کے ساتھ گھورنا اوراس کی چاہت دل میں پیدا کرنا یہ بھی شوہر کے ساتھ خیانت ہے، غیر مرد سے شوہر کی طرح مذاق دلگی اور دل جوئی کی باتیں کرنا اور چاہت جتانا یہ بھی خیانت ہے۔

۞ بغیر اجازت کسی کے گھروں میں جھانکنا اور داخل ہو جانا خیانت ہے۔(مشکوٰۃ)

۞ مزدور کی مزدوری کام ختم ہوتے ہی نہ دینا یہ بھی خیانت ہے۔

۞ نوکر نے جتنا وقت اور جتنا کام کرنے کا وعدہ کیا ہوا تنا وقت اور اتنے کام نہ کر کے یا وقت میں کام چوری کرے اور بے کار وقت گزار کر پوری اجرت لے تو یہ بھی خیانت ہے۔اس میں اکثر سرکاری ملازمین یا کمپنی کے ورکر کام کے اوقات میں کام نہ کر کے وقت ضائع اور برباد کرتے، کومنٹری سنتے یا چائے پیتے، کینٹین پر جاتے، سگریٹ پینے کے بہانے کرسی چھوڑ کر غائب ہو جاتے یا میت، شادی، نماز اور کفن کرنے کے غرض سے

گھنٹوں وقت لے لیتے ہیں یا نوکری کے وقت اُور ٹائیم کی خاطر کام آہستہ یا کم کرتے تا کہ کام باقی رہے یہ سب خیانت میں آتا ہے، جتنا وقت انٹرول کے لئے دیا جائے اسی میں نماز اور ٹفن کرنا ایمان داری ہے۔اپنی ذاتی ضروریات پوری کر کے تنخواہ پوری لینا خیانت ہے۔

۞ بعض لوگ دفاتر سے غیر حاضر رہ کر یا رخصت لیکر دوسرے دن رخصت کی درخواست پھاڑ کر پھر حاضری رجسٹرس میں دستخط کرتے اور اپنی حاضری بناتے ہیں یا پھر لنچ کے لئے جا کر مسجد میں دو گھنٹے نیند لے کر آتے یا اپنے ذاتی کاموں سے دفتر چھوڑ کر دو دو گھنٹے غائب رہتے ہیں، یہ سب خیانت میں آتا ہے یا آفیسر سے اجازت لے کر پورا دن غیر حاضر رہنا اور اس دن کی تنخواہ پوری لینا بھی خیانت ہے،اس لئے کہ آفیسر دفتر کا مالک نہیں ہوتا۔

۞ بعض ماسٹر اسکول آ کر بچوں کو پڑھانے کے بجائے کچھ ہوم ورک کے نام سے بورڈ پر لکھ دیتے اور خود اخبار پڑھنے میں مشغول رہتے ہیں۔یا پھر پڑھانے کے دوران ناول ،میگزین، فلمی رسالے پڑھتے ہوئے وقت خراب کرتے ہیں یا اسکول میں اس نیت کے ساتھ دلچسپی اور محنت کے ساتھ نہیں پڑھاتے کہ بچے گھر پر ان سے علحدہ ٹیوشن لیں، یہ سب خیانت اور بے ایمانی میں شمار ہوگا۔

۞ ٹرین یا بس میں سفر کے دوران اپنے عہدے سے فائدہ اٹھا کر اپنے کسی آدمی کو فری سفر کروا دینا یا اس کے سامان کا کرایہ نہ لینا یہ سب خیانت میں آتا ہے یا کسی کو بغیر ٹکٹ اسٹیشن میں چھوڑ دینا یا بغیر ٹکٹ سفر کرنے والوں سے پیسے لیکر ٹکٹ نہ دینا خیانت ہے یا حکومت کے ٹیلیفون کو اپنے ذاتی کالس کے لیے استعمال کرنا خیانت ہے۔

۞ دفتر میں چپراسی ملے یا سرکاری گاڑی ملے یا دفتر کے چپراسی اور آیا سے گھر کا کام لینا ان کو اپنے گھر یا ذاتی کام کاج کے لئے استعمال کرنا، یہ بھی خیانت ہے۔

۞ کپڑے سینے میں درزی کے پاس کپڑا بچ جاتا ہے اور وہ مالک کو بتلائے بغیر اس کو رکھ لے، تو یہ بھی خیانت ہے، بچا ہوا کپڑا مالک کو بتلا کر اجازت لے کر استعمال

کرے اگر وہ خود دیدے تو جائز ہے، مگر اکثر درزی ایسا نہیں کرتے؛ الٹا دو میٹر میں تیار ہونے کے لباس کے لئے ڈھائی میٹر کپڑا منگاتے ہیں۔ جو لوگ رسونے میں کوئی دوسری دھات ملا کر یا دودھ میں پانی ملا کر یا گھی میں خوشبو کا پاؤڈر یا چربی یا چاول وغیرہ میں وزن بڑھانے کیلئے پتھر ملا کر، شہد میں گڑ یا دوسری چیز ملا کر، پیٹرول میں گیاس کا تیل ملا کر یا نقلی دوائیں فروخت کر کے دھوکہ دیتے ہیں، یہ بھی خیانت ہے۔

۞ اکثر لوگ دفاتر اور کمپنیوں کا سامان، فرنیچر اور اسٹیشنری خریدتے اور تاجر کو اس خریدی پر کمیشن دینے کو کہتے ہیں اور بغیر کمیشن کے وہ اس دوکان سے سامان نہیں لیتے، جو تاجر کمیشن زیادہ دیتا ہے اسی سے سامان خریدتے ہیں اور اس کمیشن کو بل میں سامان کی زیادہ قیمت ڈالنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ مثلاً سو ۱۰۰ روپے کی چیز کی قیمت بل میں ۱۵۰ روپۓ بتلا کر کمپنی اور دفتر سے ۱۵۰ روپۓ وصول کرتے اور تاجر کو سو روپۓ دیتے ہیں، یہ بھی خیانت ہے۔

۞ اکثر لوگ ماں باپ یا شوہر کے انتقال کے بعد خیانت کرتے ہیں سوتیلے بھائیوں کو حصہ نہیں دیتے، بعض لوگ والد کے انتقال کے بعد سوتیلے بھائی بہنوں اور ماں کی دیکھ بھال کے لئے صدر خاندان بنتے اور والد کے مال سے ان کی ضروریات پوری کرتے ہیں، اچھی اچھی چیزیں خود استعمال کر لیتے اور والد کی دولت سے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت اعلی طریقوں سے پوری کرتے اور دوسرے بھائی بہنوں کو معمولی تعلیم دلا کر خراب سامان اور کچھ پیسے رکھ دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ میں نے تمام دولت اپنے بھائی بہنوں پر خرچ کر دیا ہے یا پھر یتیم کے مال کو اپنے مال کے ساتھ ملا کر زیادہ حصہ اپنے اوپر خرچ کر لیتے ہیں۔ یتیم کے مال کو مختلف حیلہ بہانوں سے کھا جاتے ہیں۔ یہ سب خیانت کی شکلیں ہیں۔

۞ حضور ﷺ نے ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کیا جو چند دانے موتیوں کے جس کی قیمت دو درہم کے برابر بھی نہ تھی رکھ لیا تھا (مشکوٰۃ) خیانت گناہ کبیرہ ہے

۞ نقص اور عیب والے مال کو چھپا کر فروخت کرنا، یہ بھی خیانت ہے ایک مرتبہ حضورﷺ بازار سے جا رہے تھے، راستے میں چاول کے ایک ڈھیر پر ہاتھ ڈال کر دیکھا چاول اندر سے بھیگے ہوئے تھے، جسے چھپا کر فروخت کیا جا رہا تھا، آپ نے اسے بھی دھوکا فرمایا اور ارشاد فرمایا: جو شخص دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔ (مشکوۃ) اس طرح مختلف غذاؤں میں ملاوٹ کر کے چیزیں فروخت کرنا بھی خیانت ہے۔

۞ ناپ تول میں کمی کرنا یا دیتے وقت کم دینا اور لیتے وقت زیادہ لینا، یہ بھی خیانت ہے۔ حضرت شعیبؑ کی قوم اسی بیماری میں مبتلا تھی، عذاب سے ہلاک کر دی گئی ۔حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ جو لوگ ناپ تول میں کمی کریں ان کا رزق کاٹ دیا جائے گا یعنی کمی کر دی جائے گی یا برکت اٹھالی جائے گی۔

۞ حکومت کے عہدوں پر بیٹھ کر رشوت لے کر حکومت کی پالیسی کے خلاف کام کرنا اور رشوت دینے والے کی مدد کرنا اور رشوت لے کر حکومت کے راز کو فاش کرنا یا حقدار کو قانون کے مطابق حق نہ دینا یہ بھی خیانت ہے۔ یہ بیماری تقریباً تمام دفاتر میں ہے۔

۞ اکثر لوگ مال کے فروخت کرتے وقت علاقائی مال پر باہر کا لیبل لگاتے ہیں یا کپڑے پر باہر کا پرنٹ لگا کر اکسپورٹ کوالیٹی بتلا کر دھوکا دیتے ہیں یہ بھی خیانت ہے تجارت میں بہت زیادہ نقلی مال فروخت کیا جاتا ہے۔ حضورﷺ نے فرمایا: سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی)

۞ اکثر کاریگر مشین یا گاڑی بنانے میں خرابی کم ہوتی ہے زیادہ بتلا کر سامان منگواتے اور کچھ سامان لگا کر باقی بچالیتے ہیں اور پیسے زیادہ وصول کرتے ہیں، یہ بھی دھوکا اور خیانت ہے۔

۞ بہت سے جھوٹے عامل لوگوں کو غلط باتیں بتلا کر ان کو مصیبت میں مبتلا کر کے دھوکا دیتے اور پیسہ خوب وصول کرتے ہیں، یہ بھی خیانت ہے۔

۞ بعض ڈاکٹر، مریض کو بڑی بیماری نہیں ہوتی، مگر اپنے کمیشن کے خاطر غیر

ضروری معائنے کرواتے اور غیر ضروری اپنی فیس وصول کرنے کے لئے بار بار اپنے دواخانے کے چکر کاٹنے پر مجبور کرتے ہیں یا سرکاری دواخانے میں نوکری کی جگہ اس سیٹ سے صحیح علاج نہیں کرتے، تاکہ مریض ان سے ان کی ذاتی کلینک پر آ کر ملے اور بھاری رقم دے کر علاج کروائے یہ بھی خیانت ہے۔

❁ اکثر ڈاکٹر مریضوں سے پیسہ وصول کرنے کیلئے اور اکثر لوگ ملازمت سے میڈیکل خرچہ وصول کرنے کیلئے جھوٹے (بوگس) بل بناتے ہیں اور ڈاکٹر بغیر علاج اور بغیر بیماری کے بیماری اور علاج کا بوگس بل بنا کر دیتا اور ہر بل پر کمیشن وصول کر لیتا ہے یہ بھی دھوکا فریب اور خیانت ہے، بہت سے لوگ رخصت کے خاطر ڈاکٹر سے بوگس بیماری کا سرٹیفکٹ لے کر رخصت پر رہتے اور تنخواہ وصول کرتے ہیں، یہ بھی خیانت ہے۔

❁ ڈرائیور اور کنڈکٹر بسوں میں مسافر کا سامان بغیر ٹکٹ کے کچھ پیسے لے کر سفر کرواتے اور اپنے اس دن کے کھانے پینے کا خرچہ نکال لیتے ہیں، یہ بھی خیانت ہے اس لئے کہ وہ بس کے مالک نہیں۔

حضور ﷺ نے ایک شخص کا نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کیا جو چند دانہ موتیوں کے جو معمولی دو درہم کے بھی نہ تھے رکھ لیا تھا۔ (مشکوۃ)

❁ کسی کا مال امانت کے طور پر رکھ کر نہ لوٹانا یا امانت کی چیز اپنے خرچ میں لا لینا یا کسی سے کوئی سامان مانگ کر واپس نہ کرنا خیانت ہے، اگر کوئی شخص دوکان یا مکان پر کوئی چیز بھول جائے تو وہ امانت ہوگی اس کو دبا لینا یا چھپا لینا خیانت ہے، اس کو تلاش کر کے اس کا انتظار کر کے دینا ہوگا۔

❁ راستے میں کوئی چیز گری پڑی ملے اور ضائع ہونے اور بدمعاش لوگوں کے ہاتھ لگنے کا خطرہ ہو تو اٹھالے اور اعلان کرے پھر نشانی پوچھ کر مالک کو دے دیں اگر کوئی نہ ملے تو اس کی طرف سے صدقہ کر دے۔

❁ مؤطا امام مالک میں ہے کہ حضرت لقمان حکیم سے کسی نے پوچھا کہ آپ علم وفضل

کے اس مرتبے پر کیسے پہنچے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بات کی سچائی، امانت کی ادائیگی اور لایعنی باتوں اور اعمال سے پرہیز، ان تینوں کی وجہ سے اس مرتبہ پر پہنچا۔(مشکوٰۃ۔۴۴۵)۔

۞ گھروں میں بجلی لی جاتی ہے اور اس بجلی سے کرنٹ چوری کرنا یا زیادہ بجلی جلا کر کم پیسے ادا کرنا، یہ بھی خیانت اور چوری ہے۔اسی طرح تقاریب کے وقت یا شادی بیاہ کے موقعوں پر یا جلسوں کے وقت یا مساجد میں جاگنے کی راتوں میں اگر حکومت کی بغیر اجازت کے سرکاری پول سے بجلی لیکر گھروں کو سجایا جائے یا شادی میں زیادہ لائٹ جلائی جائے، جلسوں اور مساجد کو سجایا جائے تو یہ سب اعمال چوری اور خیانت میں شمار ہوں گے، چوری کی بجلی سے لوگ اسی روشنی میں عبادت کریں اور تلاوت کریں اور پانی گرم کر کے غسل کریں یا کپڑے دھوئیں تو پھر نورانیت اور تقویٰ کیسے پیدا ہوگا!؟۔

۞ ریلوے پلیٹ فارم اور ایرپورٹ پر بغیر ٹکٹ داخل ہونا بھی چوری ہے۔

۞ حکومت کی موٹروں میں سے پیٹرول یا ڈیزل کم ڈال کر باقی فروخت کر لینا یا علٰحدہ رکھ کر اپنی گاڑی میں ڈال لینا چوری اور خیانت ہے۔

حکومت اور کمپنی میں کام کرنے والے وہاں کے رجسٹر، کاغذ، پن، پنسل، کپڑا یا کوئی فرنیچر جو دفتری کاموں کیلئے دیا جاتا ہے، اپنے گھر لا کر ذاتی استعمال میں لانا چوری اور خیانت میں شمار ہوگا۔

۞۞۞۞۞

اولاد کو مسلمان بنانے کا طریقہ

یہ ایک شاندار کتاب ہے، بچوں کے صحیح حقوق ادا کرنے اور ان کو سچا مسلمان بنانے کے لئے اس کتاب کو ضرور پڑھیے، پڑھائے اور دوسروں کو تحفہ دیجئے۔اولاد کی تربیت نہ کرنے والے ماں باپ کو خون کے آنسو رُلانے والی کتاب ہے۔

وعدہ پورا نہ کرنا منافق کی علامت ہے

وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْؤُولاً (بنی اسرائیل : ۳۴)

اور عہد کو پورا کرو کیونکہ قیامت میں عہد کی باز پرس ہوگی۔

يَا اَيُّهَاالَّذِيْنَ آمَنُوْالِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ ٥(سورہ صف . ۲)

اے ایمان والوں تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔

❁ اسلام میں ایمان والوں کو اپنے وعدے پورے کرنے اور امانتوں میں خیانت نہ کرنے پر سختی کے ساتھ تاکید کی گئی ہے، رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق وعدہ پورا نہ کرنا اور امانت میں خیانت کرنا خاص طور پر منافق کی علامت بتلائی گئی ہے یعنی یہ منافق کی خاص پہچان بتلائی گئی کہ وہ وعدہ پورا نہیں کرتا اور امانت کی حفاظت نہیں کرتا۔ (بخاری)

❁ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کا کوئی ایمان نہیں جو امانت دار نہیں اور اس کا کوئی دین نہیں جو وعدہ کو پورا کرنے والا نہیں۔ (مسند احمد)

❁ انسان کی سنجیدگی اور سچائی وعدہ پورا کرنے سے ظاہر ہوتی ہے، اگر وہ وعدہ پورا نہ کرے تو جھوٹا مانا جاتا ہے اس کی کسی بات پر اعتماد اور بھروسہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ وہ لوگوں کی نظر میں سچا اور قابل بھروسہ مانا جاتا ہے۔

❁ رسول اللہ ﷺ کو نبی بنانے سے پہلے اللہ تعالی نے آپ میں جو صفات پیدا فرمائی، ان میں خاص طور سے سچائی، امانت داری اور وعدہ کی پابندی تھی، اس کی وجہ سے آپ ﷺ سارے مکہ میں الصادق الامین کے نام سے پکارے جاتے تھے اور لوگ باوجود آپ کے دشمن ہونے کے، مخالفت کرنے کے پھر بھی آپ کے پاس اپنی امانتیں لا

کرر کھا کرتے تھے۔ گویا ایمان کی دعوت دینے سے پہلے اللہ تعالی نے آپ کو زبان کا پکا اور وعدہ کا سچا بنا کر مشرکین مکہ کے درمیان رکھا، جس کی وجہ سے ہر شخص آپ پر اعتماد کرتا تھا اور سارے مکہ میں سب لوگ آپ کو اعلیٰ عمدہ اور ممتاز اخلاق والا تصور کرتے تھے، چنانچہ ایک داعی اسلام کو خاص طور پر ان بنیادی صفات سے آراستہ ہو کر دعوتی کام کو اختیار کرنا ہوگا، تب ہی اس کی دعوت پر لوگ بھروسہ کر سکتے ہیں، یہ صفات ایمان والے کی بنیادی صفات ہیں اسی لئے اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کا کوئی ایمان نہیں جو امانت دار نہیں اور اس کا کوئی دین نہیں، جو وعدہ کو پورا کرنے والا نہیں۔ (مسند احمد: ۱۲۳۸۳)

❁ موجودہ زمانے میں تربیت کے نہ ملنے اور ایمان کی کمزوری کی وجہ سے یہ دونوں بڑی بیماریاں وعدہ خلافی اور امانت میں خیانت عام مسلمانوں میں بہت زیادہ آگئیں اور وہ زندگی کے مختلف کاموں میں وعدہ کی پابندی نہیں کرتے، وہ وعدہ خلافی کو برا نہیں سمجھتے اور نہ ہی گناہ سمجھتے اور نہ ہی منافقت سمجھتے ہیں اور نہ منافقت کی علامت تصور کرتے ہیں، وہ وعدہ کرنے کو عام بات اور معمولی بات سمجھتے ہیں ایمان کا دعوی کرنے کے باوجود منافقانہ روش اختیار کئے ہوئے ہیں، اس سے اسلام کی بہت بدنامی ہوتی ہے، برناڈ شاہ نے اسی لئے کہا تھا کہ دنیا کا سب سے اچھا مذہب اسلام ہے اور سب سے بدترین قوم مسلمان ہے۔ اسلام پر زندگی گزارنے والوں اور خاص طور پر اسلامی تربیت کرنے والوں اور دعوت کا کام کرنے والوں کو ان دونوں صفات سے آراستہ ہونا بہت ضروری ہے، ورنہ ایمان والوں کی تربیت نہیں ہوسکتی، اللہ تعالی نے بھی رسول ﷺ کو خاص طور پر دعوت کے فیلڈ میدان میں لانے سے پہلے ان بنیادی صفات کا پابند بنایا اور لوگوں کے درمیان رکھ کر آپ کو ان صفات سے سب سے پہلے آراستہ کیا

❁ ہر زمانے میں دنیا کے تمام انسان، چاہے وہ کسی ملک، کسی قوم اور کسی علاقے کے کیوں نہ ہوں، جن بنیادی صفات کی دوسرے انسانوں سے توقع رکھتے اور

ضرورت مند ہوتے ہیں، وہ یہی دو صفات ہیں۔ دنیا کے ہر اچھے انسان سے جن جن صفات کی سخت امید اور ضرورت تھی اور رہے گی وہ یہ دونوں صفات ہی ہیں اور یہ تقویٰ کی جان ہیں اس کے بغیر تقویٰ بیکار ہے، آج اگر دنیا کی حکومتوں اور کمپنیوں کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ دنیا کی تمام حکومتوں کے کاروبار تمام پروگرام وعدہ ہی کی بنیاد پر چل رہے ہیں اور تمام بینکوں کا کاروبار اسی صفت امانت داری پر چل رہا ہے۔

❁ مسلمان باوجود قرآن مجید بار بار پڑھنے اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کی زندگیوں کو بار بار سننے اور مطالعہ کرنے کے وعدہ وفائی اور امانت کی اہمیت کو نہیں سمجھتے، اگر وہ ان صفات سے آراستہ ہو جائیں اور زبان کے پکے اور امانت کی حفاظت کرنے والے بن جائیں، تو تمام انسانوں میں وہ ممتاز ہو کر سچے انسان کی حیثیت سے جانے جائیں گے اور دنیا کی دوسری قومیں ان کی ضرورت کو سختی سے محسوس کریں گی اور اپنی دوکانوں، خزانوں، کمپنیوں اور دفاتر کے کاروبار چلانے اور مال کی حفاظت کرنے کے لئے مسلمانوں کی ضرورت محسوس کریں گی، وہ اپنی عورتوں کو حفاظت میں رکھنے اور اپنی مالوں کی حفاظت کرنے اور اپنے کاروبار کو ان کے حوالے کر کے اعتبار اور بھروسہ میں رکھنے کے لئے مسلمانوں کی خدمات حاصل کر سکتی ہیں، کسی زمانے میں مسلمانوں میں سچائی، امانت داری، اور وعدہ کی پابندی کی وجہ سے غیر مسلم اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو اپنی قوم کے لوگوں کے پاس رکھنے کے بجائے مسلمانوں کی حفاظت میں دے کر مہینوں سفر پر جاتے تھے، پچھلے زمانوں میں حکومت کے خزانوں اور بینکوں کی تجوریوں کی حفاظت پر عرب حبشی لوگوں کو رکھا جاتا تھا۔ وہ اتنے بہادر اور امانت دار ہوتے کہ جان چلی جائے مگر آخری دم تک خزانے اور مال کی حفاظت کرتے، مگر آج مسلمانوں کے پاس سے یہ صفات چلی گئیں جس کی وجہ سے اب گورکھا قوم کے لوگوں کو رکھا جارہا ہے اور لوگ مسلمانوں کو گھر کرائے پر دینے، دوکانیں اور کاروبار حوالے کرنے کو تیار نہیں۔ اگر مسلمانوں میں یہ دو صفات پھر زندہ ہو جائیں تو غیر مسلم بھی اپنے کارخانے دوکانیں، کمپنیوں اور مال کی حفاظت کے لئے

مسلمانوں ہی کی ضرورت سختی سے محسوس کریں گے اور زندگی کے تمام کاروبار خاص طور پر تجارت اور لین دین میں مسلمان اسلامی تعلقات کے مطابق عہد کی پابندی کرنے لگیں، تو ان کی زندگی میں زبردست ڈسپلین سنجیدگی پیدا ہو جائے گی اور وہ قرآن مجید کی چلتی پھرتی عملی مثال بن کر دنیا کی تمام قوموں کے سامنے نمونہ اور مثال بن جائنگے اس سے دنیا کی دوسری قوموں کو اسلام کو سمجھانا آسان ہو جائے گا اور ان کے اعمال اور مسلمانوں کے اعمال میں زبردست فرق معلوم ہوگا اور وہ کھلے طور پر اسلام وغیر اسلام کو سمجھ سکیں گی۔ آج انگریز قوم نے رسول اللہ ﷺ کی ان صفات کی نقل کر کے دنیا پر اپنا سکّہ جما لیا۔

❁ رسول اللہ ﷺ نے غیر مسلموں کے ساتھ وعدوں کی پابندی اور عہد و پیان کی پابندی کر کے ان کو بے انتہاء متاثر کیا، چنانچہ صلح حدیبیہ کے موقع پر زبانی عہد و پیان ہو چکا تھا، ابھی معاہدہ لکھا نہیں گیا تھا، ایک صحابی سہیل کے بیٹے ابو جندل اسلام قبول کر کے مکہ سے نکل کر مسلمانوں کے پاس آئے اور حضور ﷺ ہی کے ساتھ رہنا چاہتے تھے محض عہد و پیان کی وجہ سے مشرکین مکہ نے ان کو واپس کرنے کا مطالبہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے نہ چاہتے ہوئے بھی زبانی عہد و پیان کی وجہ سے واپس کر دیا۔

❁ حضرت حذیفہؓ بن یمان اپنے والد کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آرہے تھے کہ راستے میں مشرکین مکہ نے ان کو پکڑ لیا اور ان سے وعدہ لیا کہ وہ مدینہ جا کر مسلمانوں سے مل کر ان کے خلاف نہیں لڑیں گے رسول ﷺ کو جب انکے وعدے کے بارے میں علم ہوا تو آپ ﷺ نے اسی وعدہ کی بناء پر ان کو مدینہ کی فوج میں شامل کرنے سے انکار کر دیا تھا، جب کہ مسلمانوں کی فوج کو زیادہ سے زیادہ لوگوں کی ضرورت تھی اور منافق ساتھ نہیں دے رہے تھے، اس کے باوجود وعدے کی پابندی کو اہمیت دی گئی۔

❁ بعض اوقات حضور ﷺ غیر مسلموں سے قرض لیتے اور وقت پر ادا کر دیتے، ایک مرتبہ آپؐ نے ایک یہودی سے قرض لیا وہ آ کر مطالبہ کرنے لگا، حضور ﷺ کو برا بھلا کہا، حضرت عمرؓ کو غصہ آ گیا، حضرت عمرؓ نے اس یہودی پر غصہ ظاہر کیا، حضور ﷺ نے

ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے حضرت عمر کو روکا اور ان کی غلطی بتلائی اور پھر اس یہودی کو قرض کے ساتھ ساتھ کچھ زائد مال بھی حضرت عمر کے برا بھلا کہنے سے دیا حضورﷺ کے اس طرح کے عمل سے کئی غیر مسلموں نے ایمان قبول کیا اور حضورﷺ نے قرض لے کر اسلام کی تعلیمات کا عملی مظاہرہ بھی کیا۔

❁ انصار نے جب مکہ کی وادیوں میں آ کر رسول اللہﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تو رسولﷺ نے اس وقت ان سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ مدینہ ہجرت کرنے کے بعد آخری وقت تک ان کے ساتھ ہی رہیں، گے چنانچہ مکہ فتح ہونے کے بعد آپﷺ اپنے وعدہ کے مطابق مدینہ واپس چلے گئے جب کہ آپ کو مکہ شہر اور کعبۃ اللہ سے بے انتہاء محبت تھی اور آپ نے مکہ سے ہجرت کرتے وقت کعبہ کی طرف منہ کر کے فرمایا تھا کہ میں تجھے کبھی نہ چھوڑتا مگر مجھے یہ لوگ یہاں سے نکال رہے ہیں۔

❁ اسی طرح لین دین اور تجارت کے معاملات میں جب زبانی کوئی بات طے ہو جاتی تو آپ اس پر سختی سے قائم رہتے۔ایک مرتبہ زمانۂ جاہلیت میں ایک شخص کا تین دن تک کاروبار کے سلسلہ میں انتظار کیا۔دوسری قوموں کے ساتھ کوئی معاہدہ ہوتا تو اس کی زبردست طریقہ سے پابندی کرتے اور اپنے وعدے سے نہیں ہٹتے صلح حدیبیہ کے مطابق کوئی غیر مسلم اسلام قبول کر کے مدینہ آ جائے تو اسے واپس کرنا تھا آپ واپس کر دیتے تھے۔

❁ یہی تربیت صحابہؓ کی ہوئی، صحابہؓ نے بھی وعدہ اور عہد و پیمان کی زبردست طریقہ سے پابندی کی، چنانچہ حضرت معاویہؓ کے عہد میں آپﷺ نے غیر مسلموں سے معاہدہ کیا اور معاہدہ ختم ہونے کی اطلاع نہ دے کر ان کے علاقے میں چڑھائی کر دی جب کہ اسلامی اصول کے مطابق معاہدہ ختم ہونے کی پہلے اطلاع دی جائے،انہوں نے حضرت معاویہ کو ان کی اس غلطی کا احساس دلایا، تب حضرت معاویہ نے اپنی فوجوں کو واپس طلب کیا اور ان کا علاقہ ان کو واپس کر دیا۔

❁ صحابہ کسی بھی غیر مسلم علاقہ میں اگر جزیہ اصول کرتے اور وہاں کا انتظام اور کنٹرول نہ کر سکنے کی بنیاد پر ان سے جزیہ نہ لیتے اور علاقہ چھوڑ کر ہٹ جاتے تو اس پر غیر مسلموں کو بڑا صدمہ پہنچتا تھا، غرض سیکڑوں واقعات اور صحابہ کی زندگیوں سے امانت داری اور وعدہ وفائی کی پابندی کا زبردست سبق ہم مسلمانوں کو دیا گیا۔

❁ اسی تعلیم وتربیت کا نتیجہ تھا کہ ہر زمانے میں عام مسلمانوں میں بھی ایسے افراد نکلے جو انسانوں کے لئے مثالی اور نمونہ بنے، حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک وقت ایک نوجوان کو قتل کے الزام میں قتل کی سزا دی گئی، جب نوجوان کو قتل کے لئے لایا گیا، سارے علاقے کے لوگ وہاں جمع تھے، اس سے اس کی آخری خواہش پوچھی گئی تو اس نے کہا کہ میں فلاں گاؤں کا رہنے والا ہوں اور میرے دو چھوٹے بچے اور بیوی ہیں، میں ان کی کفالت کا انتظام کر کے آنا چاہتا ہوں، مجھے دو روز بعد قتل کیا جائے اس پر اس سے ضمانت مانگی گئی، تو اس نے پورے مجمع پر نظر ڈالی اس مجمع میں حضرت ابوذر غفاریؓ بھی تھے ان پر نظر پڑی اس نے ان کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میں فلاں بزرگ کی ضمانت چاہتا ہوں، ابوذرؓ یہ منظر دیکھ رہے تھے جب مقتول کے لوگوں نے ان سے ضمانت پوچھی، تو وہ ایک مسلمان کی ان سے امید کرنے اور مدد مانگنے پر بے اختیار ہاں کہہ دئے، طے یہ ہوا کہ دو روز بعد فلاں دن عصر تک یہ نوجوان واپس آجائے گا ورنہ اس کی جگہ ابوذرؓ کو قتل کر دیا جائے گا اور دو روز بعد سارا مجمع جمع ہوا، وہ نوجوان وقت قریب آنے پر نظر نہ آرہا تھا، ابوذرؓ کو قتل کے واسطے چلنے کیلئے تیار ہونے کو کہا گیا، دور سے گرد وغبار اڑاتے ہوئے ایک گھڑ سوار تیزی سے چلا آرہا تھا۔ قریب آنے پر معلوم ہوا کہ وہی نوجوان ہے اپنے وعدے کو پورا کرنے کو بے چین ہے، وقت گزر رہا تھا، وہ وقت کی پابندی کرنا چاہتا ہے۔ اسکی اس وعدہ وفائی پر بدلہ لینے والے لوگوں نے معاف کر دیا اور اسے قتل ہونے سے بچالیا، یہ تھا ایک مسلمان کا کردار اور حقیقت میں رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھنے والے کا عمل ایسا ہی ہونا چاہئے، کتنا ہی اسکی جان اور مال کا نقصان ہو جائے، وہ اپنے وعدے کی پابندی کرتا

ہے یہی طریقہ ہے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا۔

❁ یاد رکھئے! دریا کا رخ بدل سکتا ہے، پہاڑ اپنے مقام سے ہٹ سکتا ہے مگر رسول ﷺ اللہ کا سچا امتی اپنے وعدے سے ہٹ نہیں سکتا، یہ ایمان والے کی پہچان ہے کہ وہ اپنے وعدے کو پورا کرنے کے لئے ہر قسم کے نقصان کو برداشت کر سکتا ہے غیر مسلم مسلمان کے وعدے کی پابندی اور امانت داری کی برابری نہیں کر سکتے، چنانچہ ایمان کے نہ ہونے کی وجہ سے حکومت کے چلانے والے، حکومتی کاروبار اور دفاتر اور بینکوں میں فراڈ اور غبن اور وعدہ خلافیاں کثرت سے کرتے ہیں۔

❁ آج مغربی قوم کو صرف بظاہر ان دو صفات پر جھوٹی نقل کرنے سے دنیا میں ان کو ایک مقام ملا، مسلمانوں پر ضروری ہے کہ دل سے ان دو صفات کا مظاہرہ کر کے دنیا کے تمام انسانوں کو اپنی طرف اور اسلام کی طرف متوجہ کریں آج ان دو صفات کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ بس بدنام ہو رہے ہیں۔

❁ مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی کہ جب بھی وہ کسی سے وعدہ کریں تو انشاء اللہ کہا کریں؛ کیونکہ اللہ کی مرضی اور مدد کے بغیر وہ کوئی کام نہیں کر سکتے، مگر بے شعور اور نادان مسلمان انشاء اللہ کہہ کر وعدہ خلافی کرتے اور اسلام کی غلط شکل پیش کرتے ہیں، جس کی وجہ سے دوسری قوموں میں یہ بات مشہور ہوگئی ہے کہ انشاء اللہ ٹالنے کے لئے کہا جاتا ہے اور اکثر لوگ جو انشاء اللہ کہتے ہیں، وہ اکثر اپنے وعدوں کو پورا نہیں کرتے، اس لئے موجودہ زمانہ میں مسلمان خاص طور پر انشاءاللہ کہنے کی اور وعدہ پورا کرنے کی عادت ڈالیں۔

❁ سورہ کہف میں یہ بات آئی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے غیر مسلموں نے کچھ سوالات کئے رسول اللہ نے کل بتلانے کا وعدہ کیا، مگر انشاء اللہ نہ کہا، وحیِ الٰہی بعض روایات کے مطابق پندرہ دنوں تک اور بعض روایات کے مطابق چالیس دنوں تک نہیں آئی، حالانکہ دل میں اللہ ہی کے بھروسہ پر جواب دینے کا وعدہ فرمایا تھا مگر اللہ نے تاکید فرمائی کہ جب بھی وعدہ کرو انشاء اللہ کہا کرو، اللہ تعالیٰ کا نام لئے بغیر وعدہ نہ کرو

مسلمانوں کی گفتگو اور غیر مسلم کی گفتگو کا ایک بہت بڑا فرق ہے، غیر مسلم اللہ سے غافل ہو کر وعدہ کرتے ہیں اور مسلمان اللہ کا خیال رکھ کر وعدہ کرتا ہے۔

❁ مگر چونکہ مسلمانوں کی اکثریت ان صفات سے خالی ہوگئی ہے تو ایمان سے دور انسان انگریزوں نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی اور اسلامی احکام کی خوب اسٹڈی کی اور باطل ہوتے ہوئے انہوں نے حق کی روش اختیار کی اور ہم مسلمان حق پر ہوتے ہوئے باطل کی روش کو اختیار کئے ہوئے ہیں جس کی چند مثالیں یہ ہیں۔

❁ تین مسلمان غیر مسلم کی ملگیاں کرایہ پر لے کر کاروبار کر رہے تھے، غیر مسلم نے اپنی عمارت کو توڑ کر بڑی بلڈنگ بنانے کے لئے اپنے کرایہ داروں کو ملگیاں خالی کرنے کو کہا، تین میں سے دو نے کافی بڑی رقم لے کر ملگیاں خالی کی اور ایک نے کہا میں دس سال سے کاروبار کر رہا ہوں میری زندگی برباد ہو جائے گی اس لئے میں خالی نہیں کر سکتا، پھر مسجد کے ایک مولانا سے کہا کہ آپ دعا فرمایئے میرا مالکِ دوکان ملگی خالی کروانا چاہتا ہے، مولانا نے اس سے دریافت کیا کہ تم اس سے کتنے دنوں کا معاہدہ کئے تھے اس نے کہا کہ ایک سال کا۔ مولانا نے کہا کہ یہ تو خیانت ہے ایک سال کے بجائے دس سال تک کاروبار کئے اب وہ اپنی ملگی واپس لینا چاہتا ہے تو تم واپس کرنے کے لئے تیار نہیں ہو، میں تمہارے حق میں نہیں اس ملگی کے مالک غیر مسلم کے حق میں دعا کروں گا، اس لئے کہ تم ظلم کر رہے ہو، یہ بات مسلمان کو بڑی عجیب لگی اور مولانا نے اس کو سمجھایا اور مسلمان سیدھے ملگی کے مالک کے پاس گیا اور اس کو کنجی حوالے کر دی غیر مسلم نے بڑے تعجب سے پوچھا، کیا تمہیں رقم نہیں چاہئے تو مسلمان نے رقم لینے سے انکار کیا، اس پر غیر مسلم نے پورا واقعہ دریافت کیا اور مولانا سے آ کر ملا اور ان سے اسلام کا لٹریچر مانگ کر پڑھنا شروع کیا اور پھر ایک دن مسلمان ہو گیا اور بلڈنگ بنانے کے بعد پھر ایک ملگی اسی کرائے دار کو دی۔ یہ کہتے ہوئے کہ آپ زندگی بھر کرائے دار رہیں گے۔

❁ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص لوگوں سے مال

قرض لے اور اس کے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو اللہ اسے ادا کرادے گا اور جو شخص مال قرض لے اور وہ اس کے ضائع کردینے کا ارادہ رکھتا ہو تو اللہ اسے ضائع کردے گا۔ (بخاری)

❁ مسلم ملک کے ایک مشہو عالم دین سعودی عرب تشریف لے گئے، انہوں نے وہاں کی دو کانوں پر کچھ کپڑا دیکھا تو پوچھا یہ کپڑا آپ لوگ کہاں سے منگاتے ہیں ،انہوں نے کہا کہ ہم لندن سے منگاتے ہیں تو مولانا نے کہا کہ یہ کپڑا تو ہمارے ملک میں بھی بہت ملتا ہے، تو عرب نے جواب دیا: ہم آپ کے ملک سے اس لئے نہیں منگاتے کہ آپ لوگ سائمپل (Sample) کچھ اور بتلاتے ہیں اور مال دوسرا بھیجتے ہیں ۔انگریز ایسا نہیں کرتے ۔

❁ ذرا غور کیجئے! آج باطل نے حق کی روش اختیار کرکے پوری دنیا پر اختیار جمایا اور اثر کیسے چھوڑا اور اپنے کلچر کو کیسے اثر انداز کیا، ایک انگریز جو ہندوستان کے دورہ پر آیا تھا، حکومت کا مہمان تھا، اس کو حکومت کی جانب سے مختلف مقامات دکھانے کا پروگرام بنایا، گیا اس کے پروگرام میں بلند شہر اور فتح پور سیکری کی درگاہ بھی دیکھنی تھی، پروگرام کے مطابق اس کو ٹھیک نو بجے درگاہ آنا تھا، مگر اتفاق سے اس کی کار پندرہ منٹ پہلے ہی درگاہ کی گیٹ پر آگئی اور وہ پندرہ منٹ تک کار ہی میں بیٹھا رہا اور ٹھیک نو بجے درگاہ میں داخل ہوا، لوگوں نے کہا کہ آپ پندرہ منٹ پہلے بھی درگاہ میں داخل ہوسکتے تھے تو اس نے کہا نہیں میرے پروگرام کے مطابق ٹھیک نو بجے مجھے درگاہ میں داخل ہونا تھا اسی لئے میں نے کار ہی میں انتظار کیا، ہم لوگ اپنے وقت کے اور زبان کے بہت پابند ہوتے ہیں، پوری دنیا میں انگریزوں کا ڈسپلین اور وقت کی پابندی مشہور ہے، لوگ ہماری پابندی کو دیکھ کر اپنے گھڑیوں کے اوقات درست کرتے ہیں اور ہماری پیروی کرتے ہیں ہمارے وقت کی پابندی کی وجہ سے ہمارے ہوائی جہاز وقت پر چلتے ہیں، ہماری بسیں اور ریل گاڑیاں وقت پر چلتی ہیں، ہم اپنے دفاتر اور کمپنیوں کو وقت پر جاتے ہیں، اگر کسی سے سات بجے کا وعدہ کرتے ہیں، تو ٹھیک سات بجے ہم حاضر رہتے ہیں، ملازموں سے جو وعدہ

کرتے ہیں ان کو پورا کرتے اوران کی پابندی کرتے ہیں، وہ بڑے فخر سے اپنی قوم کی تعریف کررہاتھا،ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان ہروعدے پر جان بوجھ کرانشاء اللہ کہیں اور دنیا کو سمجھائیں کہ وہ جب انشاء اللہ کہتے ہیں تو وعدے کو پورا بھی کرتے ہیں، اللہ تعالی سے اپنے اندران دونوں صفات کے پیدا ہونے کی بار بار دعاء بھی کرتے رہنا چاہئے اورزندگی کے ہرکام میں سچائی پرقائم رہیں۔

۞اگر کسی میں وعدہ نبھانے کی صلاحیت نہ ہوتو ایسا انسان وعدہ ہی نہ کرے اور صاف صاف کہہ دے کہ مجھے یاد نہیں رہتا یا مجھ سے وعدہ نبھانا نہیں ہوتا، میں معافی چاہتا ہوں۔

۞وعدہ پورا نہ کرنے سے بہتر ہیکہ وعدہ ہی نہ کرے یا وعدہ کرنے کے بعد اگر کوئی ضروری کام آجائے یا مصروفیت آجائے تو اپنے وعدے کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے فون پر یا کسی کے ذریعہ اس کی اطلاع بھیج دے، تاکہ دوسرا آدمی آپ کے وعدے کے انتظار میں نہ رہے۔

۞شادی بیاہ کے مواقع پر جواوقات کارڈ پر لکھے جاتے ہیں وہ بھی ایک قسم کا وعدہ ہے، اس پر بھی سختی سے پابندی کی جائے، تاکہ دوسرے لوگوں کو تکلیف نہ ہواور وہ آپ کی پابندی سے آپکی سچائی کو سمجھ سکے، چونکہ شادی بیاہ میں دوسری قوموں کے لوگوں کو بھی مدعو کیا جاتا ہےاور وہ شریک ہوتے ہیں، اسلئے وہ بہت غلط تاثر لیتے ہیں جب مسلمانوں کی شادی کے کارڈ انکے سامنے آتے ہیں تو وہ اوقات پڑھ کر ہنستے ہیں، اسلئے کہ ان کو یہ بات معلوم ہے کہ اگر سات بجے کا وقت لکھا گیا تو دولہا کم سے کم نو بجے آتا ہے، ذرا غور کیجئے! نماز کی ہرروز پابندی کرنے والے بھی یہی عمل کرتے ہیں، انہوں نے بھی وقت کی پابندی نہیں سیکھی، جب شادی کے کارڈ لوگوں کو دئے جاتے ہیں تو وہ دس بیس آدمیوں کو نہیں سو دوسو آدمیوں کو دئے جاتے ہیں، گویا ایک انسان کارڈ تقسیم کرکے دوسوآدمیوں کو اپنے وقت پر نہ آکر جھوٹے ہونے کا مظاہرہ کرکے اسلام کی شکل خراب کررہاہے اور سمجھا رہاہے کہ وہ اپنے وعدہ میں جھوٹا ہے اور وہ دوسوآدمیوں کو اسی طرح بےشعوری کے ساتھ اپنے اعمال کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

۞ عام طور پر عام مسلمانوں کو عہد واقرار کے معنی اور اہمیت ہی نہیں معلوم، جس عہد واقرار اور قول پر ایک عورت ایک مرد کے نکاح میں آتی ہے اور وہ مرد مہر کی رقم دینے کا اقرار کرتا ہے؛ لیکن اکثر مسلمان نکاح کے وقت مہر ادا نہیں کرتے بعد میں ادا کرنے کا وعدہ کر کے ٹال مٹول کرتے ہیں اور بعض حالات میں تعلقات جب خراب ہوجاتے ہیں تو بیوی کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ خلع لے اور مہر کو چھوڑ دے یا پھر مرنے پر مہر بخشوا دیا جاتا ہے اور مرنے کے بعد میت کے سامنے بیوی کو کھڑا کر کے زبردستی اس سے یہ بولنے کو کہا جاتا ہے کہ میں نے مہر معاف کیا۔

۞ تجارت میں اکثر تاجر گاہکوں کے ساتھ وعدہ کر کے اپنی دوکان کے چکر کاٹنے لگاتے ہیں یا تجارت کے لئے قرض لے کر ڈبا دیتے ہیں یا دوکان کا دیوالیہ ہی نکال دیتے ہیں، قرض لینے والے عام طور سے قرض دینے والے کو اپنا قرض وصول کرنے کے لئے چپلیں گھسواتے رہتے ہیں اور مقولہ مشہور ہے قرض حسنہ دینا لینے گئے تو چپلیں گھسنا۔ یہ سب ان لوگوں کی حالت ہے جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، جو رقم بغیر سود کے دی جاتی ہے وہ بڑی مشکل سے واپس ہوتی ہے، ایک دوکاندار جب اُدھار مال کسی دوسرے دوکان دار سے لیتا ہے تو اسکی رقم یا تو ستا ستا کر دیتا یا ڈوبا دیتا ہے، اگر اسلام کے ماننے والوں کی یہ حالت رہی تو ہم کیسے اسلام کو دوسروں کے سامنے پیش کرسکیں گے؟ کیسے اسلام کی دعوت دے سکیں گے؟ کیا اسلام صرف کتابوں کی حدتک عمدہ دین ہے؟ اس پر عمل کیوں نہیں کیا جاتا؟

۞ اکثر لوگ نوکریوں اور دوسرے ملکوں میں ملازمت دلانے کے لئے ایگریمنٹ یعنی عہد وپیمان کرتے ہیں، معاہدے میں تنخواہ اور کام کچھ اور ہوتا ہے مگر باہر لے جا کر ان سے کام کچھ اور لیا جاتا ہے اور تنخواہ کچھ اور دی جاتی ہے، غرض یہ کہ غیر تربیت یافتہ بے شعور مسلمانوں کے پاس نہ اوقات کی پابندی ہے اور نہ معاملات کی اور نہ لین دین کی پابندی ہے، نہ وہ قول کے پابند ہیں اور نہ ہی فعل کے پابند ہیں۔

اگر آپ کسی سے قرض لیں اور وعدہ کی ہوئی تاریخ کو دینے کی امید نہ ہوتو تاریخ سے پہلے ہی جا کر سہولت کی تاریخ حاصل کر لے اور اپنی مجبوری کو ظاہر کریں معافی مانگ لیں، اس سے دوسرا آدمی آپ کو ایمان دار، سچا اور وعدے کو پورا کرنے والا مانے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شہید کا قرض کے علاوہ ہر گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔ (مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ اگر اس کے ترکہ میں قرض ادا کرنے کے برابر رقم نہ ہوتو قرض ادا کرنے تک اس کی روح زمین و آسمان کے بیچ معلق رہتی ہے۔

اسلام نے بچوں سے بھی وعدہ خلافی کرنے سے منع کیا ہے اور یہ تعلیم دی کہ اگر ان سے کسی چیز کا وعدہ کیا جائے اور وہ چیز نہ دی جائے تو جھوٹ میں شمار ہوگا، حضور ﷺ نے فرمایا: جب کوئی قوم عہد شکنی کرتی ہے تو اللہ اس پر دشمن کو مسلط کر دیتا ہے (مؤطا امام مالک)

ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائیوں سے جھگڑا نہ کرو اور نہ اس سے تکلیف دہ مذاق کرو اور نہ اس سے ایسا وعدہ کرو جو پورا نہ کر سکو۔ (ترمذی) حضرت عائشہؓ فرماتیں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعاء مانگتے تھے کہ اے اللہ میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ مانگتا ہوں، تو ایک شخص نے آپ سے کہا کہ یا رسول اللہ آپ قرض سے اکثر پناہ مانگتے ہیں اس کا کیا سبب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ آدمی جب قرض دار ہو جاتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلافی کرتا ہے۔ (بخاری)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے جب ایک جنازے کے بارے میں دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ اس پر قرض ہے اور اس نے ادائیگی کا انتظام نہیں چھوڑا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے ساتھی کے جنازہ کی نماز پڑھ لو (میں نہیں پڑھاتا) حضرت علیؓ نے اسکے قرض ادا کرنے کی ذمہ داری لی، تب آپ نے آگے بڑھ کر نماز جنازہ پڑھائی۔ (مشکوۃ)

گداگری اور بھیک مانگنے کا پیشہ

۞ اسلام نے غریبوں، یتیموں، بیواؤں، معذوروں، مسکینوں، اور وہ لوگ جو محنت اور مزدوری سے اپنا پیٹ نہیں پال سکتے، ان کی مدد کیلئے صدقہ، خیرات، زکوٰۃ اور فطرہ دینے کی بہت زیادہ تعلیم دی ہے، جس کی وجہ سے مسلمانوں میں مختلف اوقات میں بہت زیادہ خیر خیرات تقسیم ہوتی رہتی ہے، کسی دوسرے مذہب میں سوسائٹی کے کمزور طبقوں کا اتنا خیال نہیں رکھا گیا۔ مگر اس کا غلط فائدہ اٹھاتے ہوئے بہت سے وہ لوگ جو محنت مزدوری کر سکتے ہیں، جوان اور صحت مند ہوتے ہیں، ان کو کوئی مجبوری و محتاجی نہیں ہوتی، وہ بھی اپنے آپ کو فقیر بنا کر گداگری کرتے ہیں، اور گداگری کو تجارت میں جس طرح مختلف پیشے ہوتے ہیں اسی طرح بھیک مانگنے کو ایک خاندانی پیشہ بنا لیتے ہیں۔ چنانچہ وہ نسل در نسل گداگری کرتے ہوئے اپنے آپ کو خاندانی فقیر بھی کہتے ہیں۔

۞ بعض فقیر ایسے بھی دیکھے گئے کہ باپ، بیوی، بیٹے، بیٹیاں، بہو، سب کے سب بھیک مانگنے کے لئے مختلف محلوں میں ایک ساتھ نکلتے ہیں اور جمعرات کے دن محلوں میں، جمعہ کے دن مسجدوں کے پاس، نماز ادا کئے بغیر بھیک مانگتے بیٹھے رہتے ہیں، درگاہوں، عرس کی تقاریب میں ایک بہت بڑی تعداد فقیروں کی نظر آتی ہے اور ایسا لگتا ہے کہ شاید سب سے بڑی تعداد بھیک مانگنے والوں کی مسلمانوں میں ہے۔ اس کے برعکس سکھوں اور یہودیوں میں ایک بھی فقیر نظر نہیں آتا اور ہندوؤں میں انکے بوڑھے مرد اور ضعیف عورتیں بھی اکثر محنت مزدوری کرتے ہوئے نظر آتے ہیں، بہت کم تعداد بھیک مانگتی ہے۔ بہت سی ان کی عورتیں گھروں میں نوکرانی کا کام کر لیتی ہیں۔ مسلم سوسائٹی میں فقیروں کی کثرت کی اصل وجہ ایمان کی کمزوری اور

تربیت کا فقدان ہے۔

۞ بعض مسلمان فقیر بھیک مانگ کر روپیہ پیسہ جمع کرتے اور اس سے سودی کاروبار کرتے ہیں، ان کے ذاتی مکانات بھی ہیں۔ کویت میں ایک فقیر کو پکڑا گیا جو فائیو اسٹار ہوٹل میں کرایہ کا کمرہ لیکر دن میں ہوٹل سے باہر لباس تبدیل کر کے بھیک مانگتا تھا، اس کے بنک کھاتے میں ہزاروں ڈالر پائے گئے۔ بعض فقیر گانجہ، افیم، چرس کا کاروبار کرتے ہیں۔ درگاہوں کے پاس ایک بڑی تعداد نوجوان صحت مند فقیروں کی مفت کی روٹیاں کھاتے پڑی رہتی ہے، ان کو محنت ومزدوری کے مقابلہ میں بزرگ کے نام پر آسانی سے روپیہ پیسہ اور غذا مل جاتی ہے ان کو محنت کر کے کمانے کا دور تک بھی خیال نہیں آتا۔ بھیک مانگنے کی جس قدر اسلام نے مذمت کی گئی ہے، شاید ہی کسی دوسرے مذاہب میں کی گئی ہو، علماء نے لکھا ہے کہ جب بھیک مانگنے والوں کی تعداد کسی قوم میں زیادہ ہوجاتی ہے تو اسی قدر زیادہ خرابیاں اس قوم میں پیدا ہوجاتی ہیں۔

۞ سوال کرنا گناہ اور برے کاموں میں سے ہے۔ سخت ضرورت کے سوا سوال کرنا جائز نہیں بلکہ سراسر ناجائز ہے۔ بھیک مانگ کر ایک انسان اپنی مفلسی اور غریبی کو ظاہر کرتا ہے۔ فقیر دربدر بھٹکتا پھرتا ہے تو اس میں اور کتے میں فرق ہی باقی نہیں رہتا۔ فقیر کو لوگ اپنی محفلوں میں نہیں بلاتے، فقیر کو کوئی عزت دار مقام نہیں دیتے، فقیر سے کوئی مشورہ نہیں لیتے، فقیر لوگوں کی نظروں میں ذلیل اور گرا ہوا ہوتا ہے، لوگوں سے سخت اور بے عزتی کی باتیں سنتا ہے۔ عزت دار طریقے سے نہیں بلایا جاتا۔ اس کی وعظ ونصیحت کا کچھ بھی اثر لوگوں پر نہیں ہوتا۔ وہ لوگوں کے لئے مثال اور نمونہ نہیں بن سکتا۔

۞ بھیک مانگنے سے محنت کرنے کا مزاج ختم ہوجاتا ہے۔ بھیک مانگنے سے کاہل اور فاقہ مست لوگوں کی تعداد بڑھتی ہے، مفت خوری کی عادت پیدا ہوجاتی ہے، اتنا ہی نہیں انسان بھیک مانگنے سے رفتہ رفتہ ایمان سے کمزور ہوکر روحانی امراض میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر توکل ختم ہوجاتا ہے بھیک مانگنے والا خدا کے نام پر بھیک مانگ کر خدا کو بھی بھیک مانگنے کا ذریعہ اور آلہ بنالیتا ہے، اس لئے کہ لوگ خدا کے نام پر جلد خیرات دے دیتے

ہیں۔ایسے شخص کے تعلق سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ملعون ہے وہ شخص جو اللہ کا نام لیکر سوال کرے۔(معجم کبیر طبرانی:۹۴۳)

❁ رسول اللہ ﷺ کی عظمت ومحبت بھی اس کے دل میں نہیں رہتی اس کو رسول ﷺ کے سکھائے ہوئے طریقۂ زندگی کا احساس ہی نہیں پیدا ہوتا، سنتوں سے دور سے بھی واسطہ پیدا نہیں ہوتا، وہ صرف ذہن پر بھیک مانگنے کا بھوت لئے پھرتا ہے اور اسی بھیک کو حاصل کرنے کو وہ خدا اور رسول کا واسطہ دیتا ہے۔اسکو یہ بات اچھی طرح معلوم رہتی ہے کہ مسلمان خدا اور رسول ﷺ کے واسطے سے ضرور کچھ نہ کچھ دیتے ہیں۔

❁ قیامت کے دن جواب دینے کا احساس ہی زندہ نہیں رہتا کہ کل حشر کے میدان میں اللہ مجھ سے پوچھے گا کہ عمر کس طرح گزاری، جوانی کہاں خرچ کی، کس طرح کمایا اور خرچ کیا؟ اس کا یہ احساس ہی زندہ نہیں رہتا کہ اسلام نے حلال روزی اور محنت و مشقت کے ساتھ مال کمانے کو فرض کیا ہے۔ چوری، جھوٹ، دھوکہ، فریب، بھیک مانگنے کو حرام کیا ہے۔وہ سمجھتا ہے کہ محنت کرنا میرا کام نہیں، اس کیلئے دوسرے لوگ بنائے گئے ہیں، دوسروں کی کمائی پر گزارہ کرنا میرے لئے حلال ہے اس طرح شیطان اس کو گمراہ کرتا ہے۔

❁ بھیک مانگ کر انسان کفرانِ نعمت کا بھی مجرم بنتا ہے، کیونکہ جو کچھ مانگ کر مال جمع کرتا ہے، اس کو چھپا کر، استطاعت کے باوجود جھوٹ بول کر مفلسی ظاہر کر کے بھیک مانگنا پڑتا ہے۔

❁ رسول اللہ ﷺ نے سختی سے اپنے امتیوں کو سوال کرنے سے منع فرمایا۔اور یہ تعلیم دی کہ بغیر کسی سخت مجبوری ومحتاجی کے سوال کرنا دوزخ کی آگ خریدنا ہے۔مگر افسوس کہ آج مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کا ایمان اتنا کمزور اور ناتواں ہوگیا ہے کہ ذرا سی مصیبت برداشت نہیں کرتے۔خودداری اور قناعت اختیار کر کے تنگی کو برداشت کئے بغیر فوراً مسجد کا رخ کر کے مسجد میں اپنی مجبوری کا اعلان کر کے سوال کرنے آجاتے ہیں۔ بھیک مانگنے کی آج کے مسلمانوں

کو اتنی زیادہ عادت ہوگئی ہے کہ وہ شادی بیاہ میں روپیہ پیسہ مانگتے سامان جہیز مانگتے ،لڑکی والوں سے دعوت طعام مانگتے ،سونا چاندی مانگتے اکثر داماد تو زندگی بھر فقیر بنے رہتے ہیں۔عام فقیر مسجدوں اور درگاہوں کے پاس بیٹھ کر کھلے طور پر بھیک مانگتے اور یہ فقیر ماڈرن طریقہ سے شادی بیاہ کے نام پر بھیک مانگتے ہیں،دونوں میں صرف پوزشن کا فرق ہوتا ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جسے فاقہ پیش آجائے،وہ لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کرے تو اس کا فاقہ ختم نہیں ہوگا اور جو اس کا اظہار اللہ کے سامنے کرے گا تو اللہ جلد یا دیر سے رزق عطا فرمائیگا۔(ابوداؤد،ترمذی)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے مجھے اس بات کی ضمانت دی کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کریگا تو میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔(حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا) میں اس کی ضمانت دیتا ہوں، پس انہوں نے مرنے تک کسی سے کسی چیز کا سوال نہیں کیا۔(ابوداؤد) ابن ماجہ میں ہے کہ انکی خودداری اور سوال نہ کرنے کا یہ حال تھا کہ گھڑسواری کی حالت میں اگر ان کے ہاتھ سے کوڑا چھوٹ کر زمین پر گر جاتا تو کسی سے نہ کہتے، بلکہ خود اتر کر لے لیتے تھے۔بندوں کی یہ صفت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے کہ بندہ بندوں سے سوال کرنے کی خواہش نہ رکھے، بلکہ اللہ کو پکارنے اور اللہ سے مانگنے کی خواہش رکھے۔

ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا،آپ ﷺ نے اسے کچھ دے دیا،مگر جب اس نے دروازے کی دہلیز پر قدم رکھا تو رسول اللہ ﷺ نے حاضرین سے فرمایا کہ اگر تم جانتے کہ مانگنے میں کیا برائی ہے،تو کوئی کسی کے پاس مانگنے کیلئے نہیں جاتا۔(نسائی)

پچھلے زمانوں میں جب ایمان پختہ تھا اور تربیت ہوتی تھی تو لوگ جان ومال کو عزت پر نثار کرتے تھے۔مگر آج ایمان کی کمزوری اور تربیت کے نہ ملنے کی وجہ سے مال حاصل کرنے کیلئے جان وعزت کو پامال کرتے ہیں۔پچھلے زمانوں میں حکام اور دولت مند حضراتِ علماء اور فقراء کی کے لئے تڑپتے تھے اور حکام کی دولت کو وہ حقیر سمجھتے تھے،آج

علماء اور فقراء حکام اور دولت مندوں کی گود میں بیٹھنے کو پسند کرتے ہیں۔ ان کے گھروں اور کوٹھیوں کے چکر کاٹتے ہیں۔ پہلے خدا کا نام دل سے لیا جاتا تھا، آج مکر وریا اور مال اصول کرنے کیلئے لیا جاتا ہے۔ پہلے لوگوں کو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی محبت درکار تھی، آج اللہ اور رسول ﷺ کے نام پر دولت درکار ہے۔

۞ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی لوگوں سے سوال کرتے کرتے اس حالت میں پہنچ جاتا ہے کہ قیامت کے دن اس حالت میں آئیگا کہ اسکے چہرے پر گوشت کی ذرا سی بھی بوٹی (ٹکڑا) نہ ہوگی۔ (بخاری ومسلم)

۞ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کچھ رکھتے ہوئے، مال میں اضافہ کرنے کیلئے سوال کرتا ہے، تو وہ آگ کے انگارے کا سوال کرتا ہے خواہ وہ کم طلب کرے یا زیادہ طلب کرے۔ (مسلم)

۞ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کچھ پاس رکھتے ہوئے سوال کریگا، وہ قیامت کے دن اس طرح اٹھے گا کہ اس کے منہ پر صرف ہڈیاں ہونگی اور گوشت گرا پڑا ہوگا

۞ رسول اللہؐ نے فرمایا: سوال کر کے انسان اپنا چہرہ چھلتا یا زخمی کرتا ہے (ترمذی)

۞ ان احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ بھیک مانگنے والا میدان حشر میں ذلت و رسوائی کے ساتھ آئیگا، اس کے ذلیل ہونے کی یہ علامت ہوگی کہ اس کے چہرے پر گوشت نظر نہیں آئیگا، صرف ہڈیاں نظر آئینگی، یہ گویا اس کے فقیر ہونے کی پہچان ہوگی کہ وہ دنیا میں لوگوں سے سوال کر کے عزت کھو چکا ہے۔ اسلئے آج بھی اسکی کوئی عزت نہیں، حشر کے میدان میں سب کے سامنے ذلیل ہو رہا ہے۔

۞ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں (کے گھروں) کا چکر کاٹے اور ایک ایک دو دو لقمے یا ایک ایک دو دو کھجوریں لے کر لوٹے، اصل مسکین تو وہ ہے جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اسے لوگوں سے بے نیاز کر دے، نہ ظاہراً اس کی حالت کا کسی کو اندازہ ہو سکے کہ اسے صدقہ

دیا جائے، اور نہ وہ خود کھڑا ہو کر لوگوں سے سوال کرے۔(بخاری و مسلم)

لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا: کہ کس قدر مال پاس میں ہونے سے سوال کرنا حرام ہوگا، تو ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: شام و صبح کی روزی جس کے پاس موجود رہے، وہ سوال نہ کرے، ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے دو درہم کا مال ہونا بتلایا ہے، یعنی جس کے پاس دو درہم ہو وہ بھی سوال نہ کرے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے ایک سائل کی آواز سنی اور یہ سمجھ کر کہ بھوکا ہے، اس کو کھانا کھلانے کا حکم دیا، تھوڑی دیر میں اس کی آواز پھر سنائی دی، معلوم ہوا کہ یہ وہی سائل ہے، کھانا کھانے کے بعد پھر مانگ رہا ہے، آپ نے اس کو بلوایا۔ اور دیکھا کہ اس کی جھولی روٹیوں سے بھری ہوئی ہے۔ آپؓ نے جھولی کا ایک سرا پکڑ کر اسکو اونٹوں کے آگے جھاڑ دیا اور فرمایا یہ سائل نہیں ہے بلکہ تاجر ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ مومن کے بھیک مانگنے اور سوال کرنے سے بہت نفرت کرتے تھے اور لوگوں کو بھیک مانگنے کے بجائے محنت و مزدوری کرنے کی تلقین کرتے تھے ۔ بھیک مانگنا گویا اللہ کی شکایت کرنا ہے، جس طرح ایک غلام اپنے آقا کو چھوڑ کر دوسرے شخص سے کچھ مانگتا ہے، تو اس سے وہ اپنے مالک کی توہین کرتا ہے، خود کو انسانوں کی نگاہوں میں ذلیل کر لیتا ہے۔ اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھا جاتا، نہ اسے عزت و اکرام دیا جاتا ہے، ایک ایمان ....
والے کے لئے یہ سزاوار نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر محتاج مجبور انسانوں سے مانگتا پھرے۔

مغل دور میں جہانگیر بادشاہ کی شکار کے دوران ایک غریب شخص سے ملاقات ہوئی، وہ بادشاہ کو نہیں پہچانتا تھا، اس نے بادشاہ سے سوال کیا۔ بادشاہ دوسرے دن ایک وقت پر دربار آنے کو کہا، جب وہ دوسرے دن اس کے دربار آیا تو معلوم ہوا کہ بادشاہ دعا میں مشغول ہے، اس غریب شخص نے بادشاہ کو خود جب اللہ سے مانگتے ہوئے دیکھا تو سوچا کہ یہ خود محتاج ہے اللہ سے لے کر مجھے دیگا، کیوں نہ میں خود اللہ سے مانگوں؟ چنانچہ وہ

دربار سے کچھ لئے بغیر واپس ہو گیا۔

۞ شیخ ابراہیم ادہمؒ نے شفیق بلخیؒ سے دریافت کیا کہ تمہارے علاقے میں فقراء کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: اچھا حال ہے، ان کو جب کچھ ملتا ہے تو شکر ادا کرتے ہیں، نہ ملے تو صبر کرتے ہیں، حضرت ابراہیم ادہمؒ نے کہا کہ میں نے بلخ کے کتوں کا بھی یہی حال دیکھا ہے۔

۞ دیندار درویش تو پہلے مانگتے ہی نہیں، وہ سوائے اللہ کے کسی کی طرف ہاتھ نہیں پھیلاتے اور اگر ان کو دیا جائے تو قبول نہیں کرتے، دوسرے درجہ کے وہ ہوتے ہیں جو مانگتے نہیں دیا جائے تو قبول کر لیتے ہیں، وہ سوال کرنا حرام سمجھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ چاہتے تھے کہ آپ کا امتی محنت ومزدوری کرنے کا جذبہ رکھے، نہ کہ بھیک کے ٹکڑوں پر زندگی گزارنے کا عادی بنے۔

۞ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: بے شک یہ بات کہ کوئی شخص پہاڑ پر جائے اور لکڑی کا گٹھا باندھ کر اپنی پیٹھ پر لادے اور فروخت کر کے اپنی روزی کما لیا کرے اس کیلئے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی سے سوال کرے (بخاری ومسلم)

۞ رسول ﷺ نے فرمایا: حضرت زکریا علیہ السلام بڑھی تھے۔(مسلم)

۞ حضرت مقداد بن معدیکربؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی شخص نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کبھی کوئی کھانا نہیں کھایا، اللہ کے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا کرتے تھے۔(بخاری)

۞ حضرت حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور خرچ کرنے کی ابتداء ان لوگوں سے کرو جن کی کفالت تمہارے ذمہ ہے اور بہترین صدقہ وہ ہے جو اپنی ضرورت پوری کرنے کے بعد ہو، اور جو سوال کرنے سے بچنا چاہے اللہ تعالیٰ اسے بچا لیتا ہے اور جو لوگوں سے بے نیازی اختیار کرے اللہ اسے لوگوں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔(بخاری ومسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ ممبر پر تشریف فرماتھے، تو آپ ﷺ نے صدقہ اور سوال سے بچنے کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہاتھ ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہاتھ ہے۔ (بخاری و مسلم)

انصار میں سے ایک شخص رسول اللہ کی خدمت میں کچھ مانگنے کے لئے آیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے گھر پر کچھ سامان نہیں؟ اس نے کہا ایک موٹا سا کمبل ہے اسے میں اوڑھتا ہوں، کچھ بچھاتا ہوں اور ایک پیالہ ہے جس میں پانی پیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا دونوں میرے پاس لے آؤ۔ وہ دنوں چیزیں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے ان کو ہاتھ میں لیکر لوگوں سے فرمایا ان کو کوئی خریدتا ہے ایک شخص بولا میں ایک درہم میں خریدتا ہوں، پھر آپ نے دو یا تین بار فرمایا کہ کوئی ایک درہم سے زیادہ دے سکتا ہے، دوسرے شخص نے کہا میں دو درہم دیتا ہوں، آپ ﷺ نے کمبل اور پیالہ اس کو دے کر اس سے دو درہم لے لئے اور اس انصاری سے فرمایا: ایک درہم کا تم کھانا لیکر اپنے گھر پہونچاؤ اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آو، وہ کلہاڑی خرید کر لایا، آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ایک لکڑی کا دستہ اسمیں ٹھونک دیا اور فرمایا: جاؤ لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرو اور پندرہ دن بعد میرے پاس آنا، وہ شخص چلا گیا لکڑی کاٹ کاٹ کر بیچنے لگا پھر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کے پاس دس درہم جمع ہوگئے تھے اس نے بعض سے کپڑا خریدا اور بعض سے کچھ کھانے کا سامان خریدلیا، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تیرے لئے بہتر ہے کہ جب تو قیامت کے دن آئے تو تیرے چہرے پر بھیک مانگنے کا داغ نہ ہو۔

دیکھو سوال کرنا صرف اس شخص کو حلال ہے جو شخص محتاج ہے یا معذور ہے یا جسمانی محنت نہیں کرسکتا، جس پر بھاری تاوان ہو، جس کی گردن پر خون بہا ہو۔

اگر موجودہ زمانے میں جو نوجوان تعلیم حاصل کرنے کے بعد بے روزگار ہیں

یا جو لوگ جوان ہٹے کٹے صحت مند ہوں وہ اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق ٹیوشن یا چھوٹا کاروبار کرکے اپنے لئے روزگار پیدا کرلیں، بھیک مانگنے والے سیکل ٹھیلہ بنڈی پر ترکاری، میوہ، پیاز اور مرچ وغیرہ فروخت کریں، عورتیں گھروں میں نوکرانی کا کام کرکے محنت کی زندگی گزاریں۔ اس سے اسلام اور مسلمانوں کا امیج خراب نہیں ہوگا، مگر بھیک مانگنے والوں کو محنت کرنے سے آسان راستہ بغیر محنت کے بھیک کے ذریعہ روزگار ملتا ہے، اس لئے وہ محنت کرنا نہیں چاہتے۔

ایک بادشاہ ایک حسین لڑکی کی محبت میں گرفتار ہوکر اپنے شاہی محل میں بیوی بنانے کی غرض سے لایا، مگر وہ کچھ دنوں بعد بیمار ہونے لگی، شاہی غذائیں کھانے کے لئے جی چرانے لگی، نوکروں سے سوکھی روٹی کے ٹکڑے اور باسی کھانے منگوا کر اپنے کمرے کے مختلف محرابوں میں رکھتی اور کمرے میں گھومتی ہوئی بھیک مانگنے کی صدا لگا کر وہ باسی غذائیں کھانے لگی، باشاہ کو معلوم ہوا اس نے لڑکی سے حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اسے گداگری کی عادت ہے اور یہ عادت اس کی طبیعت بن چکی ہے، اس لئے اس کو تازے مزیدار کھانے نہیں کھائے جاتے، بالکل یہی حال فقیروں کا ہوگیا ہے، ان کو بھیک کے ٹکڑوں کا مزہ لگا ہوا ہے، وہ قطعی محنت کرنے کو تیار نہیں ہوتے، اس لئے جب بھیک مانگ کر بغیر محنت کے مال ملتا ہے تو انسان محنت کرنے سے جی چراتا اور محنت کرنا اس کو بوجھ معلوم ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ سوال ان تین آدمیوں کے سوا کسی کے لئے حلال نہیں ہے (۱) ایک وہ شخص جو سخت آفت میں مبتلا ہو جس سے اسکا مال ضائع ہوگیا ہو، اس کو بقدر ضرورت سوال کرنا حلال ہے (2) وہ شخص جو کسی کا ضامن ہو اس کو بقدر ادائے ضمانت سوال کرنا حلال ہے اس کے بعد سوال سے باز رہنا چاہئے (3) وہ شخص جس کو فاقہ، ضرورتِ شدید پیش آجائے اور اسکی قوم کے تین عقلمند آدمی اس کی ضرورت کی

تصدیق کریں، ان تینوں قسم کے علاوہ اگر کوئی شخص سوال کرے، وہ مال حرام کھاتا ہے، اس کے بعد فرمایا جو شخص ہاتھ پھیلا کر سوال کرے یعنی گدائی پیشہ ہو اس کی گواہی رد کی جاتی ہے۔

❁ ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ سب سے ہلکی چیز دنیا میں کونسی ہے ؟ فرمایا کہ بھیک مانگ کر کھانے والے لوگ۔ تو لوگوں نے کہا: پھر انہیں ہوا کیوں نہیں اڑا لیجاتی ؟ فرمایا ڈرتی ہے کہ مجھ سے بھی کچھ مانگ نہ لے۔

❁ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جو شخص مانگنے کی عادت ڈالتا ہے اللہ تعالی اس پر محتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے، ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اپنے نفس پر سوال کا دروازہ کھولتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر فقیری کا دروازہ کھولتا ہے جسے تمام مخلوق مل کر بھی بند نہیں کرسکتی۔

❁ بھیک مانگنے کی خرابیوں میں سے ایک خرابی یہ بھی ہے کہ یتیموں، مسکینوں، بیواؤں، معذوروں، غریب نادر لوگوں کے لئے خیر خیرات ملنا مشکل ہوجاتی ہے، جو بے چارے صدقات وفطرہ اور زکوٰۃ کے انتظار میں رہتے ہیں، پیشہ ور اور جھوٹے گداگر جھوٹ بول کر طرح طرح کے حیلے بہانے بنا کر مستحقین تک مال کو جانے نہیں دیتے، اور زکوٰۃ وخیرات کا مال حرام خوروں کے پیٹ میں جاتا ہے۔

❁ جناب جعفر صادقؒ کا قول ہے کہ اگر کوئی تم میں سے چاہے کہ اللہ اس کا کوئی سوال رد نہ کرے، پس اس پر لازم ہے کہ تمام انسانوں سے بے نیاز ہو کر اللہ تعالیٰ سے امید باندھے، جب اللہ تعالیٰ اس کے قلب کی یہ حالت دیکھے گا تو پھر اس کی دعائیں، قبول ہوں گی، اس لئے فقیر کی دعا قبول ہونا مشکل ہے، جب تک وہ لوگوں سے بے نیاز نہ ہوجائے، لوگوں پر نگاہ نہ رکھے۔ اولاد کو بھی چاہئے کہ وہ جوان ہوجانے کے بعد ماں باپ سے بھیک نہ مانگے کسی شاعر نے کہا:

رب سے مانگ کچھ تجھے مانگنا ہے اے انسان
یہ وہ در ہے جہاں آبرو نہیں جاتی

بہت سے مسلمان دیندار بن جاتے ہیں مگر محنت ومزدوری نہیں کرتے

یہاں تک جو بات ہوئی وہ ان لوگوں کی تھی جو دیندار بھی نہیں ہوتے اور محنت ومزدوری بھی نہیں کرتے، بس بھیک پر زندگی گزارتے ہیں۔مگر اللہ کے رسول ﷺ نے ایسے لوگوں کو بھی ناپسند فرمایا جو دینداری تو اختیار کرتے ہیں، مگر دوسروں کے سہارے زندگی بسر کرتے ہیں اپنے پرورش کا پورا بوجھ دوسروں پر ڈالتے ہیں۔

رسول ﷺ ایک روز اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے، ایک شخص کا گزر وہاں سے ہوا، لوگوں نے اس شخص کی تعریف کی اور کہا کہ یہ دن رات مصروفِ ذکر وعبادت رہتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: پھراس کے روزگار اور کھانے وپینے کا انتظام کیسے ہوتا ہے؟ تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ اسکا بھائی اس کے کھانے پینے اور دوسری ضرورتوں کا کفیل ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے بھائی کا درجہ ثواب میں اس کی عبادت وذکر سے بہت زیادہ ہے۔

ایک اور روایت میں ہے صحابہؓ نے ایک شخص کا ذکر رسول ﷺ کے سامنے کیا کہ یہ ہمارے ساتھ سفر میں بے حد عبادت میں مصروف رہتا تھا اور اپنے سواری اور سامان تک کی دیکھ بھال نہیں کرتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ اس کے کھانے پینے کا انتظام کون کرتا اور دیگر چیزوں کی حفاظت سے کس نے آزاد کر رکھا تھا تو صحابہ نے کہا: ہم لوگ اس کے سامان وسواری کی پوری حفاظت کرتے اور کھانا کھلانے کا انتظام کرتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم تمام لوگ اس سے بہتر ہو۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ کسب چھوڑ کر مسجد میں بیٹھ کر یہ دعا مانگنا کہ، اے اللہ مجھے رزق دے، یہ خلافِ سنت ہے، تجھے معلوم ہی ہے کہ آسمان سے سونا چاندی نہیں برستا۔

روایت میں ہے کہ حضرت داؤدؑ کی عادت تھی کہ راتوں میں لباس بدل کر

اکیلے پھرا کرتے تھے، کوئی ملتا تو اس سے پوچھتے کہ داؤد کی کیا خصلت ہے نیک یا بد؟ ایک دن اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیلؑ کو انسانی صورت میں آپ سے ملنے بھیجا، حضرت نے پوچھا داؤد کے حق میں تم کیا کہتے ہو؟ حضرت جبرئیلؑ نے کہا داؤد پیغمبر ہیں، صاحب کتاب ہیں، پھر بادشاہ بھی ہیں، مگر ایک خصلت نہ ہوتی تو بہت اچھا تھا یعنی روزی اپنے کسب سے حاصل کرتا اور بیت المال سے نہ کھاتا تو اس کے خصائلِ حمیدہ میں بہت بڑا اضافہ ہوتا ،حضرت داؤد علیہ السلام یہ سن کر پھرے اور اللہ تعالیٰ سے رو کر دعا کی کہ الٰہ العالمین مجھے کوئی کسب نہیں آتا ، مجھے کوئی روزی حاصل کرنے کا راستہ سکھا دے، حق تعالیٰ نے انہیں زرہیں بنانا سکھا دیا۔ ذرا غور کیجئے کہ بڑے بڑے پیغمبر بادشاہ ہوتے ہوئے کسب معاش کر کے زندگی گزارے حضرت اورنگ زیبؒ بھی اپنے ہاتھ سے قرآن مجید کی کتابت کرتے اور کماتے تھے، جب پیغمبروں نے کسب حلال سے روزی حاصل کر کے زندگی گزاری تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عبادت کے ساتھ ساتھ تمام ایمان والے کسب حلال سے روزی حاصل کرے۔ کسب حلال بھی اول ترین لازمہ عبادت ہے ،اس لئے دیندار لوگ اپنا بوجھ دوسروں پر ڈال کر مجبور و محتاج نہ بنیں، ایسے دینداروں کو اسلام پسند نہیں کرتا جو بے روزگار رہ کر دوسروں پر روزگار کا بوجھ ڈال کر دینداری اختیار کرتے ہیں۔

✿ اسلام میں قیامت تک آنے والے مسلمانوں کے لئے ہجرت مدینہ کے واقعات میں یہ بات محفوظ کر دی گئی کہ جب صحابہؓ کرام نے مدینہ ہجرت کر رہے تھے، تو مشرکین نے مکہ ان کو پوری طری لوٹ لیا اور وہ بے سروسامانی کی حالت میں مدینہ پہونچے ۔مگر کسی صحابی نے سوال کرنے اور بھیک مانگنے کا راستہ اختیار نہیں کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا واقعہ ہر مسلمان کے لئے بڑی عبرت، سبق، مثال اور رہبری دیتا ہے۔ مگر ہم یہ سب کچھ سننے اور جاننے کے باوجود خوددار اور انسانوں سے بے نیاز نہیں بنتے۔

✿ مدینہ ہجرت کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے درمیان مواخات کروا کر ایک مہاجر مسلمان کو ایک انصار مسلمان کے ساتھ بھائی بنایا تھا اور حضرت عبدالرحمٰن بن

عوفؓ کو مدینہ کے عظیم قبیلہ خزرج کی شاخ بنوحارث کے سردار حضرت سعید بن ربیعؓ انصاری کا بھائی بنایا۔ حضرت سعید بن ربیعؓ انصاری مدینے کے بے حد دولتمند انسان تھے۔ مواخات کے ساتھ ہی حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو ساتھ لیکر اپنے گھر آئے اور فرمایا: ''مال ودولت کی کثرت میں، میں تمام مدینہ والوں سے بڑھکر ہوں۔ یہ میرا مال حاضر ہے، دونوں اس کو نصف نصف تقسیم کرلیں گے'' اس طرح حضرت سعید بن ربیع انصاریؓ نے اپنے گھر میں رکھی ہوئی ساری رقم، مکانات، باغات، کھیت اور مال تجارت وغیرہ کی تفصیل بتا کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو پیشکش کی، اس کے بعد حضرت سعید بن ربیع انصاریؓ نے فرمایا: بھائی آپ مکہ سے تنہا آئے ہیں میری دو بیویاں ہیں، ان میں سے جو آپ کو پسند ہو بتا دیجئے، میں اس کو طلاق دیتا ہوں، آپ اس کو اپنے نکاح میں لے لیں۔ اتنی زبردست پیشکش کرنے کے باوجود حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے صرف اتنا کہا کہ بھائی مجھے بازار کا راستہ بتلا دیجئے، مجھے یہ سب نہیں چاہئے انہوں نے پنیر اور چھانچھ کی تجارت کرکے روزگار کمانا شروع کیا، مگر آج مسلمانوں میں یہ کیاریکٹر میلوں نظر نہیں آتا۔

۞ عام مسلمانوں سے ایک گزارش یہ ہے کہ صحت مند، نوجوان غیر مستحق، فقیروں کو بھیک دیکر مسلمانوں میں ناکارہ لوگوں کی تعداد میں اضافہ نہ کریں اور لوگوں کو پھوکٹ کا کھانے کا عادی نہ بنائیں، جہاں تک ہوسکے مستحق لوگوں کی مدد کرکے ان کو اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے قابل بنائیے، تاکہ وہ لوگ بھیک کے عادی بننے کے بجائے محنت کی روزی کمانے کے قابل بنائیں، فقیروں کے بچوں کی تعلیم کی ذمہ داری لیکر ان کو اسکول یا درسگاہوں میں لگائیں، عورتوں کو گھریلو ہنر سکھایئے اور مردوں کو چھوٹے چھوٹے کاروبار لگا کر دیجئے اس سے ملک اور قوم پر احسان ہوگا، گداگری کی تعداد جو ہر روز بڑھ رہی ہے اس کو کم کرنے اور ختم کرنے کا کوئی پروگرام بنایئے، جتنا زیادہ لوگ بھیک کے عادی ہوجاتے ہیں اتنا ہی قوم ملت میں محنت کرنے والے کام کے لوگوں کی کمی ہوتی جاتی ہے، خطباء حضرات مساجد میں کبھی اس عنوان پر بھی بات کرکے مسلمانوں کو شعور دیں۔

پڑوسیوں کے حقوق

★اسلام ایمان والوں کو تمام نوع انسانی کے ساتھ اخوت و بھائی چارگی، ایثار و محبت اور خیر خواہی و حسن سلوک کی باقاعدہ تعلیم دیتا ہے۔معاشرتی زندگی میں سکون وچین ،حسد،خودغرضی ،کینہ،بغض،عداوت،نااتفاقی ،دشمنی اور غیبت،تہمت جیسے امراض رذیلہ سے دور رہنے سے پیدا ہوتا ہے۔قرآن وحدیث میں باقاعدہ معاشرتی زندگی میں سکون پیدا کرنے کیلئے پڑوسیوں کے ساتھ عمدہ سلوک کی تعلیم دی گئی۔

★سورہ نساء آیت ۳۶ میں اللہ تعالیٰ نے تمام پڑسیوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے،اور رسول اللہ ﷺ نے مختلف احادیث میں حسن سوک کے تحت ایثار،قربانی،محبت، وشفقت اور مدد واحسان کی تعلیم دی ہے اور تکلیف پہنچانے سے منع فرمایا۔

★موجودہ زمانے میں تربیت کے نہ ہونے اور علم کے نہ حاصل کرنے سے مسلمان اللہ کے حکم اور اپنے نبی ﷺ کے ارشادات سے واقف ہی نہیں اور معاشرتی زندگی میں پڑوسیوں کے حقوق ادا نہیں کرتے،جس کی وجہ سے مسلم معاشرے میں ذیل کی کیفیات پیدا ہوتی رتی ہیں۔

★غریب اور سلم بستیوں میں جب پڑوسیوں میں کسی بات پر جھگڑا ہوتا ہے تو دونوں ایک دوسرے کا احترام کئے بغیر مرد عورتیں سب مل کر گھر سے باہر نکل کر لڑتے اور گالی گلوج کرتے ،یہاں تک کہ مار پیٹ کی نوبت تک آجاتی ہے۔

★اوسط طبقہ میں جب پڑوسی پڑوسی کے درمیان تعلقات نہیں ہوتے،تو ذرا ذرا سی بات پر وہ ایک دوسرے کو برداشت نہیں کرتے اور نہ درگزر کرتے ہیں، پاکستان کے ایک شہر میں دو بھائیوں کی اولاد ایک دوسرے کے پڑوسی تھے،ان میں بات چیت بند تھی،ایک

پڑوسی کے گھر میں لڑکی کی شادی کا رسم تھا، صحن میں پکوان تیار کیا جا رہا تھا۔ پکوان کی وجہ سے دھواں بازو پڑوسی کے روشندانوں میں سے اندر گھر میں جا رہا تھا۔ اس پر اعتراض ہو کر جھگڑا ہوا اور بازو پڑوسی کے لوگوں نے چاقو کا استعمال کر کے ایک نوجوان کا قتل کر ڈالا، شادی اور خوشی کا گھر ماتم کدہ میں تبدیل ہو گیا۔

★ ہندوستان کے ایک شہر کے مشہور دواخانے میں ایک مردہ شخص کو لایا گیا، اس کے ساتھ دو تین عورتیں اور مرد رو رہے تھے، پوچھنے پر معلوم ہوا کہ بازو کے گھر والے اپنے گھر کی مٹی مردہ شخص کے گھر کے سامنے ڈال دی، جب بہت دن گزرے تو مردہ شخص نے مٹی ہٹانے کو کہا، بس اسی پر لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا، اور چاقو سے حملہ کر کے اس شخص کو ختم کر دیا گیا۔

★ سرکاری نل سے جب پانی چھوڑا جاتا ہے تو خود غرضی کا یہ عالم ہے کہ زیادہ سے زیادہ پانی حاصل کرنے کے لئے پڑوسیوں کا خیال کئے بغیر بڑا سے بڑا موٹر لگا کر پورا پانی کھینچتے ہیں، پڑوسی اعتراض کریں تو گالی گلوج کے ساتھ لڑنے کے لئے آجاتے ہیں اور دوسروں کو پانی لینے نہیں دیتے۔

★ کہیں پر اپنے گھر کا کچرا پڑوس کی طرف ڈھکیل دیتے ہیں یا اپنے گھر کی خراب پانی کی نالی پڑوس کی طرف نکال دیتے یا اپنا گھر ایسا بناتے ہیں کہ پڑوس کے گھر کی روشنی، ہوا بند کر دیتے اور اس کی طرف کھڑکیاں نکال کر پڑوس کی عورتوں کو بے پردہ کر دیتے ہیں یا اپنے گھر کی تعمیر کرتے وقت پڑوس کی چھت، دیوار اور صحن خراب کر دیتے۔ اعتراض کیا جائے تو غنڈوں اور پہلوانوں سے گالی گلوج کرواتے اور جھگڑا کر کے لاٹھی، تلوار، چھرا، چاقو سب کچھ نکال لیتے ہیں۔

★ بلند آواز سے ٹی وی لگا کر پڑوسی کی نیند، بیماروں کا آرام اور لکھنا پڑھنا حرام کر دیتے ہیں یا اپنے بچوں کو دن بھر گلی میں مرغیوں کی طرح چھوڑ دیتے اور وہ پکارہ کرتے ہوئے کھیل کود کر کے پڑوسیوں کی موٹر اور موٹر سائکلوں کو نقصان پہونچاتے اور اس کے بچوں کا لکھنا پڑھنا خراب کرتے ہیں یا رات دیر تک اپنے بچوں کو باہر رکھ کر دوسرے بچوں کے لکھنے پڑھنے کے

ذہن کوخراب کرتے ہیں، کوئی ڈرائے تو ماں باپ لڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔

★ پڑوسیوں کی تجارت، ترقی اور دولت پر حسد و جلن میں مبتلا ہوتے، اور پڑوسی کی خوشحالی کو برداشت نہیں کرسکتے، پڑوسی کے گھر منفی حالات پیدا ہو جائیں تو بغیر تحقیق کئے، اندرونی حالات معلوم کئے بغیر غلط اندازے قائم کر کے الزامات اور تہمتیں لگاتے ہیں، حسد اور جلن کی وجہ سے طعنے مارتے ہیں۔

★ اگر دولت مند ہوں تو پڑوسیوں کو سلام تک نہیں کرتے، غریب پڑوسی ہو تو اس سے کبھی ملاقات تک نہیں کرتے، فلیٹ میں رہنے والوں کا یہ حال ہے کہ سالوں ایک دوسرے پڑوسی سے نہیں ملتے، (خاص طور پر عرب ممالک کے غیر وطنی) دولت مند علاقوں میں یہ تک نہیں معلوم رہتا کہ کون کون ان کے محلے میں رہتے ہیں، موت اور بیماری میں کبھی ایک دوسرے کی خیر خیریت تک دریافت نہیں کرتے۔

★ اگر پڑوسیوں میں مختلف جماعتوں، فرقوں، عقائد کے لوگ ہوں تو جس کی تعداد زیادہ ہے وہ اپنے پڑوسی کو تنگ کرتا ہے اور بعض وقت دیکھا گیا کہ رات کے وقت پتھر بھی پھینکیں گئے، تا کہ وہ گھر فروخت کر کے یا خالی کر کے چلا جائے، بعض حالات میں جھگڑا ہو تو لٹھ اور بندوق کو نکال کر قتل تک کر ڈالتے ہیں، (پاکستان میں اکثر ایسے حالات سنے گئے۔) ایسے ماحول میں مختلف عقائد والے اور مختلف جماعتوں والے ایک دوسرے کے پڑوسی ہونے کے باوجود آپس میں سلام نہیں کرتے، انکو جہنمی اور گمراہ سمجھتے، اور خود کو جنتی، اور ان کی مدد کے لئے نہیں دوڑتے، ان سے کسی قسم کی ہمدردی نہیں رکھتے، دلوں میں بغض رکھتے ہیں۔

★ پڑوسی کے لڑکے اچھے تعلیم یافتہ اور کمانے والے ہوں اور وہ اپنے پڑوسی کی لڑکی سے رشتہ کرنے کو تیار نہ ہوں تو دشمن بن جاتے، حسد و جلن کے ساتھ نفرت کرتے ہوئے نام لیتے ہیں، اسی طرح کوئی اپنی لڑکی کی شادی نے کرائے تو اس سے نفرت پیدا کر لیتے اور اسی کے گھر کو تہمت لگا کر بدنام کرتے ہیں، اس لئے اپنی معاشرتی زندگی کو اسلامی طرز کی

بنانا ہو تو اللہ کا حکم اور اپنے آقا ﷺ کی حسب ذیل ہدایات کو یاد رکھئے:
★حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا، جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے بے خوف نہ ہو۔ (مشکوٰۃ)
★حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پڑوسیوں میں سب سے بہتر پڑوسی اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اپنے پڑوسیوں کیلئے سب سے بہتر ہو۔ (ترمذی)
★حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم وہ شخص ہرگز مسلمان نہیں، خدا کی قسم وہ شخص ہرگز مسلمان نہیں، خدا کی قسم وہ شخص ہرگز مسلمان نہیں، تو صحابہؓ نے دریافت کیا، کون سا شخص ہے یا رسول اللہ ﷺ۔ جس کے بارے میں آپ مومن نہ ہونے کی شہادت دے رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: جس کی شرارتوں (ایذارسانی) سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو، تین مرتبہ فرمایا۔ اللہ کی ذات کی قسم کھا کر آپ یہ وعیدیں سنا رہے ہیں (بخاری و مسلم)
★رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے پس اللہ کو سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ (بیہقی)
★حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ ایک خاتون نماز روزہ، صدقہ اور خیرات میں بہت آگے ہے، لیکن وہ اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان (درازی) سے تکلیف بھی پہنچاتی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ دوزخ میں جائے گی، پھر اس شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ فلاں عورت نماز، روزہ صدقہ، خیرات میں زیادہ مشہور نہیں؛ لیکن وہ اپنی زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں پہنچاتی ہے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ جنت میں جائے گی۔ (احمد، بیہقی)
★ پڑوسی کے ساتھ لڑائی جھگڑوں کی وجہ سے قیامت میں ذلت ہوگی، قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں سب سے پہلے دو مدعی اور مدعا علیہ پیش ہوں گے اور وہ پڑوسی

ہوں گے۔(احمد)

★ایک حدیث میں ہے کہ جس نے پڑوسی سے لڑائی کی اس نے مجھ سے لڑائی کی۔

★رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہمسایہ کو ضرر پہنچائے گا اور جو اسے مشکل میں ڈالے گا، اللہ اسے مشکل میں ڈالے گا۔(ابوداؤد)

★حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے بیٹے سے کہا: بیٹے عبدالرحمٰن! اپنے پڑوسی سے مت لڑو یہ (تمہارے دکھ میں) کام آئیں گے اور دیگر لوگ موجود نہیں رہیں گے۔(اتحاف ۲۷۷/۷)

★اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام پڑوسیوں کے تعلق سے ذرہ برابر بھی ایذا رسانی برداشت نہیں کرتا، ہمیشہ ایمان والوں سے ان کی بھلائی چاہتا ہے، اور پڑوسی کو آرام، راحت، اور چین وسکون پہنچانے کی تعلیم دیتا ہے، اور ہونا بھی یہی چاہئے کہ ایک وہ امت جسے خیرامت بنایا گیا، جسے لوگوں کی سدھار کیلئے رکھا گیا، اگر وہ اپنے بازو رہنے والوں کو برداشت نہ کرے تو دعوت کا کام کیسے کریگی؟ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک مدد اور احسان کرکے دعوت دین دی جاسکتی ہے اور اسلام کی عملی مثال پیش کی جاسکتی ہے، حسن سلوک کے ذریعہ اپنوں کو قریب کیا جاسکتا ہے اور غیروں کو اسلام سمجھایا جاسکتا ہے انسان جس گھر میں سکونت اختیار کرتا ہے، اس کے قریب وجوار میں جو لوگ رہتے ہیں، ان کو پڑوسی کہتے ہیں، اگر گھر کے بالکل قریب ہو تو قریبی پڑوسی اور دور ہوں تو دور کے پڑوسی

★حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، اور حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ ہر طرف سے چالیس گھروں کی آبادی پر پڑوسی کا اطلاق ہوتا ہے۔(طبرانی، ابوداؤد) اس میں دائیں بائیں آزو بازو چاروں طرف اشارہ ہے جس کی رعایت ایمان والوں کے لئے لازم ہے۔ پڑوسیوں میں ہر قسم کے لوگ شامل ہوتے ہیں قرآن مجید میں ''**جار**'' کا لفظ آیا ہے جو ہر طرح کے پڑوسیوں کے لئے بولا جاتا ہے، مسلم ہو یا غیر مسلم، رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار، دشمن ہو یا دوست، عابد ہو یا غیر عابد، امیر ہو یا غریب، ملکی ہو یا غیر ملکی نافع ہو یا ضار۔

★رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: بعض پڑوسی وہ ہیں جن کا صرف ایک حق ہے، بعض وہ ہیں جن کے دو حق ہیں، اور بعض وہ ہیں جن کے تین حق ہیں، ایک حق والا پڑوسی وہ ہے جو غیر مسلم ہو۔ دو حق والا پڑوسی وہ ہے جو مسلمان ہو مگر رشتہ دار نہ ہو۔ تین حق والا پڑوسی وہ ہے جو پڑوسی بھی ہو، مسلمان بھی ہو اور رشتہ دار بھی ہو (قرطبی، طبرانی)

★ان میں محبت و ہمدردی کا سب سے زیادہ مستحق وہ پڑوسی ہے جس کا دروازہ آپ کے گھر سے قرب ہو کہ جیسا ایک موقع پر بی بی عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا میرے دو پڑوسی ہیں تو میں ان میں سے کس کو تحفہ بھیجوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جسکے گھر کا دروازہ تمہارے گھر سے قریب ہو۔ (بخاری:۲۲۵۹)

★رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرو، تم مومنِ کامل ہو جاؤ گے۔ (مسند احمد و ترمذی)

★آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اکرام کا معاملہ کرے۔ (بخاری و مسلم)

★ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا: جسکی چاہت ہو کہ اس کو اللہ و رسول ﷺ کی محبت نصیب ہو تو وہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ (بیہقی)

★آپ ﷺ نے خصوصیت کے ساتھ ایمان والی عورتوں کو یہ ترغیب دی کہ تم میں سے کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کیلئے (کسی بھی ہدیہ کو) حقیر نہ سمجھے، اگر چہ بکری کی کھر ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری و ترمذی)

★آپ ﷺ نے یہاں تک تاکید فرمائی کہ جب تم کوئی سالن پکاؤ تو شوربہ زیادہ کر دو اور اپنے پڑوس کو بھی بھیجو۔ (مسلم و طبرانی)

★آپ ﷺ نے یہ بھی تعلیم دی کہ آپس میں تحفہ و ہدیہ دیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے اور دلوں کی کدورت دور ہوتی ہے۔ (بخاری و ترمذی)

★رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو تاکید کی کہ ابوذر! تم اپنے پڑوسی کی خبر

گیری کیا کرو۔(بخاری)

★رسول اللہ ﷺ نے یہاں تک تعلیم دی کہ اگر تیرا پڑوسی تیرے چولہے میں روٹی پکانا چاہے یا اپنا سامان ایک دن یا آدھا دن رکھنا چاہے تو تم اپنے پڑوسی کو منع مت کرو۔اسی طرح اگر وہ دیوار میں کھونٹی گاڑنا یا دیگر ضروریات پوری کرنا چاہے تو منع نہ کرے۔(بخاری)

★رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں دعوت پیش کررہے تھے تو مشرکین مکہ جو آپ کے پڑوسی تھے وہ آپ کے گھر میں کچرا پھینکتے ،کانٹے پھینکتے اور پکوان کی جگہ غلاظت تک پھینکتے تھے،راستہ چلتے وقت کچرا پھینکتے تھے،مگر آپ ﷺ صبر کرتے تھے۔

اس لئے ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی کا خیر خواہ بنے، آڑے وقت میں کام آئے، دکھ درد میں برابر کا شریک ہو،مالی مدد کرے یا قرض مانگنے پر قرض دے،ایک دوسرے کے اہل وعیال کو عزت دے،ضرورت پر بھرپور تعاون کرے۔

★حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا:یارسول اللہ!جب میں کوئی اچھا کام کروں تو مجھ کو کیسے معلوم ہو کہ میں نے اچھا کام کیا ہے اور جب کوئی برا کام کروں تو کیسے معلوم ہو کہ میں نے برا کام کیا ہے، یعنی میرے کام کے اچھے اور برے ہونے کا کیا معیار ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہارا پڑوسی شہادت دے کہ تم نے اچھا کام کیا ہے تو سمجھ لو کہ تم نے اچھا کام کیا ہے اور جب وہ کہے کہ تم نے برا کام کیا ہے تو جان لو کہ تم نے برا کام ہے۔(مشکوۃ،ابن ماجہ)

★رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:وہ شخص مومن نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے۔(بیہقی،مسند احمد،طبرانی)

★حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پڑوسی کے بارے میں شکایت کی کہ وہ مجھے بہت تنگ کرتا ہے،اس کی ایذا رسانی سے میں بہت پریشان ہوں،رسول اللہ ﷺ نے اس کو مشورہ دیا کہ جاؤ اپنے گھر کا سامان نکال کر راستہ پر رکھ دو اس نے ویسا ہی کیا،لوگ راستہ چلنے والے دریافت کرتے تو کہتا کہ

میرے پڑوسی نے میری ناک میں دم کررکھا ہے لوگ یہ جملہ سنتے اور کہتے کہ اے اللہ اس پڑوسی پر لعنت فرما، اے اللہ اس پڑوسی کو رسوا کر۔ جب پڑوسی کو اس کی خبر ہوئی تو وہ اس آدمی کے پاس آیا اور کہا: اپنے گھر واپس چلو، اللہ کی قسم اب میں تم کو کبھی نہیں ستاؤں گا۔ (درمنثور، ابوداؤد)

★ پڑوسیوں کے حقوق اس قدر زیادہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل امین ہمیشہ پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک اور اسکی رعایت اور امداد کے لئے فرماتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ شاید پڑوسی کو بھی وراثت میں شریک کردیا جائیگا۔ (بخاری ۸۸۹/۲)

★ پڑوسی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک مستقل پڑوسی دوسرے عارضی پڑوسی۔

★ اگر آپ کسی کمپنی یا دفتر میں کام کرتے ہوں تو جتنی دیر وہاں کے لوگوں کے ساتھ رہیں گے تو وہ بھی عارضی پڑوسی کہلائیں گے۔

★ اسکول، کالیج اور مدارس میں جتنی دیر طلبہ اور طالبات کے ساتھ بیٹھ کر علم سیکھیں گے تو وہ بھی عارضی پڑوسی کہلائیں گے۔

★ ریل گاڑی، بسوں اور ہوائی جہاز میں جتنی دیر لوگوں کیساتھ سفر کریں گے تو وہ بھی عارضی پڑوسی کہلائیں گے۔

★ ان تمام لوگوں کے ساتھ پڑوسیوں جیسا سلوک کرنا ہوگا اور ان کو تکلیف دینا، ان کے ساتھ خودغرضی سے پیش آنا، انکو سونے، بیٹھنے کی جگہ نہ دینا، ان کے ساتھ تعصب برتنا اور ان کے سامنے پوچھے بغیر یا دئے بغیر کھاتے بیٹھے رہنا اور ان پر سگریٹ پی کر دھواں چھوڑنا اور ان کے ضرورت پر جانے پر ان کے سامان کی حفاظت نہ کرنا، یہ سب پڑوسی کو ایذا دینے میں شمار ہوگا۔ اسی طرح سورۂ ماعون میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جو تعلیم دے رہا ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ آپس میں برتنے کی چھوٹی چھوٹی چیزیں تک نہیں دیتے مثلاً علماء نے اس کی تفصیل یہ بیان کی ہے کہ چھوٹی چھوٹی چیزوں سے

مراد پن، پنسل، چاقو، کرسی، سبل، گردا، بیلن، پھاوڑا، برتن، پانی، ڈول، رسی وغیرہ۔

★حضرت معاویہؓ بن حیدہ سے مروی حدیث میں کچھ حقوق طبرانی میں بیان کئے گئے، عمرو بن شعیبؓ سے مروی حدیث میں کچھ حقوق (اتحاف ۷/۲۷۵) بیان کئے گئے ہیں، اس طرح (الترغیب والترھیب ۳/۲۴۲) میں حضرت معاذ بن جبلؓ سے کچھ حقوق بیان کئے گئے، ان تینوں کتابوں کی تفصیل کا خلاصہ یہ ہے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! ہم پر پڑوسیوں کے کیا کیا حقوق عائد ہوتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے حسب ذیل حقوق بیان فرمائے۔

★ پڑوسی تم سے مدد طلب کرے تو تم اس کی مدد کے لئے دوڑو۔

★ پڑوسی اگر تم سے قرض مانگے اور تمہارے پاس استطاعت ہو تو تم اسے قرض دو

★جب وہ بیمار ہو جائے تو عیادت کرو انتقال کر جائے تو نماز جنازہ میں شرکت کرو

★جب اسے کوئی غم اور مصیبت پہونچے تو اس کی تعزیت کرو، اس کے غم میں شریک رہو۔ فطری طور پر تمہارے دل پر بھی اس کی چوٹ لگے۔

★جب اکو کسی چیز کی ضرورت پڑے تو اس کی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرو۔

★اپنا مکان پڑوسی کی بغیر اجازت اونچا نہ کرو، تا کہ اس کی ہوا اور روشنی نہ رکے اور عورتوں کی بے پردگی نہ ہو، ہاں وہ اجازت دے تو ان چیزوں کا خیال کر کے مکان اونچا کر لو۔

★اپنے پکوان سے اسے تکلیف نہ دو، اگر گنجائش ہو تو کچھ تحفہ بھیج دیا کرو۔

★پھل یا مٹھائی لاؤ اور مقدار کم ہو تو پڑوسی کے بچوں کو دکھا کر رونے پر مجبور مت کرو۔ اگر پڑوسی غریب ہے تو اس کے بچے اسے تنگ کریں گے اور وہ اپنے بچوں کی خواہش پوری نہیں کر سکے گا۔

★اگر اسے کوئی بھلائی پہونچے تو دلی اعتبار سے تم بھی خوش ہو اور مبارک باد دو۔

★اس پر اللہ کی جو نعمتیں ہیں ان کی بربادی کی آرزو اور تمنا نہ کرو اور اس سے حسد و

جلن میں مبتلا نہ ہو۔

★اس کی عورتوں کی عزت وآبرو پر غلط نگاہ نہ ڈالو۔

★اس سے خندہ پیشانی، حسن سلوک اور نرمی سے پیش آؤ۔

★اس کو تحفہ اور ہدیہ دیا کرو۔اس کو محبت وحکمت کے ساتھ دین کی باتوں سے واقف کرواتے رہو۔(فتح الباری)

★رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوسروں پر مصیبت میں خوشی ظاہر نہ کرو، ورنہ یہ ہوگا کہ اللہ اس پر رحم فرما دیگا اور تجھے مصیبت میں مبتلا کر دیگا۔(ترمذی ومشکوٰۃ)

★حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے اہل وعیال اور مال کی حفاظت کیلئے اپنے پڑوسی پر اپنے گھر کے دواز ے بند کر دیئے تو وہ مومنِ کامل نہیں۔(طبرانی)

★رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن طعنہ دینے والا اور لعنت بکنے والا اور فحش کام کرنے والا اور فحش کلام کرنے والا نہیں ہوتا۔(ترمذی ومشکوٰۃ)

★ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ممبر پر پہونچ کر بلند آواز سے فرمایا: اے مسلمانو! جن کے دلوں میں ایمان نہیں پہونچا ہے، مسلمانوں کو نہ ستاؤ، نہ ان پر عیب لگاؤ نہ ان کے عیب تلاش کرو، کیونکہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کے عیبوں کے پیچھے پڑ جاتا ہے تو اللہ اس کے عیبوں کے پیچھے پڑ جاتا ہے اور اللہ جس کے عیبوں کے پیچھے پڑ جائے اس کو رسوا کر دیتا ہے گرچہ وہ گھر میں بیٹھا رہے۔(ترمذی)

★رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم مومنوں کو آپس میں رحم کرنے اور محبت وشفقت رکھنے میں ایک جسم کی طرح دیکھوگے، وہ اس طرح ہوں گے جیسے ایک ہی جسم ہوتا ہے جب ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم تکلیف وبخار میں مبتلا رہتا ہے۔(بخاری ومسلم)

۴۔اکثر مسلمانوں کی معاشرتی زندگی میں جہالت اس لئے زیادہ ہے کہ وہ اپنے نبی کے ارشادات اور تعلیمات سے واقف نہیں، جس کی وجہ سے وہ پڑوسیوں کو ستا کر گناہ میں مبتلا ہوتے اور صبر

اختیار نہیں کرتے اور پڑوسیوں کا خیال نہیں کرتے بات بات پر لڑنے اور مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں اپنے قول سے اور عمل سے تکلیف دیتے ہیں ان سے حسد اور جلن میں مبتلا ہو کر ان کی ترقی پر جلتے اور ان کے مصیبت میں مبتلا ہونے کی آرزو بھی کرتے ہیں۔

گالی دینا منافق کی علامت ہے

مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد فحش کلامی اور گالی گلوج سے گفتگو کرنے کی عادی بنی ہوئی ہے اور وہ نہ صرف غصہ اور لڑائی جھگڑوں میں گالیاں دیتی ہے؛ بلکہ دوستی، ملاقات، کاروبار، ہنسی مذاق اور عام گفتگو کے دوران گالی کے ساتھ بات کرتی ہے اور بعض تو ایسے لوگ ہیں جو تو اپنے بیٹا، بیٹی، بیوی اور نوکروں کو گالی کے القاب لگا کر پکارتے ہیں، سلم ایریوں میں مرد تو مرد عورتیں بھی گالیاں دیتی ہیں، چنانچہ اکثر مسلمانوں کا گالی تکیہ کلام بنا ہوا ہے۔ وہ امت جسے دنیا کی سدھار کے لئے آخری امت بنا کر رکھا گیا اور جو رسول اللہؐ سے نسبت اور تعلق رکھتی ہے وہ اگر اس شیطانی روش اور منافقانہ حرکت کے ساتھ زندگی گزارے تو کیسے دعوت الی اللہ کا کام کرسکے گی گالی دینا مسلمان کی شان کے خلاف ہے۔

★اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: منافق جب بات کرتا ہے تو گالی دیتا ہے۔

★رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فحش گو (گالیاں دینے والا) اور بدکلام سے اللہ کو بغض یعنی دشمنی ہے۔ (ترمذی وابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کو وہ شخص سب سے زیادہ مبغوض (قابل نفرت) ہے جو جھگڑالو اور لڑنے والا ہے۔ (بخاری ومسلم)

★حضرت انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب دو آدمی آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دیں تو سب کا وبال اسی پر ہوگا جس نے گالی دینے میں پہل کی ہے۔ جب تک کہ مظلوم زیادتی نہ کرے۔ (مشکوٰۃ) کوئی گالی دے تو سامنے والا خاموش رہے صبر کرے، تو گالی کا وبال گالی دینے والے پر پڑیگا۔

★رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: کہ گناہوں میں ایک گناہ یہ بھی ہے کہ کوئی شخص

ماں باپ کو گالی دے، صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دیگا آپ نے فرمایا! ہاں کوئی کسی آدمی کے باپ کو گالی دے گا تو وہ الٹ کر اس کے باپ کو گالی دیگا اگر کسی کی ماں کو گالی دیگا تو وہ الٹ کر اسکی ماں کو گالی دے دیگا۔(بخاری ومسلم) گویا دوسروں کو گالی دیکر اپنے ماں باپ کو گالی دلوانا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم یہ نہ کہو کہ لوگ اچھائی سے سلوک کریں گے تو ہم بھی اچھائی سے پیش آئیں گے اور لوگ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے، بلکہ اپنے نفسوں کو اس پر آمادہ کرو کہ برائی پر اچھائی کا برتاؤ رکھو، اگر لوگ اچھائی سے پیش آئیں تو تم بھی اچھائی سے پیش آؤ اور اگر لوگ برا برتاؤ کریں تب بھی تم ظلم نہ کرو۔(ترمذی)

★رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہہ رہے ہیں تو ان سے کہہ دو تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔

★رسول اللہ ﷺ نے جانوروں تک کو گالی دینے سے منع فرمایا، آپ نے مرغ کو گالی دینے سے منع کیا، کیوں کے وہ نماز کیلئے جگاتا ہے۔(ابوداؤد)

★حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی آدمی کو کافر کہہ کر پکارا یا یوں کہا کہ اے اللہ کے دشمن اور وہ ایسا نہیں ہے تو یہ کلمہ اسی پر لوٹ جاتا ہے جس نے ایسا کہا۔(بخاری ومسلم)

★رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے لئے مسلمان کا سب کچھ حرام ہے اس کی جان، اس کا مال اور اس کی آبرو۔

★رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن لوگوں سے مانوس ہوتا ہے اور لوگ اس سے مانوس ہوتے ہیں۔(دارقطنی)

★رسول اللہ ﷺ نے احادیث میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب بندہ گالی گلوج اور فحش کلامی کرتا ہے تو اللہ کی نظروں میں بے عزت ہو جاتا ہے۔

یہ کتاب!

جس طرح دین اسلام کے مخصوص عقائد ہیں، جن پرایمان لانے کے بعد ہی کوئی شخص مسلمان ہوسکتا ہے، بالکل اسی طرح اس کی مستقل تہذیب وثقافت بھی ہے، اس کو اپنائے بغیر ایک مسلمان کبھی بھی صحیح مسلمان نہیں ہوسکتا، اسلامی تہذیب وثقافت کی سب بڑی خوبی یہ ہے کہ عقائد وایمانیات سے لیکر زندگی کے ہر گوشہ کی رہنمائی اس میں موجود ہے اور اسلام کا مطالبہ ہے کہ اسی کے مطابق زندگی گزاری جائے، اس کی خلاف ورزی نہ ہو۔لیکن بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ امت جسے دنیا کی قیادت سونپی گئی ہے اور اسلام کی دعوت کی ذمہ داری دی گئی ہے، جس کے پاس اپنے مستقل تہذیب وتمدن موجود ہے، آج وہی امت عقائد وایمانیات اور معاشرتی وسماجی زندگی میں باپ دادا کے رسم ورواج اور غیروں کی نقالی میں گھر کر رہ گئی ہے، اسلامی تہذیب وثقافت کی حقیقت وروح دور دور تک اس میں نظر نہیں آرہی ہے۔اس کتاب کے ذریعہ اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ اسلامی طریقۂ زندگی کے چند گوشوں کو اجاگر کیا جائے اور سماج وسوسائٹی کے نقائص پر انگلی رکھ کر نشاندہی کی جائے۔یہ کتاب کوئی فقہی کتاب نہیں؛ بلکہ ایک اصلاحی کتاب ہے۔دوران مطالعہ آپ کو معلوم ہوگا کہ اسلامی احکام کا دائرہ کتنا مکمل اور باعث عزت ہے اور ہم نے اسے کتنا بگاڑ دیا ہے، مسلم سوسائٹی کی مختلف خرابیوں کو صاف صاف لفظوں میں بیان کیا گیا ہے اور اسی کے ساتھ صحیح اسلامی تعلیمات بھی پیش کی گئی ہیں، اگرچہ یہ باتیں (خرابیوں کا بیان) بظاہر تلخ ہیں لیکن حقیقت پر مبنی ہے، مشاہدات وتجربات اور سماج کے گہرے مطالعہ کے بعد اس کو بیان کرنے کی جرات کی گئی ہے، کتاب پڑھنے کے بعد آپ کو بھی ان برائیوں کا ضرور احساس ہوگا۔

عبداللہ صدیقی صاحب کی دیگر کتابوں کی طرح یہ کتاب بھی ''تعلیم الایمان'' سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے، جو اپنے مواد اور موضوع کے لحاظ سے منفرد ہے۔اندازِ نگارش بالکل سادا، آسان اور سہل ممتنع ہے، میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی شخص اس کتاب کو پڑھنے کے بعد متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔اللہ سے دعا کہ اس کتاب کو معاشرہ کی اصلاح کا ذریعہ بنائے اور اسلامی تہذیب وثقافت پر ہمارے قدم جمائے۔(آمین)

محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری

سرپرست ایمانیات سنٹر حیدرآباد (اے پی)